بزمِ خیال

حصۂ اوّل

مصنفۂ

عالیجناب معلے القاب راجہ راجایان مہاراجہ
سر کشن پرشاد بہادر کے سی آئی ای
یمین السلطنت پیشکار و وزیر اعظم دولتِ آصفیہ
المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت
آصف خلد اللہ ملکہ

در محبوب پریس علاقہ پیشکاری طبع شد
سنہ [illegible]ھ

بزمِ خیال

حصۂ اوّل

مصنفہ

عالیجناب معلے القاب جہ راجایان مہاراجہ

سر کشن پرشاد بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای

یمین السلطنت پیشکار و وزیرِ اعظم دولتِ آصفیہ

المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت

آصف خلد اللہ ملکہ

در محبوب پریس علاقہ پیشکاری طبع شد

سنہ ۱۳۲۷ھ

فہرست مضامین حصۂ اوّل

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	نور کا تڑکا	۱
۲	رات ہو گئی	۳۱
۳	رات کے دو بجے ہیں	۶۰
۴	شادیانے بج رہے ہیں	۶۲
۵	خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو	۶۶
۶	جگت نانا اور اُن کی بڑھیا کی چہ میگوئیاں	۷۱
۷	نواب کے گھر خوشی کا جلسہ	۷۹
۸	شاہراہ پر ایک فلک کے تارے کی زبانی کہانی	۸۵
۹	نواب کے گھر قلندر اور اُن کے شاگرد کی گفتگو	۹۲
۱۰	من مرادِ خویش اندر نامرادی یافتم	۱۰۰
۱۱	خیال کا دربار	۱۱۴
۱۲	نامہ بر سے نصیر کی ملاقات	۱۲۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳	چہ میگوئیاں	۱۳۹
۱۴	اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ	۱۵۴
۱۵	نواب کیا کر رہے ہیں	۱۶۳
۱۶	نواب کے گھر کچہری	۱۷۴
۱۷	صبحِ بہار	۱۸۳
۱۸	امید کی بہار	۱۹۴
۱۹	مشاعرہ	۲۰۱
۲۰	عالمِ تصور	۲۱۶
۲۱	بولنا مت کہ بھرے بیٹھے ہیں	۲۳۰
۲۲	شطرنج	۲۴۷
۲۳	تاڑبن کا میلہ	۲۵۴
۲۴	رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت	۲۶۳
۲۵	ایک سیاح سے ملاقات	۲۷۲
۲۶	ظریف الدولہ کی سرگزشت	۲۹۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نور کا تڑکا

صبح نور ظہور اپنے حسنِ دلفریب سے تمام عالم کو اللہُ نورُ السمٰوات والارض کی جھلک سے سنور کرنا چاہتی ہے۔ تارے آسمان پر جھلملا کر لبِ بوسیدۂ جانان کی طرح سفید پڑتے جاتے ہیں اور شب کی تیرگی والشمس و ضحٰھا کے دامن میں سمٹ کر چھپنے لگی ہے۔ آفتاب کی شعاعیں دھیمی دھیمی نمایاں ہوتی جاتی ہیں قرصِ خورشید اپنے چہرۂ پرنور کو نقابِ شعاعِ زرّیں سے کسی کی عارضِ زیبا کی طرح نمایاں کرتا جاتا ہے۔

مرغانِ نواسنج اپنی سُریلی خوش الحانی سے چوٹ کھائے ہوئی
دلون کو اُبھارنے پر آمادہ ہو گئے ہین - وہ جس پُراثر لہجے مین نواسنجی
کر رہے ہین اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک پیدا کرنے والے
خالقِ بے چون وبیچگون کی وحدت کا اقرار اور اُسکی شکر گزاری مین
رطب اللسان ہین - فرحت بخش ہوا جسکو نسیمِ سحری کہنا چاہیے -
اپنے لطیف اور خوشگوار جھونکون سے رات کے مست الستون کو
جو بیخود ہوکر اپنے اپنے بسترون پر بے تکلفی کے ساتھ سو رہے ہین جگانے
مین مصروف ہے آخر جسطرح کوئی طرحدار معشوق بسترِ خواب سے
انگڑائیان لیتا ہوا بیدار ہوتا ہے اُسی آن بان کے ساتھ خورشید
جہانتاب نے مسندِ نور پر جلوہ افگن ہوکر اپنے جادو بھرے حُسن سے
ایک عالم کو فریفتہ کر دیا -

اب صبح کی نازک خوشگوار پُربہار سنہری کرنین بلند مکانات کی چوٹیون
کو رنگتی ہوئی نیچے اُترنا شروع ہوئین -

درختون کے پتّون پر شبنم کی بُوندین جو کسی کے چہرۂ پُرنور کے
پسینے کی طرح ٹپک رہی تھین - دھوپ کی قوتِ جاذبہ نے اُنکو جذب

کرنا شروع کر دیا۔

اس قدرتی سماں اور دلفریب سین کی بہار اُن دلربا صورتوں پر غازہ چڑہا رہی ہے جن کو سُنہری رنگ قدرت کے نقاش کے رنگے ہوئے ہیں۔

ایسے لُبہانے والے وقت پر ہمارے حبیب لبیب۔ جن کا تخلص (نواب) ہے اور یہی ہمارے اس ناول کے باوقار ہیرو ہونے والے ہیں۔ اپنے نوجوان یار غار کے ساتھ جن کا تخلص (رفیق) ہے ہاتھہ میں ہاتھہ ملائے باتیں کرتے ہوئے برآمدے میں آکر دونوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گیئے۔ اور یوں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔

نواب۔ (رفیق کی طرف مخاطب ہوکر) آپ نے جو انگریزی طرزِ معاشرت کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا۔ اُس کی نسبت میں آپکو یہی نیک مشورہ دونگا کہ سب سے اول انگریزوں کی سوسائٹی اختیار کیجیے۔ اور اسی سے حصولِ مدعا بہ آسانی ممکن ہے۔ یوں اگر طوطا۔ مینا کی طرح سیکہنا چاہیں تو محال ہونے کے علاوہ دلچسپ بھی نہیں۔

رفیق۔ بیشک آپکا فرمانا درست ہے۔ انشاء اللہ میں کوشش

کرونگا کہ ان کی نیک صحبتون مین شریک ہوکر اپنی معلومات وسیع کرون۔

نواب ۔ اس سے بہتر خیال ہو نہین سکتا۔ ہان اگر آپ بندے سے کوئی بات پوچھین تو اپنی معلومات کی حد تک عرض کرسکتا ہون۔

رفیق ۔ مہربانی سے یہ تو فرمایئے کہ یورپ کی طرزِ معاشرت مین باہم ملاقات کرانے کا کیا طریقہ ہے۔

نواب ۔ یہ ایک مشکل اور اہم امر ہے۔ درحقیقت ناآشناؤن کو آپس مین ملاکر اور تعارف کراکر یگانگت کا جامہ پہنانا اور اُن کے آپس کی اعزاز کی اعلیٰ قدرِ مراتب تصدیق کرنا اہم ذمہ داری کا کام ہے۔ لیکن تعارف کرانے والے کو پہلے اس امر کا اطمینان کرلینا چاہیے کہ دونون جب آپس مین باہم ملائے جائین گے تو یہ ملاقات جانبین کے لیے باعثِ مسرت ہوگی۔ اُسوقت اس کا ارادہ کیا جائے۔

رفیق ۔ ہمارے ہان کی بھی تو یہی رسم ہے۔

نواب ۔ جی ہان۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ ہماری قوم مین پردے کی وجہ سے خاتونون کے ساتھ تعارف نہین پیدا کرایا جاتا ہے جسطرح لیڈیون

سے یورپ مین آزادی کے ساتھ تعارف کرایا جاتا ہے - اور دستور یہ ہے کہ ہمیشہ جنٹلمین کو لیڈی کے سامنے پیش کرنا چاہیے - کیونکہ انکی نزدیک اقتضائے ادب یہی ہے کہ جنٹلمین لیڈی سے رتبہ مین کتنا ہی زیادہ کیون نہ ہو لیکن اُس کو اخلاقاً لیڈی کے روبرو پیش کیا جائے - اور اُنکے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ لیڈیان بہ نسبت مرد کے زیادہ تر رعایت کی مستحق ہین - لیکن بخلاف اسکے ہمارے ہان عورتون کی اسقدر عزت اور منزلت نہین ہے -

اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی خیال ضرور ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے کہ کسی مرد کو لیڈی سے تعارف کرانے کے قبل لیڈی سے استمزاج کرکے اجازت لے لی جائے - اسی طرح کم رتبے والے مرد کو اعلے رتبے کے افسر سے تعارف کرانا ہو تو اعلیٰ افسر کے استمزاج سے کم رتبے والے کو لیجا کر تعارف کرانا چاہیے - اول ملاقات مین صرف دونو باہم تو یعنی کورنش کرنا کافی ہے مگر ایسا بھی ہوتا ہے کہ [illegible] کر لیتے ہین -

اگر کسی دوست کے گھر یا کسی افسر کے یہان کسی قسم کی دعوت ہو

اور وہان ناآشناؤن سے مڈبھیر ہو جائے تو باہم باتین کرنے مین کوئی مضائقہ نہین۔ بلکہ ان سے دور یا کشیدہ رہنا بدخلقی مین داخل ہے کیونکہ ایسے موقعون پر میزبان کی ملاقات ہی مہمانون کی عزت کے لیے کافی ذریعہ ہے۔

رفیق۔ اس تعارف کے معاملہ مین اُن کے ہان نزاکت زیادہ ہے۔

نواب ۔ جی ہان۔ اُن کی قوم کے کیا مرد اور کیا عورتین کہ ومہ نے تعلیم کی بدولت وہ عزت حاصل کی ہے کہ دوسرے ہندوستان کے اقوام باوجود دولتمند اور صاحبِ ثروت ہونے کے اُن سے بہت پیچھے ہین ۔ خدا کرے کہ ہماری قوم کی تعلیم معراج کمال پہ پہونچے۔

رفیق۔ کیا آپ کی راے ہے کہ فی الحال بندہ سکندرآباد کے کلب مین اپنا نام شریک کرادے آپکی توجہ سے شاید مین کامیاب ہو جاؤن۔

نواب ۔ ضرور۔ انشاءاللہ مین اسکی فکر کرونگا۔

رفیق ۔ ہان مہربان۔ فرمائیے تو پرسون سویرے ہی سویرے نسیم سحری کے جھونکے کی طرح لطفِ بہار دکھانے کہان تشریف لے گئے تھے۔

نواب - کیا پانچویں رمضان کو۔

رفیق - جی ہان -

نواب - اُس روز بندہ بھی اُجڑی ہوئی بستیون کو دیکھنے گیا تھا جن کی آبادی طغیانیِ رودِ موسی کے نذر ہوگئی ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ مین آپ سے نہ مل سکا۔

رفیق - واللہ عجب عبرت خیز سین ہے جس طرف دیکھیے سناٹا ہو کا میدان -

نواب - کیا عرض کرون حیدرآباد کا وہ اُٹھتا جوبن اور اس کا وہ حسن دلفریب جوان بستیون کی آبادی کا باعث تہا آن کی آن مین خواب و خیال ہوگیا -

خدا رکھے ہندوستان مین یہی ایک ریاست ہے جس سے اسلام کا نام قائم ہے - خدا جانے کس کی نظرِ بد کی بدولت ہم کو اور ہماری آئندہ نسلون کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا -

بخدا مین آپ کو یقین دلاتا ہون خدائے تعالی شاہِ آصف کے فیض کو ابدالآباد جاری رکھے - حیدرآباد کی وہ شان پھر وتی جو ایک

شفتے کے قبل تھی اور جس کا نکھار اور بناؤ سنگار عروس بہار کے عارض زیبا کا غازہ تھا اور جس کے باعث اسکو عروس البلاد کہا کرتے تھے اب اسکے کھنڈرون کے دیکھنے کے بعد دل اس قدر متاثر ہو جاتا ہے کہ رونا آتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

واقعی دنیا کی بے ثباتی کو دیکھکر زندگی سے جی ہٹا جاتا ہے۔ دل پر کچھ ایسی افسردگی کی گھٹا چھائی جاتی ہے کہ کچھ طمطراق کی طرف جی مائل نہین ہوتا۔ الٰہی توبہ جس سمت نکل جایئے مطلع صاف ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اپنی نیتّون کا خمیازہ ہمکو بھگتنا پڑا مثل مشہور ہے۔ رُت بدلتے ہی نیّت بدلی۔

اُسکے سُوگ مین سوز غم کی بدولت دلکی گُتھی سُلجھانی مشکل ہو گئی ہے۔

نواب۔ (رفیق کی طرف مخاطب ہوکر) غالباً اس عرصہ مین آپنے بھی چار طرف پھر کر دیکھا ہو گا۔ اور عبرت حاصل کی ہو گی۔

رفیق۔ عبرت پوچھتے ہین واللہ عبرت بھی ایسی کہ تمام عمر نہ بھولینگے۔

نواب۔ مگر کیا کہین۔ قربان جایئے اپنے بادشاہ کے۔ رعایا کے ساتھ ہمدردی جس طرح ہمارا محبوب بادشاہ کرتا ہے بجز ادوسری سلطنتون

مین اسکی نظیر بہت کم ملیگی۔ ایسے آڑے وقت مین حضور کی بخشش کے باران نے جل تھل بھر دیے۔

رفیق۔ اللہ حضور کو سلامت رکھے۔ فرمانروائی اسی کو کہتے ہین۔ اور شانِ فرمانروائی یہی ہے۔

رعایا چو بیخ است و سلطان درخت

اس قول کو ہمارے حضورِ والا نے اس موقع پر ہر طرح سے ثابت کرکے دکھادیا اور رعایا بھی دل سے اسی طرح فدائی اور بندۂ بیدام ہے

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

نواب کے خدمتی نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ سرکار چھوٹی حاضری تیار ہے۔ اتنے مین دوسرے خدمتی نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ میان عبد الصمد خان جو جگت نانا کے نام سے مشہور ہین حاضر ہین

نواب۔ یادش بخیر بلالو۔ جلد بلالو۔

جگت نانا۔ پیر مرد تشریف لائے۔ ان دونون صاحبون نے اُس بوڑھے کو تعظیم کے ساتھ کرسی دیکر بٹھایا

راوی۔ یہ ایک منصب دار ہین قوم کے ہاشمی پیرانے فیشن کے

اور کئی پشتین ان کی حیدر آباد مین گزرین۔ نہایت ہی نیک نیت اور خلیق آدمی ہین معمولی نوشت و خواند کی لیاقت رکھتے ہین۔ رئیسون اور امیرون کی محفل مین جہان گئے ابرِ رحمت کی طرح چھا گئے۔

نے عزم درزد سے نے عزم کالا

ایک آپ ہین اور دوسری بڑھیا بیوی خوش خوش گزرتی ہے۔ دو سو منصب پاتے ہین۔ اللہ حضور کو دیر گاہ سلامت رکھے۔ گھر بیٹھے ایسے ہزارون پرورش پاتے ہین اور اس فیض سے سیراب ہوتے ہین۔ خوش مزاج ایسے کہ نقلِ محفل کہنا بیجا نہ ہوگا۔

نواب ۔ کیون میان نانا! چھوٹی حاضری تیار ہے۔

پیرمرد ۔ چھوٹی حاضری کیا معنی کیا بڑی حاضری بھی ہوتی ہے۔

نواب :۔ جی ہان۔ صبح کے ناشتے کو چھوٹی حاضری کہتے ہین اور چاشت کو برکفاسٹ۔

پیرمرد ۔ لاحول ولا قوۃ۔ سیدھی طرح سے ناشتہ کیون نہ کہا یہ برفاسٹ (برکفاسٹ) مزید بر آن۔

اس لفظِ برفاسٹ پر دونون صاحبون نے قہقہہ لگایا۔

نواب پیرمرد کا ہاتھ پکڑ کے۔ اپنے رفیق کے ساتھ ڈائننگ روم مین آئے۔ اور میز پر بیٹھ گئے۔

پیرمرد۔ کانٹے چھری سے ہمین کھانا نہین آتا۔

نواب۔ خیر آپ ہاتھ ہی سے کھائیے۔

الغرض توست کو مسکہ اور جام کے ساتھ اس طرح کھایا جیسے کوئی روٹی اچار کے ساتھ کھاتا ہے یا چٹنی سے۔ چاے پیتے وقت کچھ تو میز پر گرائی اور کچھ اپنے لباس پر۔ بہرحال چھوٹی حاضری سے فارغ ہوکر پھر برآمدے مین آئے۔

گلوریاں کھائین۔ اور حقے کا دم اڑاتے ہوئے۔ آپس مین یون چہ میگوئیان ہونے لگین۔

نواب۔ (پیرمرد کی طرف مخاطب ہوکر) بھئی واقعہ نانا۔ تمہارا دم بھی ہمارے لیے بہت غنیمت ہے۔

پیرمرد۔ (ہنس کر) کیا خوب۔ اجی ایک آپ کے لیے کیا معنی۔ ساری جگت کے لیے۔

نواب۔ اور رفیق بجا ارشاد ہے۔ بیشک ساری جگت کے لیے

کیا بلکہ دونون جہان کے واسطے -

پیر مرد - (خوش ہوکر - اور سوچھون پر تاؤ دیکر) الحمد للہ - شان کبریائی کے قربان جاؤن - واللہ مین بھی ایک ہی ہون - کوئی دوسرا ایسا پیدا تو ہوجائے (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) نواب صاحب! آج کا جمعہ کیا خالی جائیگا

نواب - تو پھر کیا ہونا چاہئیے - مطلب کیا ہے -

پیر مرد - واللہ آج سماع سُننے کو جی چاہ رہا ہے - روح کا عالم دم بدم دگرگون ہورہا ہے - جسطرح تر نوالے کھلائے اسیطرح گانا بھی سُنواؤ و تو مزہ ہی

نواب - اے بزرگ توبہ کرو - ابھی پندرہ روز نہین گذرے کہ حیدرآباد کے فلڈ کے باعث جو سوگ ہمارے سر پر آیا ہے - اُس سے فارغ نہین ہوئے - اور آپکو گانا سُوجھا ہے -

پیر مرد - یہ پھلڈ کیا چیز ہے -

نواب - (مسکراکر) پھلڈ کی ایک ہی کہی - اجی قبلہ فلڈ فرمائیے -

پیر مرد - خیر کچھہ ہی ہو مگر اسکے معنی کیا ہین -

نواب - طغیانی کا طوفان فلڈ اسیکو کہتے ہین -

پیر مرد - تو پھر صاف سیدھا - طوفان - یا طغیانی - کیون نہین کہتے -

یہ جنٹلمنی کیا ہے۔

رفیق۔ اللہ رے جنٹلمنی بھلا آپ کو کیا ضرورت تھی جو اس لفظ جنٹلمین کی مٹی پلید کی۔

پیر مرد۔ مٹی پلید کیسی۔ ہمنے تو اسکو صحیح کہا۔

نواب۔ درست ہے۔

پیر مرد۔ کیا پھر گانا نہ ہوگا۔

رفیق۔ اور نواب۔ نہ نہ۔ آج گانا معاف رکھیے۔ انشاء اللہ عید کے بعد۔ وہ بھی کوئی تقریب خدا کرے پیش آجائے (کچھ سوچکر) خوب یاد آیا۔ منجھلے بچے کی سالگرہ بھی قریب ہے۔

پیر مرد۔ کب۔ کب۔ ذرا کہہ تو دو۔

نواب۔ ۱۱۔ شوال کو انشاء اللہ تعالیٰ۔

پیر مرد۔ (خوش ہوکر) اللہ بچے کی عمر دراز کرے۔ انشاء اللہ پھر تو لطف ہی لطف ہے۔

نواب۔ ہاں نانا۔ اس روز کا قصہ تو ذرا ہمارے رفیقِ شفیق کو لفظ بلفظ سنا دیجیے۔ وہ جو آپ کی اور ایک درویش کی ملاقات ہوئی تھی

پیرمرد - ارے توبہ - اُس موذی کا ذکر نہ نکالو - اُس کمبخت نے تو
دن دہاڑے مجھے - اور رام بھیٹ نجومی دونون کو لوٹ لیا -
رفیق - آئین یہ کیا فرمائیے تو -
اب پیرمرد نے اپنی بیتی کو دونون کی طرف مخاطب ہوکر یون بیان
کرنا شروع کیا -
میان کیا پوچھتے ہو - طغیانی کے روز خدا پھر ویسا دن نہ لائے
بندے نے ایک بھوڑے کے مکان مین جاکر پناہ لی -
رفیق - کیا آپ بھی دریابُرد ہو گئے تھے -
پیرمرد - (غصہ کی نظر سے) - واہ یہ مارنے اور مرنے کی کیا بات ہی -
خدانخواستہ - دشمن دریابُرد ہو جائین - بندہ اور بندے کا گھربار سب
بال بچے - اور یہان تھا ہی کیا موت کے پنجے سے چھوٹ کر آیا -
رفیق - پھر آپ نے دوسرے کے مکان مین پناہ کیون لی -
پیرمرد - یہی تو ماجرا سُننے کے قابل ہے - چند بدمعاش میرے
گھر کے دروازے کے پاس آکر چلائے پکارے کہ پانی یہان تک
آ گیا - گھر سے باہر نکل جاؤ - بس یہ سُننا تھا کہ میان مین سَن ہو رہ گیا -

کلیجہ دھک سے ہوگیا۔ بڑھیا کو چھوڑ کر بالاخانہ سے جو جھپٹا تو بس بدحواسی میں زینے پر سے پاؤں پھسلا۔ پھر کیا تھا لڑکھڑا کر نیچے دھم سے آرہا۔

رفیق۔ ارررر۔ الٰہی خیر کر۔ (ادھر نواب تبسم کر رہے ہیں)۔

پیرمرد۔ ہاں میاں کیا پوچھتے ہو۔ خیر گذری۔ بغیر طوفان کے مرگیا تھا۔ لیکن الحمد للہ (تلوار تول کر) یہ ہاتھ سے نہ چھوٹی۔ (پیش قبض کو دکھا کر) اور نہ یہ کمر سے جدا ہوا الا سر بسجود ہوا۔

نواب۔ ناناکیا کہنا۔ سبحان اللہ۔ آپکا گرنا بھی باقاعدہ تھا اور پھر ایّاکَ نَعْبُدُ وایّاکَ نَسْتَعِین جان بچنے کا شکریہ ادا کیا سُبْحان رَبِّیَ الاعْلیٰ۔

پیرمرد۔ میاں تمہاری بات بھی عجب انوکھی ہے۔ باقاعدہ گرنا کیا معنی۔ کیا مسخراپن کرتے ہو۔

نواب۔ (ہاتھ چوم کر) یہ کیا فرماتے ہیں۔ میں تو آپکا خُرد ہوں اور آپ میرے بزرگ۔

پیرمرد۔ (پیٹھ ٹھوک کر) خدا عمر دراز کرے۔ سعادت مند ہو۔

نواب - ہان قبلہ حاجات - پھر کیا ہوا -

پیرمرد - میان بہت سنبھلا اور یا علی مدد کہہ کر اُٹھا۔ باہر آ کر دیکھا تو
نہ پائی تھا نہ کچھ - بس پھر کیا پوچھتے ہو غصہ آگیا - غیرت کے تازیانے
قدرت کی طرف سے برس رہے تھے اور نا عاقبت اندیشون کو
دل لگی سوجھی تھی - لیکن میان - ایک دو گز پانی اور بڑھ جاتا تو ہم خدا کو
چلدیے تھے -

نواب - ہان - اور فرمایئے -

پیرمرد - کیا کہون جب دیکھا کہ پانی ایک دو گز باقی ہے تو بندہ فوراً
بڑھیا کو ساتھ لیکر - بھورے کے مکان مین آگیا -

رفیق - اُس وقت تو آپ بڑھیا کو چھوڑ کر نیچے اتر آئے

پیرمرد - ہان تو پھر کرتا کیا - جان ہے تو جہان ہے -

نواب - واہ ری رفاقت - عین طغیانی کے روز بہت سے ہمارے
ملکی اور انگریز نوجوانون نے جان جوکھون مین ڈال کر - ڈوبتے
ہوؤن کو بچایا اور آپ اپنی بڑھیا کو چھوڑ کر رفوچکر ہوئے -

پیرمرد - اُنھہ کہنے کی باتین ہین -

رفیق ۔ نہیں نانا ۔ آپ کے سر کی قسم بالکل سچ ہے ۔

پھیرو ۔ کیا میرا سر مفت کا ہے جیسے سر سید احمد کا سر

رفیق ۔ یہ سر سید احمد کا سر کیا ۔

نواب صاحب ۔ وہی بچا ہے دقیانوسی جاہلوں کا قول کہ انگریزوں نے سر سید کے سر کو خرید لیا تھا تاکہ اُن کی وفات کے بعد اُنکے سر کا آپریشن کرکے دیکھیں کہ ان میں جو خداداد قابلیت اور دانشمندی انتہا الٰہی ودیعت ہوئی تھی اُس کی وجہ کیا تھی ۔

پھیرو ۔ دقیانوسی بات نہیں ۔ میں نے معتبر راوی کی زبانی سُنا کہ مرنے کے بعد اُن کا مغز تول کر دیکھا گیا تو کتنی سیر نکلا ۔

نواب صاحب ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ ایسی فضول باتوں سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں ۔

پھیرو ۔ تم بھی تو انہیں کے مریدوں سے ٹھیری ہو ۔

نواب صاحب ۔ واللہ سر سید اگر پیری مریدی کرتا تو سب سے اول میں ہوتا کہ اُن کے ہاتھ پر بیعت کرتا ۔ اور خلافت مجھی کو ملتی ۔

پھیرو ۔ (ٹھٹک کر) کچھ ہوش کی باتیں کرو ۔ لاحول ولا قوۃ پڑھے

نیچری ہو گئے ہو۔

رفیق ۔ اب ان باتون سے کیا حاصل ۔ فرمایئے ۔ بھورے کے مکان مین کیا گزری ۔

پیر مرد ۔ میان ۔ کیا پوچھتے ہو ۔ وہان سے جو جوش وخروش اور جزرومد دریا کا نظر آتا تھا ۔ خدا پھر نہ دکھائے ۔

رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت

نواب اور رفیق سچ تو یہی ہے ۔

پیر مرد ۔ میان بندگان عالی محبوب بادشاہ کو خدا اچھا رکھے ۔ اس فتحیاب بادشاہ کی خوش اقبالی نے امید کی صورت دکھائی کہ طوفان کم ہوگیا ۔ خدا کرے کہ اسکی شمیم اقبال یون ہی مہکتی رہے اور نصرت و فتح ہمیشہ اسکی دربانی کرین ۔

ہمارے نصیبے کا ستارہ تو جھلملا گیا تھا مگر اسی روشن خورشید کے پرتو نے بچا لیا ۔

اس قصر سلطانی کی بنیاد آصفجاہ اول کی ڈالی ہوئی ہے ۔ وہ ایسا باقبال بادشاہ تھا کہ ملک دکن جو ذرہ کی طرح تھا ۔ اسکو آفتاب

بنا کر چمکا دیا۔ انشاء اللہ یہ سلطنت ہمیشہ آباد رہے گی اور اس کو کسی طرح سے گزند نہ پہونچیگا۔

نواب اور رفیق - آمین ثم آمین -

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

رفیق - اب فرمایئے کہ اور کیا گزری -

پیر مرد - کیا عرض کرون۔ بالاخانے کا منظر اُس مکان کا بہت اچھا تھا۔ وہان بیٹھا کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لعشون کی تو کچھ گنتی نہ تھی خدا جانے لاکھ آدمی تھے یا دو لاکھ یا اس سے زیادہ۔ مگر یہان تو حساب دے تین ہزار کا ہی لگایا جاتا ہے -

نواب - اجی قبلہ دو لاکھ آدمی کیا ہنسی کھیل ہے -

پیر مرد - ہنسی کھیل۔ کیا معنی - قہر الٰہی کے نزدیک کیا بڑی بات ہے۔ توبہ کرو۔ ابھی حال مین سُنا کہ کہین ولایت مین زلزلہ جو آیا تو کئی لاکھ آدمی زندہ درگور ہو گئے۔

نواب - وہان کا واقعہ ہی ایسا تھا۔

رفیق - (پیر مرد کی طرف مخاطب ہو کر) ہان نانا - یہ تو کہیے کہ جن

شہر والوں نے اکھیڑ ڈالا گھر سے باہر نکالا - آخر اُن کا کیا حشر ہوا -

پیر مرد - ہوتا کیا - کاش اُن کمینوں میں سے کوئی ملجاتا تو دیتے ٹکڑے
کرکے پیچھے تختہ کر دیتا -

رفیق - (مسکرا کر) ہاں نانا - تیرے وہ اسی قابل ہیں پولیس نے ضرور
خبر لی ہوگی -

پیر مرد - پولیس ولیس کچھ نہیں کرتی - اور نہ کسی نے کچھ کیا - بلکہ
اُلٹا یہ ہوا کہ ہمارے گھرانے کی ہنسی اُڑائی -

الغرض وہاں سے نکلکر جنگی کیمپ سے ہوتے ہوئے پیر عالم کے
۳ تالاب کا راستہ لیا - راستے میں رام جنم جوتشی جو ہمارا قدیم رفیق تھا
اُس سے ملاقات ہوئی - میں نے لپک کر پوچھا کہ واہ رے جوتشی
• اتنا بڑا واقعہ گزرا - نجوم کے بل پر کودتا تھا - اور پیشین گوئیوں کا
دعویٰ تھا - کیا تجھے اسکی خبر نہ تھی کہ کس ستاروں کے قران سے
بچنا ہے ہم ہمارے ملک پر ایسی آفت آنیوالی ہے -

رام جنم - صاحب جی سلام تو لیجئے - یہ کیسی خفگی - سلام علیک
مہاراج ہو گئی - راستہ ہی میں جھٹ پٹ پڑنے لگے . . . .

(ہنس کر خاموش)

ہم - آئین - جیسے کیا - کچھ کہہ تو سہی پھر دیکھ - (پیش قبض پر ہاتھ رکھ کر) غڑپ سے تو ندھی مین اُتار دون -

رام بھٹ - (دُور ہٹ کر) ارے رام رام - میان جی اتنے خفا کیون ہو - آپکی ہماری قدیم دوستی - اور عمر بھی قریب قریب ایک کچھ مہینون کا ہیر پھیر ہے -

ہم - مین پوچھتا کیا ہون اور تو کہتا کیا ہے -

رام بھٹ - آپ سچ فرماتے ہین کہ مین نے آپکو اس کی اطلاع نہین دی کہ ایسا ہونے والا ہے -

ابھی اس برہمن نجومی نے بات ختم نہین کی تھی کہ ایک فقیر - دبنگا خم وچم سے پہلوان معلوم ہوتا تھا لانبی لانبی اور کالی کالی زلفین - سن تقریباً پچاس کا - گلیم بر دوش - نعلین چوبی پاؤن مین - کاہو کے رنگ کا عمامہ سر پر - اور کچکول در بر - کھٹ کھٹ کرتا ہوا آیا -

ہم - (بہت تعظیم سے) مولانا خادم قدمبوسی عرض کرتا ہے -

یہ کہہ کر جھٹ سے سر ی ٹیک کی۔

فقیر۔ اللہ خوش رکھے بابا۔ کدھر جاتے ہو۔

ہم ۔ (رونی صورت بنا کر) پیر و مرشد ہمارے شہر کا حال و م بھر میں دیکھتے دیکھتے کیا ہو گیا ۔

فقیر (آسمان کی طرف دیکھ کر) مرضی معبود کی ۔ یاد رکھہ کہ اس سے بڑھ کر طوفان آنے والا تھا۔ مگر ہماری داڑھی کی خدا نے لاج رکھی جو محنت ہمکو اُٹھانی پڑی اس حال سے تم واقف نہیں آخر دو جانین تمہاری ریاست کے سنبھالنے مین نذر طوفان ہو گئین ۔

ہم ۔ (ڈرتے ہوے ادب سے) پیر و مرشد پیر و مرشد۔ کیا شک ہے بیشک آپ ہی لوگون کی دعا کی برکت سے یہ آفت ٹل گئی ۔ ورنہ خدا جانے آپکے قدم نظر آتے کہ نہین ۔ لیکن حضرت نے جو ارشاد فرمایا کہ دو جانین نذر آب ہوئین ۔ اس بھید سے خادم واقف ہونا چاہتا ہے ۔

فقیر ۔ یہ خدائی راز کی باتین کہنے کے قابل نہین ۔ مگر تم سے ہم کہتے ہین دل ہی مین رکھنا یہ کہہ کر دہنے بائین دیکھا کہ اور تو کوئی

نہین۔ لیکن پنڈت وہان موجود تھا۔ اس پر شاہ صاحب کی
جو نظر پڑی تو ہم سے پوچھا یہ کون ہے۔

ہم۔ میان یہ رام بھٹ نجومی ہے اپنے فن کا پکّا اُستاد بیسیوں
پیشین گوئیان اسنے کین اور سب پوری اُتریں۔

فقیر۔ اُخاہ کیا کہتے ہو۔ کیا تم نجوم کے قائل ہو۔

ہم۔ ہان قبلہ بندہ قائل تو نہین لیکن مانتا ہے۔

فقیر۔ چہ خوش گفتی۔ قائل تو نہین لیکن مانتے ہو۔ اس کے کیا
معنی مگر اچھا نہین ہے نجوم غلط کہنے والا جھوٹا۔ کیا مجال جو فقیر
کے سوا کوئی اسرارِ الٰہی کو بیان کر سکے۔ ان کی نظر صرف سات
ستارون اور اُنکے بروج اور اثرات تک ہی محدود ہے۔ فقیر چاہے
تو (بہت ہی جوش سے) عرشِ معلیٰ کی خبر لا سکتا ہے لوحِ محفوظ نہین جو
نہو اُسکو لکھدے یا لکھاوے۔ اور مٹا دے۔ سب کچھ فقیر سے ممکن ہے۔

ہم (کسی قدر پیچھے ہٹ کر دبی زبان سے) قبلہ بجا ارشاد ہے
بیشک فقیر کی شان اونچی۔ اور فقیر کا بول بالا

فقیر۔ ہان ایسا ہی ہے۔

ہم - ہاں حضرت - کیا ارشاد ہوتا تھا - یہ نجومی تو اپنا ہی ہے - اسکو حضرت رازدار سمجھیں - بندہ اس کا ذمہ دار ہے کہ یہ راز کسی سے نہ کہیگا -

فقیر - ہاں بابا سن - وہ دو جانیں جو تلف ہوئیں وہ دو مجذوب تھے ایک پرانے پل کے اس طرف کھڑا ہو گیا دوسرا اس طرف - اور دونوں نے آپس میں منصوبہ کیا کہ آدھی بلا وہ چٹ کر لے اور آدھی یہ ہضم کر جائے نصفٌ لی و نصفٌ لک کی ٹھہری - اور دھم سے دونوں دریا میں کود کر غائب ہو گئے -

ہم - اور نجومی اررررر - ہائے - ہائے - ہائے - ان دونوں کی جان مفت گئی -

فقیر - جان کیونکر جاتی - فقیر تو زندۂ جاوید ہے ؎

موت کیسے آتی ہے دیوانی ہے
نفس تو پہلے ہی فنا ہو گیا

وہ دونوں ابدالآباد تک زندہ ہیں - حکم معبود یہی تھا کہ اس حیلے سے بلا ٹلے -

پنڈت ۔ رام رام ۔ میرے تو پران نکل گئے اب کہاں کی جندگی (زندگی)۔ (روتے ہوئے) سب کہنے کی باتین ہین۔

فقیر نے تیز نگاہ کی برچھی لگائی۔

ہم ۔ (نجومی کی طرف مخاطب ہوکر آہستہ سے) ارے او کمبخت گیدی چپ رہ۔ تو کیا جانے ان رمزونکو۔

نجومی ۔ اجی جاؤ جی کاہے کی رمج (رمز) ہم ایسی رمج ومج کے کایل (قائل) نہین۔

فقیر ۔ (پیر مرد کی طرف گھور کر) کیون بابا فقیر نہ کہتا تھا کہ نا اہل کے سامنے معبود کے اسرار کی باتین نہ کہنا چاہیے تو نے مانا نہین ہمارے منہ سے کہلوایا اور ذلیل کرایا۔

ہم (گھبرا کر) نہین قبلہ حاجات (ہاتھ چوم کر) معاف کیجیے وہ تو گاؤدی ہے ۔

فقیر ۔ تم کب اس سے کم ہو کہ گاؤدی کے روبرو راز کہلوایا۔

ہم ۔ قصور تو ہوا معاف فرمایئے ۔ لیکن قبلہ پھر ان کا کچھ پتا بھی بتلا کہ وہ کہاں گئے۔

فقیر۔ اب نہ کہین گے۔

نجومی۔ میان جی۔ تمہارے کو ڈنڈوت کرتا ہون۔ پھر ما دیجیے۔ (فرما دیجیے) کہ آکھر (آخر) کیا ہوا وہ لوگ کہان گئے۔

فقیر۔ توبہ کرو پھر کوئی بات ناپ شناپ زبان سے نہ نکلے۔

پنڈت۔ (دونون ہاتھ سے رخسارے پیٹ کر) توبہ توبہ توبہ اب نہ کہونگا۔

ہم۔ (آہستہ سے) کیون اب تیرا نفس راستی پر آیا۔ الغرض ہمن نے اپنی بھولی بھولی باتون سے فقیر صاحب کو کچھ ایسا رجھایا کہ شاہ صاحب آپے سے باہر ہو کر کُھل کھیلے اور موسلا دہار بارش کی طرح یون برسنے لگے۔

"سنو پنڈت جی وہ دونون جس جہان سے آئے تھے وہان چلے گئے۔ جوت مین جوت مل گئی یہ وجودِ عنصری گُل جائے۔ سڑ جائے۔ بہہ جائے۔ اس سے کیا مطلب۔ روح جو پاک اور دائم الحیات ہے اسکو کوئی ضرر نہین پہونچ سکتا۔ اور ایسے مہاتما جنھون نے اپنی خودی کو اُسکی دید و شنید مین برسون ریاضتین کر کی

فنا کر دیا ہو وہ کب مرتے ہین۔ اور لونڈی موت کیا کر سکتی ہے
ہماری موت اختیاری ہے۔ چاہین زندہ رہین چاہین مر جائین
چاہین دوسرے کے جسد مین حلول کرین۔ بہروپیا جو چاہے
وہ رنگ لاسکتا ہے۔ لیکن پھر وہی ایک ہے"

پنڈت۔ ست واکہہ ہے آپکا (قدمون کو ہاتھ لگاکر) بیشک
میانجی آپکے چرنن کے بلہاری۔ آپ بڑے گیان وان اور مہا پرش
ہین۔ آپ کی لیلا آپ ہی جانین۔

ہم (پنڈت کی طرف دیکھ کر) کیون بیچارہ بتو قائل ہوے۔
بتلاؤ کہ تمہارے علم سے یہ سب باتین کیا معلوم ہو سکتی ہین۔

پنڈت۔ ہم گریب برہمن بیچارے پیٹ پالن کرنے والے
کہین پوتھی بچارٔی کچھ لے لیا۔ کہین سے نیوتا کھانے کا آیا
تو وہان چلے گئے۔ سادی بیاہ مونج کی گرج (غرض) سے
دوڑ گئے یون ہی اپنے پیٹ کا پالن کرتے ہین۔ ہم کو دیکھو۔ اور
یہ گیان کی باتین دیکھو۔

فقیر۔ ہان بابا اس علم سے تو واقف نہین یہ رستہ ہی اور ہے

جسنے ڈھونڈا اُسنے پایا۔ سائین کا کرم ہو تو بیڑا پار ہے۔

راوی۔ واللہ ان تینون کا میل بھی تربینی سے کم نہین۔ ان کی باتین کب پھلڈ (فلڈ) سے کم ہین زمین و آسمان کی قلابے ملا دیے فقیری کیا کرتے ہین۔ ژٹل کے خریطے بھرے ہوے۔ کمی کیا ہے کچھہ صرف تو ہوتا ہی نہین اللہ نے زبان دی ہے اور تمام جہان کے چھٹے ہوئے ہین۔ بمصداق

من خوب میشناسم پیران پارسا را

گیروے کپڑے پہن کر فقیر بن بیٹھے۔

پیرمرد نے یہان تک اپنی سرگزشت بیان کی تھی کہ بارہ کی توپ دغی۔ دنا نا نا۔

رفیق۔ (چونک کر جیب سے گھڑی نکالی) دیکھا تو پورے بارہ۔ (اپنے دوست نواب کی طرف مخاطب ہوکر) نانا کا قصہ تو ناول ہے سنتے سنتے طبیعت اکتا گئی۔ بس اب خدا حافظ انشاء اللہ شب مین جب واپس آئین گے تو (پیرمرد کی طرف اشارہ کرکے) نانا کی بیتی کو جی لگا کر سنین گے اور اسکو قلمبند کرکے کسی اخبار مین

چھپوائیں گے۔ تاکہ ناظرین کے لیے ضیافتِ طبع ہو۔

نواب صاحب۔ واللہ بارہ بج ہی گئے۔ لاحول ولا قوۃ باتوں میں دن نہ معلوم ہوا۔ خدا حافظ بندہ بھی چکر لگا کرتا ہے۔

نانا۔ سب جاؤ مگر ہماری افیون کا وقت آگیا رحماہی لنکیں لیے دیکھو نشے کے آثار ہیں ہم تو افیون کھا کر کھانے کے بعد دیوان خانے ہی میں سو جائیں گے۔

نواب صاحب۔ نانا۔ بڑی مہربانی ہوگی جو آج یہیں رہو۔ شب میں جاگے جانا کھانے کا بندوبست کیے دیتا ہوں یہ کہہ کر اپنے خانساماں کو حکم دیا کہ نانا کو کھانا کھلا کر دیوان خانے میں جگہ دو کہ قیلولہ کریں۔ اور آپ زنانے میں روانہ ہوئے۔

راوی۔ ہم بھی آداب عرض کرتے ہیں۔ واللہ بیکاری بھی آفت ہے کہتے ہیں اس قدر باتوں میں محو ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔ نہ یہ معلوم ہوا کہ دن کس طرح کٹ گیا کاش اتنا وقت دفتری کام میں صرف ہوتا یا مطالعہ کتب کیا ہوتا۔ اور اگر اخبار پڑھتے تو بھی اچھا ہوتا۔ مگر افسوس ہماری قوم میں معدودے چند اشخاص

کے سوا جن کو قدرتی طور پر حصول علم و فن کا شوق ہے سب کی عمر یون ہی بیکاری مین گزرتی ہے۔ خدا توفیقِ نیک دے علم کا شوق دے۔ اچھی سوسائیٹی مین حصہ لین تو کچھ زندگی کا لطف بھی ہے۔ خدا کے لیے شب مین پھر مجمع البحرین نہ ہو۔ کہ ایسی ہی واہی تباہی باتون سے کوئی دوسرا طوفان بپا ہو جائے۔

بے تکلفی کی صحبتین کس قوم مین نہین ہوتین۔ کام و مقصد کے بعد ہر ایک کا جی چاہتا ہے کہ جی بہلائین مگر اُس کا طریقہ ہی اور ہے۔ ایسی زینت اور آرایش اور بناؤ سنگار سے شاہد مقصود کا حُسن دوبالا نہین ہوتا۔ عمر سے ثمرہ حاصل نہین کر سکتے۔ بیباک سے نیک نامی کا صلہ نہین ملتا۔ بلکہ نظرون مین وقعت کا پلہ سبک ہو جاتا ہے۔ اور ان باتون سے نہ تو سرمایۂ سعادتِ دنیوی حاصل ہوتا ہے نہ اجرِ اُخروی دونون تتر بتر ہو کر انگشت نمائی کے ہمراہ کی [illegible] مین آجاتے ہین۔ عاقبت کار افسوس کا قلق اور سیاہ بختی کی سیاہی لیکر اپنے کارنامون کو نامۂ اعمال کی طرح دیکھ کر آٹھ آٹھ آنسو رونا پڑتا ہے۔

اس مین شک نہین کہ اس واقعۂ ناشنیدہ کو قلم بند کرنے مین ہمارا وقت عزیز بھی بہت کچھ ضائع ہوا۔ مگر ہمین منظور یہ ہے کہ اپنے ملک کے نوجوانون کو اس پیرایے مین نیک صلاحون کے خریطے نذر کرین اور ان کو خواب سے جگا کر سیدھے اور بیخطر راستون کی راہبری کرین۔

ہمنے مانا کہ راستی پسند زمانہ نہین اگرچہ اس مشورے کا پوست تلخ ہے مگر مغز اس کا شیرین ہے ہم ایک لائق فلاسفر شیخ سعدی رح کے اس قول کو بھولے نہین ہین کہ ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

رات ہو گئی

شب کے آٹھ بجے ہین۔ وہ توپ کی آواز آئی دن دنا دن رفیق نواب کے مکان پر پہونچے۔ ڈرائنگ روم کے زینے پر نواب

نے اپنے مہمان ذی شان کا بہت ہی تپاک سے استقبال کیا
اور دونوں مصافحہ اور معمولی مزاج پرسی کے بعد آکر سیٹوں پر بیٹھ گئے

نواب (رفیق کی طرف مخاطب ہوکر) کیوں مہربان آپ کسوقت اپنے مکان پر پہونچے۔

رفیق - سیدھا یہاں سے مکان گیا۔ ان دنوں کار آمیزی کا طوق گلے میں پڑا ہوا ہے۔ امتحان کا زمانہ ہے دیکھیں کیسی گزرتی ہے اسد کے چہرے پر کامیابی کا غازہ چڑھتا ہے یا ناکامی اپنا ہولناک چہرہ دکھاتی ہے۔

نواب - اجی آپ اور ناکامی - واللہ میں شرط بدتا ہوں۔ آپ تو انشاء اللہ نصیب کے سکندر ہیں۔

داروغہ جی - ہم بھی اس فقرے پر "نصیب کے سکندر" بچشم ہزار صاد کرتے ہیں۔ بیشک ایسا ہی ہے۔ انہیں ہم بھی جانتے ہیں۔ ان کے والد بزرگوار بھی نصیب کے سکندر تھے۔ وہی ترکہ اس نوجوان ہونہار کو بھی حاصل ہوا۔ والد ان کے دولتمند تھے اپنے ہمچشموں اور اپنی قوم اور اپنے محلہ میں (نواب) کہلاتے تھے۔

لکھے پڑھے تو معمولی سے تھے۔ لیکن قسمت کے دھنی۔ شریف الخاندان ذی خلق۔ ذی مروت۔ شگفتہ مزاج۔ خوش مذاق۔ پرلے درجے کے شوقین تھے۔ بڑھاپے میں خدا نے بھی ایک روشن چراغ دیا جس سے گھر کا اُجالا ہو گیا۔ لڑکا سعادتمند پیدا ہوا۔ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ دوستوں نے مبارک سلامت کے تحفے پیش کیے۔ سہاگنوں نے دعائیں دیں کہ کامیابی کی عمر دراز۔ قدیم وضع اور فیشن کے آدمی تھے۔ لیکن بڑے محتاط اس روز نہایت دریا دلی کی۔ جو سو دو سو روپیے خرچ کیے۔ اور دوست آشناؤں کی دعوتیں ہوئیں گویا قارون کے خزانے کو لٹا دیا۔ ان کی بسم اللہ خوانی کی رسم میں ہم بھی گئے تھے۔ اُس بوڑھے باپ کے لیے یہ رسم اپنے ہونہار فرزند کی گویا بالکل آخری خوشی تھی۔ بڑے میاں نے اس رسم میں اپنی فراخ دلی کے جوہر اچھی طرح دکھائے بہت سیر چشمی کے ساتھ روپیہ خرچ کیا اور اپنے اکلوتے لخت جگر کو شفیق اُستاد کے حوالے کر کے کہدیا۔

جور اُستاد بہ ز مہر پدر

اس ہونہار نوجوان کی کم سنی تھی کہ والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا
دُرِّ یتیمی ان کے تاج کی زینت ہوا۔ لیکن ان کی ایک اور سوتیلی
ماں تھین۔ جو بڑی شریف اور لائق اور ذی فہم بیوی تھی۔ اُس
خاندان مین یہی ایک نورِ نظر تھا اور سارے خاندان کی آنکھوں کا
تارا اور نصیبے کا ستارہ تھا۔ اس ہونہار لڑکے کی حقیقی والدہ نے
وقتِ اخیر جب فراقِ دائمی کا یقین ہوگیا تو اپنے لختِ جگر کو اپنی
سوکن کے سپرد کر کے کہا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

اُس نیکبخت بیوی نے اپنے اخیر دم تک اپنی سوکن کی بات کو نباہا
اور اُسے یقین تھا کہ یہی ایک روشن ستارا ہے جسکی بدولت تمام
خاندان کا نام زندہ رہے گا۔ شفقت اور محبت کی گود دون مین پالا
اور مہربانی کی نظر ان سے دم بھر جُدا نہین کیا۔ دریاے محبت مین
اُس دُرِّ یتیم کو اپنی ماتا کی صدف کے آغوش مین اس طرح پرورش
کیا کہ شاید حقیقی ماں بھی ہوتی تو ایسا ہی کرتی۔

مگر افسوس کی بات ہے کہ ایسی مادر مہربان کا سایہ بھی سر سے بہت جلد اُٹھ گیا۔ لیکن خدا کی مشیّت کو کون جانتا ہے بظاہر اسباب عالم میں تغیرات آناً فاناً ہوتے جاتے ہین مگر اُسکے نتیجے کی خبر انسان کو نہین خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ آپ انکے خاندان مین ایک انکے دُور کے رشتے کے بھائی ہین جو اب تک زندہ ہین۔ یہ اس قدر سُپرائی وضع اور فیشن کے آدمی ہین کہ بال کی کھال کھینچتے ہین۔ موزونیت طبع کے قربان جایئے کیا کہنا جب یہ شعر کہنے بیٹھ جاتے ہین تو موزونیت کوسون دُور بھاگ جاتی ہے۔

چنانچہ ہم یہان بطور نمونے کے اُن کی دو رباعیات ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو مدار المہام کی خدمت مین اُنھون نے پیش کی تھین۔

رباعی

حاتم کی سخاوت کی ثانی تیرا ہاتھ ہی
فیض کی تحریر تری ذات ہے
آپ کا سرکار دریا ہاتھ ہے
تشنہ لب جیب قدم کے ساتھ ہے

دیگر

تو شاد ہے تو شاد ہے تو شاد ہی — تیرے قدموں سی مری فریاد ہے
وسیلہ نہین کوئی بجز تیرے سوا — تیری رحمت سے مجھے امداد ہے

ناظرین ضرور ان رباعیون کو پڑھ کر پھڑک گئے ہونگے واللہ کس قدر اچھوتا کلام ہے۔ آدم سے لیکر تا اینندم جس شاعر کے کلام سے چاہیے مقابلہ کر کے دیکھ لیجیے۔ اگر کسی سے ملجائے تو ہمارا ذمہ غرض اسی خاندان کے یہ بھی ایک ممبر کہلاتے ہین۔ بھلا یہ اس ہونہار لڑکے کی کیا تربیت کرتے۔ لیکن اتنا احسان تو کیا کہ ایک بڑے دولتمند جاگیردار کے خاندان مین ان کی شادی کرادی۔

ادھر قسمت نے یون چمکا دیا۔ ادھر والدین کی جو کچھ متاع تھی حبیب صاحب کے تصرف بیجا مین کچھ آئی۔ اور کچھ بیچ والون کے ہاتھ لگی۔ باقی ان کو پہونچی۔ اب یہ نوجوان ہونہار اپنی سسرال مین تعلیم و تربیت پاتے ہین۔ خوش قسمتی کے ساتھ بد قسمتی بھی لگی ہوئی ہے۔ کہ یہ اپنی بیوی کا بھی سُکھ زیادہ دیکھنے نہ پائے۔ ایک لڑکی اُس نخلِ مراد کا ثمر ہے۔ فارسی مین متوسط لیاقت ہے کچھ انگریزی کا بھی حال مین شوق ہوا ہے شاعر بھی ہین۔ تخلص

رفیق کرتے ہین کلام ہین سادگی بانکپن لیے ہوے ہے۔ مزاج
مین بذلہ گوئی۔ خندہ پیشانی۔ آداب وتہذیب دربار سے واقف ہوتے
جاتے ہین۔ جوانی کے ذوق اور ہمت کے شوق نے کار آموزی
کی طرف متوجہ کیا۔ ایک درخواست مدار المہام کے یہان دی اور
کسی دفتر مین کار آموز بھی ہو گئے۔ بہر حال نتیجہ اس قلم فرسائی
کا یہ ہے کہ یہ صاحب ہین ضرور نصیب کے سکندر۔

اب ہم اس قصہ کو یہین چھوڑتے ہین۔ اور نواب اور رفیق
کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ بسم اللہ ناظرین سماعت فرمائین کہ
دونون مین باہم کیا گفتگو ہو رہی ہے۔

رفیق۔ آپ کی مہربانی ہے جو کچھ آپ فرماتے ہین یہ آپ کے
حسنِ اخلاق کی دلیل ہے۔

بھئی کیا پوچھتے ہو۔ اُس بڑھے نے ہمارا بہت سا وقت ضائع
کیا۔ لیکن وہ ہے کہان۔

نواب۔ کوئی پانچ کے قریب جب مین ہوا خوری کے لیے گیا
وہ اپنی بڑھیا کی خیریت دریافت کرنے سدہارے وعدہ کر کے

گئے ہین کہ ضرور آئین گے۔ بڈہا وعدے کا سچا ہے۔ اسنتے ہین
خانساماں نے اطلاع دی کہ۔ جگت نانا حاضر ہین۔

نواب۔ نے کہا۔ بلاؤ۔ جلد بلاؤ۔

پیر مرد آپہونچے۔ دونون نے بمسرت معانقہ کیا۔ اور تینون
بیٹھ گئے۔

رفیق۔ نانا ابھی ہم تمہین یاد کر رہے تھے۔ بقیہ قصہ تو سناؤ۔
نواب۔ بقیہ مجھ سے سن لیجئے۔ کہ فقیر صاحب کی بزرگی نانا نے اور
نجومی۔ ان دونون کے دلون پر دہاوا کر چکی تھی۔ اور پھر آپ جانتے
ہین کہ یہ دونون بیچارے پرانے فیشن کے اور وہ فقیر ایک گھاگ
ہوشیار جہان دیدہ۔ زبان کیا ہے مقراض ہے۔ گیروے کپڑے
پہننے سے کیا ہوتا ہے۔ چاہیے تو یہ کہ۔

در عمل کوش و ہرچہ خواہی پوش

مگر اب اس کے خلاف ہے جو کچھ ہے بس خالی لفافہ ہے کھولیے
تو کچھہ بھی نہین۔ الغرض ان دونون بڈھون کو اُس فقیر نے باتون
باتون مین ایسا پرچایا کہ یہ اُس کی خشک تر لفاظیون کے دام

مین آ گئے۔ یہان کی ضعیف الاعتقادی تو مشہور ہے۔ جس کسی کو گیروے لباس مین دیکھا۔ یا کسی کی ڈاڑہی لانبی اور وضع مشائخ کی سی پائی۔ یا کوئی جٹین بڑہائے ہوے اور بھبوت رمائے ہوئے نظر آیا۔ بس سمجھ گئے کہ خدا اسی بھیس مین ہے پھر کیا ہے جہان کہین ان مین سے کوئی محفل کی شمع بنا سارے حاضرین پروانون کی طرح قربان ہونے لگے۔

الغرض نانا صاحب اور اُس نجومی کو اُس فقیر نے موہنی کا بُرقع اُڑہا کر جو کچھہ اُسوقت اُن کی جیبون مین تھا خالی کرا لیا۔ اُور خدا بھلا کرے کہتا ہوا رفو چکر ہوا۔

رفیق ۔ واللہ اس قصے کا نتیجہ مین اپنے خیال مین یہی سمجھا تھا کہ چندین شکل براے اکل۔ بس وہی ہوا۔ واللہ وہی ہوا۔

نواب۔ جی ہان زمانے کی رفتار ہی کچھہ ایسی ہے۔ کس قدر عبرت کی جگہ ہے کہ اسطرف طغیانی کو ابھی دو چار گھنٹے نہین گزرے۔ قہرِ الٰہی اُن تمام دلون پر عبرت کا سکہ جمار ہا تھا جو اُس خداے وحدہٗ لاشریک کی شانِ جبروتی کی حقیقت کو جاننے والے تھے۔ اور اس طرف

شاہ جی معبود معبود کے نعرے مار کر لوگون کو دام فریب مین لارہے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ میرا تجربہ ہے کہ باتون کے طوطے مینا بناکر اُڑانا جیساکہ ایسے بدنام کنندہ لوگون کو یاد ہے بخدا پالیٹکس کے جاننے والے اور اس معرکے کے مرد میدان کو بھی نہین آتا۔ ان کی مکاریون اور دغابازیون کے نیرنگیان ہی جدا ہین۔ افسوس ہے کہ یہ ایک فرقہ جو واجب التعظیم اور اشرف اور باعظمت تھا اسکو بھی بدنام کنندگان نکونام چند نے بدنام کردیا۔ اب کوئی اچھا فقیر بھی اس لباس مین نظر آئے تو کسی قدر مشکل سے اعتبار ہوتا ہے۔

رفیق۔ بیشک آپکا کہنا درست ہے۔ مین نے بھی جہان تک ٹٹولا ایسا ہی پایا۔

پیر مرد۔ (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) مین نے کہدیا تھا کہ تم پورے نیچریے بن گئے ہو۔ نہ تو کسی فقیر کو مانتے ہو نہ ولی نہ قطب نہ غوث نہ ابدال کو۔ وہریون کا مذہب اختیار کیا ہے۔

نواب۔ نانا۔ جو کچھہ آپ فرماتین بجا ہے اور آپ قابل معافی بھی

ہین مگر اتنا ضرور کہونگا کہ آپ نے مجھے پہچانا نہین۔

شب کے دس بجے۔ ٹھن ٹھن ٹھن اور آدمی نے خبر دی کہ حکیم ولایت حسین آئے ہین۔ نواب اور رفیق دونون اُس آدمی کیطرف مخاطب ہوکر "اچھا بلا لو"

حکیم صاحب آتے ہین۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔

تینون نے سلام کا جواب دیا۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ

نواب۔ اَھْلاً وَّ سَھْلاً یا نسیم وداوی۔

رفیق اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔

پیرمرد۔ کیون حکیم صاحب اچھے ہو ہماری دعا بھی لو۔

حکیم صاحب۔ نوازش کرم۔ مزاج شریف اور (نانا کی طرف مخاطب ہوکر) بندگی نانا بندگی معاف فرمانا۔

پیرمرد۔ اتنی دیر کے بعد جواب۔

حکیم صاحب ادھر نواب صاحب کی طرف مخاطب تھے۔

دونون۔ الحمد للہ خیریت سے ہین۔ صرف آپکا ہی انتظار تھا۔

نواب - کیون جناب حکیم صاحب ہم آپکو ڈاکٹر کہین - یا حکیم - یا - وید راج -

حکیم - جو آپ کا جی چاہے فرمایئے - بندہ تو تینون خطابون مین سے کسی کا بھی مستحق نہین -

رفیق - یہ کیونکر - کیا آپ ڈاکٹر بھی ہین -

نواب - اخاہ ڈاکٹر تو ہین ہی مگر نیٹو کو ڈاکٹر کہنے سے یورپین ڈاکٹر شرماتے ہین - صرف ہم لوگ اپنے گھر مین ڈاکٹر کہہ لین مگر وہ لوگ جب کبھی مخاطب کرتے ہین تو حکیم کے نام سے -

رفیق - کیا خوب - ڈاکٹری چاہے کوئی پڑھ بھی لے اور اسکو ڈپلوما بھی ملجائے تب بھی اسکو یورپین ڈاکٹر نہ کہین گے -

نواب - جو منصف مزاج ہین وہ تو ضرور کہین گے - اور کہنا چاہیے نہ کہنا کیا معنی -

حکیم - فرق اتنا ہے کہ انکا چمڑا گورا ہے اور ہم خواہ کتنے ہی حسین اور گورے اور وضعدار نکیلے سجیلے ہون مگر کالے ہی پکارے جائینگے -

پیر مرد - اجی حضرت توبہ کرو واللہ اگر مجھے کوئی کالا کہے تو مین اسکا

منھہ کالا کردون -

الغرض حکیم صاحب بیٹھہ گئے -

رفیق - اب سے ہم تو آپ کو ڈاکٹر صاحب ہی کہین گے -

حکیم - زہے لطف و احسان -

رفیق - کہیے ڈاکٹر صاحب کہان سے آرہے ہین -

حکیم - ابھی ابھی ایک جگہ علاج کے لیے گیا تھا وہین سے آرہا ہون

رفیق - ہان صاحب وہ تو بات ادھوری رگئی کہ حکیم کیسے - اور ویدیاج کس طرح سے -

نواب - یونانی مین کچہہ دخل ہے - اور مصرانی ادویات سے بھی دلچسپی ہے -

رفیق - واللہ کیا خوب آپ بھی چھپے رستم نکلے - ہم تو آپکو نرا حکیم ہی سمجھتے رہے - چشم بد دور -

نواب - آپکے ہاتھ مین شفا ہے خدا نے کچھہ ایسی برکت دی ہے کہ سیکڑون نے آپکے علاج سے شفا پائی ہے -

پیر مرد - یہہ میرے دائرے کا گورستان جو مُردون سے بھرا پڑا ہے -

کیا ان مین حکیم صاحب کے ہاتھ کا کوئی شہید نہین -

حکیم صاحب - خدا نہ کرے -

پیر مرد - (گھور کر) واہ پھر کہیے کیا خوب کہا - اجی یہ نہین کہتے کہ قریب قریب سبھی نے آپکے ہاتھ سے شہادت کا رتبہ پایا ہے - کوئی پکار رہا ہے ذرا خاموش - یہ کسکی آواز ہے - سب کے سب اُس آواز کی طرف متوجہ ہوتے ہین - آواز آئی کہ "قلندر شاہ"

رفیق - (فرطِ مسرت سے اُچھل کر) واللہ قلندر شاہ ہین - قلندر شاہ (چلا کر) آئیے اُستاد آئیے -

قلندر شاہ - دربان روکتا ہے -

این گریبان گرفت وآن دامن

کا مصداق ہو رہا ہون -

نواب (بلند آواز سے) خبردار کوئی روکیگا تو سزا پائے گا - آنے دو آنے دو -

راوی - قلندر کیا آئے محفل مین شمع آئی - یا باغ مین بہار - یا تن بیجان مین جان - یا سر مین سودا یا دل مین درد - یا آنکھون مین سرور - سب نے

برملے تپاک سے خیر مقدم کیا۔

ناظرین حیران ہونگے کہ یہ کون مسخر القلوب اور آشنا پرست ہی جسکے آنے سے محفل کا رنگ ہی دگر گون ہو گیا۔ تعجب نہ فرمائیے یہ ایک فقیر منش شاعر بے بدل ہین۔ نور محل کی پیدایش شریف خاندان سید النسب غوث علیشاہ رحہ کے دیکھنے والے۔ اور انھین کا نام رکھا ہوا ہے۔ " قلندر"۔ اور اسی تخلص سے مشہور ہین مذہب ان کا سنت جماعت ہے۔ لیکن پکّے صوفی۔ صلح کل ان کا مشرب ہے۔ مرنجان مرنج دوست و دشمن کو ایک ترازو مین تولتے ہین۔ کفر و اسلام کو ایک ہی نور کا ظہور سمجھتے ہین۔

کفر و اسلام در رہش پویان

عالم۔ فاضل۔ شاعر بے بدل۔ جس کسی کے کلام پر قدح کی تو اعتراض کا لنگر مشکل سے اُٹھتا ہے۔ ہاین ہمہ اللہ والے بڑے درجہ کے بھولے بھالے مگر سادہ لوح نہین۔ زمانہ دیدہ سنجیدہ۔ ادب و دانش کے پتلے۔ خوش گزران۔ شیرین گفتار۔ ظرافت کے خریطے بھرے ہوے۔ نثار اچھے۔ عبارت مین لطف۔ کلام مین زور۔ سادگی ہین

بھی نرالی رنگ آمیزی - بذلہ سنج - بدیہہ گو - ہر بات مین نئی تراش
عبارت کے چہرے پر مقلوبی ترکیبون کا غازہ چڑھ جاتا ہے -
مترادف فقرون کے جوڑ جدا چلتے ہین - مسجع عبارت کی لڑیان
گیسوے رخسار جانان کی طرح بل کھاتی ہین - معنی آفرینی پر سخن فہم
بچشم صاد کرتے ہین جیسے ملک کلام کے مالک ویسی ہی
سیاق عبارت کے دھنی - معلوم ہوتا ہے طوطی ہزار داستان ہے
کہ چہک رہا ہے - نوابون اور راجاؤن کے دربار مین بار پائے
ہوے نیک صحبتون سے فیض اٹھائے ہوے - بھلا کیا
ممکن تھا کہ ایسا شخص حیدرآباد جیسے مخزن اہل علم و اہل فن سے
دور رہتا - اور یہ کہنے کا موقع ملتا -

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر

اب دوانہ کشان کشان دکن مین لایا - جس محفل مین گئے یہی آواز آئی

بیا بیا کہ ہمہ طالب کمال تواند

ہارے صد شکر یہان آتے ہی لگی جگی - نصیبہ نے یاوری کی - اور
ایک امیر عظام کی دستگیری سے منصب اجرا ہو گیا - اب یہی وطن ہے

اور یہی دکن کی سرزمین - بمصداق - بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ - مدفن ہو گی - خدا زندہ رکھے - ہم سلامتی مناتے ہین - لطف یہ ہے کہ دلنوازی ان کی طبیعت ثانی ہے اس وقت تقریباً دو ہزار شاگرد حیدرآباد مین موجود ہین - دل ایسا غنی کہ سوال قطعاً حرام ہے دریا دل ایسے کہ گھر مین بوریا بھی نہین - خدا رکھے عجب خوبیون کے شخص ہین -

پیرمرد - (رفیق کی طرف متوجہ ہوکر) یہ قلندر ہمارا لنگوٹیا یار ہے - ایک زمانے سے دوستی ہے - اسّی سے اوپخی میری عمر ہونے کو آئی ہے مگر مین نے ایسا آشنا پرست دیکھا ہی نہین -

قلندر - (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) یہ بڈھا لنگور بھی ہمارا قدیم آشنا ہے -

پیرمرد - کیون دوست اچھا ہمین لنگور بنایا - تمہاری قلندری کی عزت کرتا ہون اور یہ بھی خیال ہے کہ پیر بھائی ہو - ورنہ بتا دیتا مزہ - بیش قبض ہوتا اور آپ کی تو ند -

قلندر - سبحان اللہ یہ صورت آپکی - بیش قبض کتنے مین لیا تھا -

کبھی بڑھیا کی توند مین بھی گیا کہ نہین -

نواب - استاد اب ذرا ہماری طرف متوجہ ہو بیٹھے نانا تو عجیب آدمی ہین - جس سے دیکھو بھڑ جاتے ہین - بہادری مین اپنے کو رستم و سام سمجھتے ہین - پیش قبض کی ہر وقت لیتے رہتے ہین - خدا جانے کتنی بار پیش قبض چلا ہوگا - اب تو نوک بھی گھس گئی ہوگی

قلندر - توبہ توبہ - پیٹ مین توآنت نہین - ہوا سے ہلتے ہین دو چپاتیان ہضم نہین ہوتین - پیش قبض پر ان کا قبضہ ہی کب ہے جو ہر ایک سے خم ٹھونک کر مقابل ہو جائین گے - مین تو سچ کہتا ہون کہ آدمی کیا ہے مٹی کا تودہ ہے -

پیرمرد - (جماہی لیکر) اسوقت نشہ افیون کا اُتر گیا ذرا سی افیون چاہیے - ایک ہی خوراک ساتھ تھی -

نواب نے خانساماں کو حکم دیا کہ تھوڑی سی افیون پیرمرد کو لادینا - پیرمرد تو افیون کھانے کے لیے خانساماں کے ساتھ چلے - اور یہان آپس مین باتین شروع ہوئین -

رفیق (قلندر کی طرف مخاطب ہوکر) استاد یہ نانا تو عجیب

فوٹوگراف ہے۔ بے حیائی کے جو بولنا شروع کرتا ہے تو رکتا
ہی نہین۔

قلندر۔ اچھا آدمی ہے۔ مین بدل چاہتا ہون۔ اور آپس مین ہماری
بے تکلفانہ دوستی ہے۔ اور پھر ایک ہی مرشد کے گھرانے کے
پیر بھائی بھی ہین۔

رفیق۔ (قلندر سے) استاد۔ اسوقت آپکا کہان سے آنا ہوا۔

قلندر۔ عشا پڑھنے گیا تھا۔ راستے مین دیکھا دو شخص خدا جانے
کب کے رقیب تھے آپس مین لڑ رہے ہین۔ آپ سے تم۔ تم سے
تو ہونے لگی۔ مین بھی تماشا دیکھتا رہا لوگون کا جمگھٹا۔ کچھ عورت
مرد آکر جمع ہو گئے۔ جب ایک نے گالی دی مین نے عرض کیا
پیر و مرشد۔ باموقع اور نہایت سچی بات فرمائی۔ ساتھ ہی اُس گالی
دینے والے نے میری طرف نگاہ کی۔ مین نے سلام کر کے عرض
کیا پیر و مرشد کہین غلطی نہین کی بسم اللہ ہو لینے دیجئے۔
ابھی میری ان باتون کا جواب اُسنے پوری طرح نہ دیا تھا کہ مقابل
والے حریف نے اُس گالی کے جواب مین نہایت فحش الفاظ سے کام

لیا۔ اور ایسی گالی سنائی کہ سننے والوں کے کلیجے سے گویا بندوق کی گولی نکل گئی۔ مین کب خاموش رہتا۔

حریف کی طرف متوجہ ہوکر عرض کیا کہ قبلۂ عالم یہاں آپ چوکے۔ تذکیر کا صلہ چاہیے تھا تانیث الغلط۔

"بس میرے اس فقرے پر دونوں ہنس پڑے اور میرے ہاتھ چوم کر کہا کہ واللہ آپ تو ولی ہیں ہنسنے تو بہ کی اپنے نالائق حرکات سے للہ معاف فرمائیے۔

راوی۔ خیر جو کچھ ہوا ہو۔ مگر یہ فقرہ کڑی کمان کا تیر تھا اور نہایت برجستہ کہ "تذکیر کا صلہ چاہیے تانیث کا صلہ غلط" واللہ ہین توقلندر آزاد پرلے درجے کے ظریف۔ برموقع اور برجستہ کہا۔ اچھا کہا۔ منھ توپ نشانہ لگایا

حکیم اور رفیق اور نواب نے بے اختیار ہنسنا شروع کیا۔ اس قدر ہنسے کہ لوٹن کبوتر بن گئے۔ مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑگئے نواب۔ پھر وہان سے آپ کدھر گئے۔

قلندر۔ وہان سے ظہیر دہلوی کے پاس گیا۔ کچھ دیر تک ان سے

گلخپ رہی - ابھی ابھی وہان سے آرہا ہون - اب اس وقت تو سبزی پرچی للچا رہا ہے -

رفیق - کیا بھنگ کا لوٹا -

قلندر - ہان بھئی ہان - اگر یہ ست جیؤن بوٹی اسوقت ملجائے تو جان مین جان آئے - ورنہ حواس فقرو ہوے جاتے ہین -

نواب - بھئی ہم تو ایک شا نمبر (۱) کے فریفتہ والہ و شیدا ہین ایسے واہی نشون سے کیفیت ہی کیا حاصل ہوگی - مگر آپ کی خاطر منظور ہے - اچھا (رفیق صاحب کی طرف متوجہ ہوکر) لچھمن بھٹ نجومی کو ذرا بلوا لیجئے وہ تو آپ کا دوست ہے اور ٹھنڈائی بنانے مین مشاق - اس مین اسکی عمر گذری ہے -

رفیق نے بہت خوب کہہ کر اپنے آدمی کو بُلا کر کہا کہ جاؤ اور ابھی ابھی پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے جسطرح بن پڑے لچھمن بھٹ کو لے آؤ - اور کہدینا کہ ٹھنڈائی کا سامان لیتا آئے - ہم نقد دام دے دینگے (آدمی روانہ ہوا)

ڈاکٹر - (قلندر کی طرف مخاطب ہوکر) واللہ آپ تو پورے آزاد

ہیں۔ بلکہ آزادی کے باوا آدم نکلے۔ باین ریش وفش ٹھنڈائی کا چسکا کیونکر لگ گیا۔

قلندر۔ ارے بھئی۔ ہماری سرشت اسی اکسیر بوٹی کی بنی ہوئی ہے تمہارا جی چاہتا ہے تو تم بھی تھوڑی سی لو۔

ڈاکٹر۔ جی معاف کیجیے۔ خدا آپ ہی کو مبارک کرے۔ مجھے عادت نہیں۔

قلندر۔ لاحول ولا قوۃ۔ عجب زاہد خشک ہو۔

ڈاکٹر۔ نہ بندہ زاہد ہے نہ متقی۔ مگر اپنی طبیعت سے مجبور ہے

قلندر۔ پھر وہی بات کہی۔

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

کسی نے آواز دی کہ پنڈت جی حاضر ہیں۔

سب کے سب اُچھل پڑے۔ الا حکیم صاحب قطب از جا نمی جنبد سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ لانا لانا گیدی خر سے دم کو لاتا۔

پنڈت۔ کھر بیدام کیا معنی۔

قلندر۔ جی ابھی آپ سمجھے نہیں۔ ذرا تشریف رکھیے تو سمجھائیں

نواب - ذرا کھوپڑی سہلا دیجیے -

پنڈت - آئیں یہ کونسی بھلمنسات ہے - ہم تو گریب سید ہیں -

نواب - واللہ سید کی ایک ہی کہی لاحول ولا قوۃ کافر بھی

کہیں سید ہو سکتے ہیں - یہ تو اسلام کے لیے ہے -

قلندر - نواب ! - اسکو ہم سنا ہیں گے - سید کے معنی سردار قوم

کے ہیں اس لحاظ سے اگر وہ اپنے کو سید کہے تو غلط نہیں -

نواب - آپ کے حواس جاتے رہے ہیں - اجی قبلہ سید تو

وہی ہوگا جو پنجتن کے سلسلہ اولاد میں ہو -

ڈاکٹر - کیا شک ہے بیشک ایسا ہی ہے - مگر خیر یہ بھی اپنی

قوم کے بزرگ ہیں - وہ اپنی زبان سے جو چاہیں کہہ لیں - مگر ہمکو

اپنی زبان سے سید کا لفظ استعمال نہ کرنا چاہیے -

رفیق - بھئی یہ تو تعصب کی بات ہے - ہم تو اپنے اُستاد کی

بات مانیں گے -

قلندر - اب خواہ مخواہ چھیڑ خانی کرنے سے کیا حاصل - جس کام

کے لیے بیچارہ بلایا گیا ہے اُس سے وہ کام تو لیا جائے -

پنڈت - استاد! ہم تو تمہارے کائل (قائل) ہین - دھن ہے تمہارے ماتا پتا پر مسا پر کبھی پرا ایسا ست جن پیدا نہین ہوگا -

قلندر - خیر باتین پیچھے کرنا - ٹھنڈائی کہان ہے -

پنڈت - ہی بنائی تیار لایا ہون -

قلندر - آج یہ تیار کیسی -

پنڈت - میری سسرال کے لوگ آگئے تھے - اُنکے واسطے اچھی بگجیات (مغزیات) اور دودھ ایوٹ اور مصری بہت سی ڈالکر تیار کی تھی - کچھ کھرچ (خرچ) ہوئی باکی (باقی) ساتھ لیتا آیا ہون سب کے سب - واہ بھئی واہ پنڈت - ہاتھ کاٹ کے کڑے پہنانا چاہیے -

ڈاکٹر - اگر مجھے حکم ہو تو مین اپریشن کردون

نواب - حکیم صاحب - آپکو تو بمصداق بلّی کے خواب مین چھیچھڑے اپریشن اور دوا درمن ہی کی سوجھتی ہے

قلندر - جی ہان - حشر کے روز اُٹھین گے تو نائی اپنی کسوت کی تلاش مین مصروف رہیگا - اور ڈاکٹر اپنا اپریشن باکس ڈھونڈتا

بچھڑ یگا۔ اور پنڈت اپنی ہنچانگ ۔

ڈاکٹر ۔ آپ کسکو ڈھونڈینگے ۔

قلندر ۔ ہم اپنے معشوق زرّین رخسار ۔ دلبر وعیّار ۔ ستم ایجاد ۔ قیامت شعار ۔ کج کلاہ کو ۔

رفیق ۔ اور نواب ۔ کیون اُستاد ۔ ہمارے لیے بھی تو کچھ فرمایئے ۔

قلندر ۔ جی آپ سیندھی اور شراب اور رنڈیون کو ۔

رفیق ۔ اور نواب ۔ واللہ اُستاد ۔ اچھی پھبتی اُڑائی مگر کہی پتے کی رادی ۔ ہم بھی اس قول کی داد دیتے ہین ۔ کیون نہو واللہ نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد ۔ نہ بدنامی کا خوف ۔ نہ عذاب کا خیال نہ دنیا کی لاج ۔ لیکن شراب اور رنڈی کے نام سے باچھین کھلی جاتی ہین ۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قلندر ۔ باتین بہت ہوگئین ۔ بس اب ٹھنڈائی تو نوش فرمایئے نواب نے تو وسکی کا پیگ منگاکر اُڑایا اور اپنے دوست رفیق کو

کبھی اپنا ہمرنگ بنا لیا۔
اور پنڈت نے ٹھنڈائی اڑائی۔ مگر حکیم صاحب تقوی کے
پھیر ہی میں رہے۔

ایسے تقوی کی ایسی تیسی ہے
جسنے محفل کو کردیا سونا

قلندر۔ بھئی اب ہماری جان میں جان آئی۔ ذرا عشا تو پڑھ لیں۔ مگر یار
جگت نانا کو چھوڑ دیا۔
سب نے۔ ارے رے رے۔ سبکو کچھ ایسی نفسی نفسی کی
سوجھی کہ بوڑھے کو بھول ہی گئے۔
قلندر۔ (خانساماں کو پکار کے) میاں صاحب کہاں ہیں۔
خانساماں۔ جی افیون کھاکر حلوا کھا رہے ہیں۔
قلندر۔ حلوا خوردن را روئے باید۔ اچھی حلوے کی سوجھی۔
خیر کہدینا کہ جلد فارغ ہوکر آئیں۔ ٹھنڈائی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔
قلندر (رفیق سے مخاطب ہوکر) عشا تو پڑھ لیں۔
رفیق - دوہری عشا کیسی۔

قلندر ۔ ارے بھئی ۔ تہجد ۔ تہجد ۔

رفیق ۔ (گھڑی دیکھ کر) استاد ابھی گیارہ بجا چاہتے ہین ۔ اتنے مین گیارہ بجے ۔

پنڈت ۔ اے لو استاد جی ۔ دیوی ماتا نے ساکشی دی ۔

نواب ۔ آئین ۔ ساکشی کیا معنی ۔

قلندر ۔ گواہی ۔

رفیق ۔ کیا گھڑی بھی تمہاری دیوی ہے ۔

قلندر ۔ جی ہان گھڑی دیوی اور اسکی دیول کا گھنٹا دیوتا ۔

اس فقرے پر سب ہنسے ۔ پنڈت جی بھی زہر خند سے محفل کے شریک رہے ۔

نواب کے آدمی نے ایک رقعہ لا کر حکیم صاحب کے حوالہ کیا ۔

نواب ۔ کس کا خط ہے ۔

آدمی ۔ جی ۔ جیونت راؤ وکیل کے پاس سے حکیم صاحب کے نام آیا ہے ۔ ان کے پاؤن مین چوٹ آئی ہے ۔

حکیم صاحب ۔ (خط پڑھ کر) چوٹ نہین ۔ کولہ سرک گیا ہے ۔

قلندر۔ کیا ہوا تھا۔

حکیم صاحب۔ خدا جانے۔

رفیق۔ (حکیم صاحب کی طرف متوجہ ہو کر) کولہ کس طرح سرک جاتا ہے۔

حکیم صاحب کو اب اپنے فن میں گفتگو کرنے کا موقع ملا۔

پھر کیا تھا۔ دیوانہ را ہوئے بس است۔ تشریح کے بال کی

کھال کھینچ دی۔ اتنے میں بارہ بجے۔

قلندر۔ لاحول ولا قوۃ۔ بیمار تو وہاں تڑپ رہا ہے۔ اور یہاں

آپکو تشریح کی سوجھی ہے۔ بزرگ تم سے خدا سمجھے۔ اب اسکی

ضرورت ہی کیا تھی۔ جاؤ بھی۔ وہ تمہارا نام لیکے کوستا ہوگا۔

حکیم صاحب۔ جی اب چلا نا۔

حکیم صاحب رخصت ہوئے۔

پیر مرد حقہ ہاتھ میں لیے دم اڑاتے ہوئے دیوانخانے میں

پہونچے۔ اور حکیم صاحب سے مڈبھیڑ ہوئی۔

حکیم صاحب۔ کیوں نانا۔ اب مزاج کیسا ہے۔

پیر مرد۔ بھئی دعا دیتا ہوں نواب کی خیر مناتا ہوں۔ ادہر انھیں کا

دم بھرتا ہون - یہی ایک خیر مجسّم اور آشنا پرست رہگئے ہین -
عالی دودمان - ذیشان - دل کے ایسے کہ کبھی سُوکھا جواب نہ دیا
دوست دشمن سب انکے فیض کے دسترخوان پر ہمیشہ تر نوالے
اُڑاتے ہین -

حکیم صاحب - مجھے آپ کے ساتھ بالکل اتفاق ہے - آخر امیر
ابن امیر ہین - کیا کہنا - خدا حافظ

پیر مرد - کیا چلے ؟

حکیم صاحب - جی ہان کسی مریض کے پاس جانا ہے - کل انشاءاللہ
پھر ملین گے -

پیر مرد دیوانخانے مین جب آچکے تو نواب نے آواز دی کہ نانا -
تشریف لایئے - یہان تو بنگ اُڑی - وسکی ہضم ہوگئی - آپ تھے کہان

پیر مرد - آیئے ہمین خبر نہوئی - یہ اوپر ہی اوپر مزے لوٹنا -

نواب - آپ تو اپنی پینک مین تھے -

پیر مرد - پینک کیسی - ابھی کہین جنگ پر بھیجکر دیکھیے کہ کیا
کرتب دکھا کر آتے ہین -

رفیق - این کار از تو آید و مردان چنین کنند -
آپکے چہرے سے بہادری کے آثار نمایان ہین -

پیر مرد - (موچھون پر تاؤ دیکر) آخر ہاشمی النسل سپاہی ہین - مذاق دل لگی نہین -

نواب - بھئی اب نیند آرہی ہے خدا حافظ -

پیر مرد - تم نیند کے بڑے کچّے ہو - اچھا لو آداب عرض ہے - پھر کب ملیے گا -

نواب - انشاء اللہ کل منجھلے بچے کی سالگرہ ہے - دعوت کے کارڈ تو تقسیم ہو چکے - زبانی بھی آپکو دعوت دیتا ہون -

پیر مرد - خدا زندہ رکھے - پھر تو مزہ ہی مزہ ہے -

ادھر نواب سب احباب سے رخصت ہو کر زنانے محل مین سدھارے - اور ادھر احباب اپنے اپنے گھر روانہ ہوئے - شب بخیر

رات کے دو بجے ہین

یہ وقت بھی عجیب پُر لطف ہوتا ہے - جسطرف دیکھو سنّاٹا

آسمان پر تارون کی بہار ایسی نظر آتی ہے جیسے کسی عروس کے چہرے پر افشان چنی ہو - تارے اپنے نورانی اثرات سے زمین پر روشنی ڈال رہے ہین - مغرب کی طرف چاند کا گورا منور چہرہ نظر آ رہا ہے جہان سطح زمین ہے وہان اس وقت چاند کی دھیمی روشنی ہے اور چاندنی کی ایک شفاف اُجلی چادر بچھی ہوئی ہے - مکانون کی چوٹیون پر اسکی بہار اور اس کا سنگار اور نکھار بالکل انوکھا اور نرالا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ عروسان مہوش کی چوٹیان روپہلی موباف سے گندھی ہوئی ہین - آسمان پر سیاہ ابر کے لکے کہین کہین زلف مہوشان کا کام دے رہے ہین - کبھی چاند کے پُرنور چہرے پر آ کر کسی مہرو کے بکھرے ہوے بالونکی طرح اُسکے تابناک عارض کو چھپا دیتے ہین - کبھی زہرہ اور مشتری سے روشن ستارون کے چہرون پر نقاب کا کام کر جاتے ہین - اور ان بادلون کی وجہ سے کبھی کچھ گرمی اپنی گرم بازاری دکھا رہی ہے - اور جب کبھی یہ سیاہ ٹکڑے پریشان ہو جاتے ہین تو دھیمی دھیمی خوشگوار ٹھنڈی ہوا کا جھونکا پنکھا جھلتا ہے - ابتداے شب کے

جاگے ہوؤں پر نیند کا دہاوا ایسا ہو چکا ہے کہ مست و بیلے خود پڑے ہوئے خرّاٹے لے رہے ہین۔

ماہتاب اب آسمان کے تیسرے حصے کا دورہ ختم کر چکا ہے۔ اور مغرب کی طرف سر بسجود ہوکر اپنے خالق دوجہان کی آستان بوسی مین مصروف ہے۔ لیکن اُسکی دل لُبھانے والی شعاعین کسی حور روش زرّین کمر کج کلاہ کے روے روشن پر ایسی پڑ رہی ہین کہ حُسن دوبالا ہوکر آسمان کے گھورنے والے تارون کو اُس کی جمالِ جہان آرا کے دیکھنے مین ردو ہے رہا ہے ایسے دلفریب سمان مین ہمارے اس ناول کے ہیرو کے گھر چاند کا ٹکڑا روشن ستارہ لختِ جگر نورِ نظر یعنی فرزندِ سعادت مند پیدا ہوا۔

مبارک باشد و باشد مبارک

شادیانے بج رہے ہین

بُرجِ مشرقِ امید سے جب آفتابِ عالم تاب تہنیت کا سُرخ جامہ پہنکر اپنی سُنہری کرنون سے عالم مین نورِ شادمانی بکھیرتا ہوا جلوہ فگن

ہوا - اور اُس طرف ہمارے اس قصے کے ہیرو نواب معلی القاب گردون قباب نے بڈروم سے اُٹھکر آواز دی - دلفروزا او دلفروز

دلفروز باندی حاضر ہوئی - چہرے سے آثار مسرت عیان بہت ہی ادب سے جھک کر آداب بجا لائی اور عرض کیا کہ خداے تعالےٰ مبارک کرے - اقبال کا ستارہ طلوع ہوا - یعنی صاحبزادہ مبارک -

نواب - (مسرت سے) آئین دلفروز کیا کہہ رہی ہے -

دلفروز - باادب پھر مبارکباد عرض کرنے کی باندی جرات کرتی ہے -

نواب - کیا خوب ہمین کچھ خبر ہی نہین - کچھ ایسے نیند کے ماتے ہوے کہ اپنے اور پرائے کی خبر نہ رہی (خوشی کے لہجے مین) کیون کسی نے مجکو جگایا بھی نہین -

دلفروز - میان رات کے دو بجے تھے اُس مبارک اور سبھ گھڑی اور سہانے وقت پر - برج حمل سے آفتاب سعادت طلوع ہوا - ہم باندیون نے اُسی وقت جبکہ بیگم صاحبہ کے دردِ زہ شروع ہوا - حضور کو بیدار کرکے عرض کرنا چاہا - مگر بڑی بیگم صاحبہ نے تاکید حکم دیا تھا کہ نیند سے جگانے کی ضرورت نہین -

نواب - الحمد للہ الحمد للہ - جلد پانی لاؤ - وضو کر کے اپنے رب العزت کا شکریہ ادا کرین -

دلفروز - اور دوسری باندیون نے جھٹ سے وضو کے لیے پانی حاضر کیا اور نواب نے حوائج ضروری سے فارغ ہو کر وضو کر کے اوّل دوگانہ شکریے کا ادا کیا - اور پھر صبح کی نماز پڑھی - جامے پہنکر لباس تبدیل کر کے باہر جانے کو تیار تھے کہ بڑی بیگم صاحبہ تشریف لائین - یہ نواب کی پھوپھی ہوتی ہین -

بڑی بیگم - نواب کی بلائین لیکر عمر دراز ہو - خدا مبارک کرے -

نواب نے جیب سے اشرفیان نکال کر نذر پیش کی اور بہت ہی ادب سے آداب بجا لائے - اس وقت چہرہ فرطِ مسرت سے گلابی ہوا جاتا ہے

بڑی بیگم - آج منجھلے کی سالگرہ کی تقریب اور یہ اُس کے بھائی کی پیدائش کی خوشی دوھری مسرت ہے - جم جم خدا تجھے ایسی خوشیان دکھائے - دُلہن دودھون نہائے پوتون پھلے -

نواب - پھوپھی امان - یہ سب آپکی دعا کی برکت ہے - آپکی اُن مہربانیون کو مین ہرگز نہین بھول سکتا - جو آپ میری والدہ کے

انتقال کے بعد سے میرے حال پر مبذول فرمائی رہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتیں تو اس سے زیادہ کیا کرتیں جو آپ نے میرے ساتھ شفقت مادری کے فرض کو ادا کیا۔

بڑی بیگم۔ (نواب کی بلائیں لیکر) بیٹا یہ تیری سعادت مندی ہے خدا تجھے ہر حال شاد و بامراد رکھے (یہ کہکر رخصت ہوئیں)۔

نواب باہر برآمد ہوے۔ حاضرین نے مبارک سلامت کے بعد نذریں پیش کیں خانساماں نے عرض کیا کہ خداوند نعمت قوال مبارکباد عرض کرنے کے لیے حاضر ہیں۔ اور نوبتی وغیرہ حکم کے منتظر ہیں کہ شادیانے بجائیں۔

نواب نے قوالوں کی حاضری کا حکم دیا۔ اور شادیانے بجانے کی درخواست منظور فرمائی۔ شادیانے بجنے شروع ہوے اور قوالوں نے مبارکباد گائی۔ نواب نے سب کو درجہ بدرجہ انعام تقسیم کر کے کہا کہ باغِ عام میں آج جاگیرداروں کی کمیٹی ہے۔ ہمارا شریک ہونا ضرور ہے۔ گاڑی حاضر رکھو۔

تھوڑی دیر میں ادھر گاڑی آئی اور اُدھر نواب تبدیل لباس فرماکر روانہ ہوے

خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ایک کہتا ہے اپنے دوست سے - یار زمانہ ہمیشہ آثار سلف کی خوبصورتیون
کے مٹانے مین مصروف رہتا ہے - دیکھو - اس ملک حیدرآباد دکن
کو جو عروس البلاد کہلایا جاتا تھا - جسکے حسن دلفریب کے اہل وطن
ہی نہین بلکہ غریب الوطن بھی والہ و شیفتہ اور دلدادہ رہتے تھے - آجکل
روز ایسے آباد و پُر بہار شہر کی اکثر آبادیان رود موسیٰ کی طغیانی کی بدولت
ویران ہوگئین - وسیع کھلے میدان مین کھڑے ہوکر جسطرف نظر دوڑاؤ
نگاہ کا منظر جسقدر وسیع ہوتا جاتا ہے سوا کھنڈرون کے اور کوئی
چیز نظر نہین آتی - اگر کوئی چیز نظر بھی آتی ہے تو صرف کہین ریت
کا ٹیلا زبانِ حال سے اپنی بیکسی کی داد چاہتا ہے - یا کوئی پُرنشیب
کھائی اپنے گریبانِ فکر مین غوطہ لگائے ہوئے ہے - شکستہ
دیوارین غم و الم کی آئینہ بنکر حیرت مین ڈوبی ہوئی ہین - حسرت
نصیب یادگارون مین فی صدی ایک بھی نہ بچی - سب دریا برد
ہوگئین - پرانے قبرستان جن مین نامی اور متمول لوگون نے دنیا

سے بیزار ہو کر آرام لیا تھا۔ آج کے روز اُن کے وہ آخری مکان بھی طوفان
کے دستِ تظلم سے اُکھڑ کر اس قدر پریشان پڑے ہوئے ہین
کہ معلوم ہوتا ہے کسی نے دلون کو ٹکڑے کرکے بکھیر دیے ہین
حشر کا ایک دن تو یقینی ہے۔ لیکن آج کے روز وہ بھی ان جانثارون
کے مکانون کی بربادی اور تاراجی کو دیکھ کر اُن کی بیکسی اور بے بسی
پر عبرت حاصل کرکے روتا ہوگا۔

کہان ہین وہ بہادر جنھون نے ایک گز زمین کے واسطے اپنا خون
بہایا۔ لیکن اپنے قبضے سے جانے نہین دی۔ اور جن کی دلاوری اور
بلند ہمتی سلطنت کی مستحکم بنیاد کی پتھر سمجھی جاتی تھی۔ کہان ہین وہ
فیاضِ زمان۔ جو دشمن اور دوست کو سخاوت کے دریا کے گھاٹ پر
یکجا سیراب کرتے تھے۔ فلک کی گردشون نے اُنھین بھی گھس گھس
کے مٹا دیا۔

کہان کہان کے مسافرانِ غریب الوطن اپنے خویش و بیگانہ اور وطن
سے جُدا ہو کر۔ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کو اپنا امن و ملجا قرار دیکر۔
اسکی سرزمین پر آکر زندگی بسر کرتے تھے آج کے روز اُنکے نشان

بھی بے نشان ہو گئے ہیں۔ دنیا کے بھی عجیب عبرت انگیز واقعات ہیں جو کسی نظر فریب کی خیالی تصویر کی طرح رات اور دن ہماری آنکھوں کے نظارے میں ہیں کر مٹتے جاتے ہیں۔

تقریباً ۱۹ ہزار گھر نذر آب ہو گئے اور تخمیناً چار ہزار جانیں جو ردبد طوفان میں پھنس کر نہنگ اجل کا لقمہ ہو گئیں۔ شوہر بیبیوں۔ اور بیبیاں شوہروں۔ باپ بیٹوں۔ اور بیٹے باپوں۔ اور مائیں بچوں اور بچے ماؤں کو ڈوبتے دیکھا کیے۔

باہم کے تعلقات جو ایک زمانے کے لیے مستحکم اور استوار تھے ایک چشم زدن میں ٹوٹ گئے۔ بعض بعض ایسے بھی بدنصیب قسمت کے مارے فلاک کے ستائے ملیں گے کہ جن کے کنبے کے بیس بیس پچیس پچیس آدمی چشم زدن میں نذر اجل ہو گئے۔ لیکن مصیبت جانی کے قربان جائیے کہ بے خانماں ہو کر بھی بحال تباہ زندہ در گور ہیں۔ مرنا چاہتے ہیں۔ مگر موت آتی نہیں۔ ارادہ ہوتا ہے کہ کسی حیلے سے اپنے آپ کو اس دکھ کے غم خانے سے نجات دیں۔ اور اپنی روح کو اس صدمے کے قید خانے سے آزادی

کا پروانہ دلادین - مگر کوئی شے اس ارادے کی ایسی حائل ہوتی ہے جیسے سدِ سکندری -

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یارِ غمخوار - بھائی تیری جادو بھری تقریر نے تو میرے دل کو چھلنی کر دیا - ہر ایک لفظ تیر اکڑی کمان کا تیر - اور ہر بات تیری اکسیر کی گولی ہے - جسنے دل اور کلیجے کو چھید ڈالا - سچ تو یہ ہے کہ دنیا جائے عبرت ہے - مشیّت کے آگے کسی کی چل نہیں سکتی - دم مارنے کی مجال نہیں - اَلنَّصِیْبُ یُصِیْبُ کہہ کر راضی بہ رضا - اللہ رہنے کے سوا چارہ نہیں - مگر یار سچ پوچھو تو اس وقت شاہِ آصف کی دریادلی اور شفقت اور مراحم نے ہمارے اور دوسری رعایا کے دلوں کے ساتھ وہ کام کیا جو والدین کی محبت اولاد کے ساتھ - پیغمبر کی شفقت اُمت کے ساتھ کرتی ہے - قدم جمنا دشوار ہو گیا تھا - امیدوں کی دریا سے کنارے ہو چلے تھے - بارے رُت بدلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے - مصیبت کی بدلی سے راحت کا چاند نکلتا ہوا نظر آتا ہے - دوست - اللہ رکھے - اسی بادشاہ کے دم کے سارے جلوسے ہیں

دولہا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے۔

ورنہ بھیّا اب رہا کون۔ اور ایسی ہمدردی کون کریگا۔ جا بجا لنگرخانے کھولدیے لکھو کھا روپے کے مصارف کا خزانے پر بار ڈالا۔ اُسکی ناخدائی نے اس دکن کی کشتی اور اُسکے بیٹھنے والون کو منجدھار سے کنارے پر لگایا۔ خدا اس بادشاہ کی عمر مین برکت دے۔ فرمانروائی کی شان دکھائی۔ جو کہا وہ کرگزرے۔ کلفت راحت سے بدلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

یار۔ ہماری بات یاد رکھنا کہ یہی ویران بستیان جسکا مرثیہ تمنے اس وقت پڑھا۔ انشاء اللہ المستعان آباد ہو جائینگی۔ اور اُسوقت مبارکباد کی ترانہ سنجی سے ہم اہلِ دکن کو خوش کر دین گے۔

دوست۔ خدا ایسا کرے اور انشاء اللہ امید قوی ہے۔ مگر بھئی عہدہ دارون نے بھی بڑی جان فرسائی کی۔ رات کو رات نہ سمجھے دن کو دن نہ سمجھے۔ ہمہ تن رعایا کی خبرگیری اور اُن کو مدد دینے مین کمربستہ اور مصروف ہی رہے۔

یار۔ سچ تو یہی ہے۔ بیشک تمنے اس وقت داد دی۔ اُکھڑی ہوئی طبیعتون کو جمانا واللہ انھین مستقل مدبرون کا کام تھا۔

دوست - کیا لنگر خانے اب تک جاری ہین ؟

یار - واہ لنگر خانون کی اچھی کہی - اجی ایک مدت ہوئی برخاست ہوگئے تابکے روز چالیس پچاس ہزار غربا کو کھانا تقسیم ہوتا رہا - ننگون کو کپڑے ملے - مالی مدد اب تک ملتی جاتی ہے - مدار المہام کشن پرشاد اب تک دورہ کرتے ہوئے نظر آتے ہین -

دوست - یار سچ تو یہ ہے کہ جیسی مستعدی اور سرگرمی سے ہمدردی کا اظہار حضور اور اُنکے دیوان اور عہدہ دارون نے کیا ہے - وہ دکن کے صفحۂ تاریخ مین یادگار رہ جائے گی -

یار - ہان بھئی اب باتین ہی ہونگی یا اپنے کام دھندے کی بھی کچھ فکر کرینگے -

دوست - خدا حافظ مین ذرا حسین ساگر جاتا ہون - خدا حافظ -

خدا حافظ -

جگت بابا اور اُنکی بڑھیا کی چہ میگوئیان

پیر مرد - کیون بیگم - کہو تو مزاج کیسا ہے -

بڑھیا۔ خدا خیر کرے۔ کیا ہوا میرے مزاج کو۔ تم اپنا حال کہو۔
پیر مرد۔ الحمد للہ۔ اچھا ہوں۔ اس وقت چنیا بیگم (افیون) کا نشہ
عشق سر پر سوار ہے اور بمصداق۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اپنا رنگ دکھا رہی ہے۔
بڑھیا۔ اے ہاں۔ تو۔ میں تو بھول گئی تھی جب ہی تو تم نے
بڑانا شروع کر دیا۔
پیر مرد۔ کیا میں گھوڑے بیچ کے سو رہا ہوں نا۔
بڑھیا۔ کیا اس میں شک ہے۔
پیر مرد۔ خیر یہ تو کہو میں ایک بات تم سے پوچھنا چاہتا ہوں بشرطیکہ
تم غصے میں نہ آجاؤ۔
بڑھیا۔ خدا خیر کرے۔ ایسی کونسی بات ہے۔
پیر مرد۔ بات تو کوئی ایسی نہیں۔ لیکن تم غصیلی بہت ہو۔
بڑھیا۔ آپ سے کم۔
پیر مرد۔ (آنکھیں کھول کر) ہاں کیوں نہیں۔ آخر ہم مرد ہیں۔ تم سے

تو بڑھ کر ہی رہنا چاہیے -

بڑھیا - مبارک - لیکن ایسا بھی کیا غصہ کہ جیسے کسی کو جنون ہو گیا
آؤ سوچے نہ تاؤ لکڑی ہے تو دے ماری - گلاس ہے تو اُسکے
سو ٹکڑے کر دیئے - ایک روز تو کانچ کی شہنائی اسے ہے کس قدر
خوبصورت تھی - چکنا چور ہو گئی - خدا کی قسم اب تک میں یاد کرتی
ہوں - تو میرے آنسو نکل پڑتے ہیں -

پیر مرد - اجی ہم شیر نیستان ہیں - جو چیز سامنے آئی اُسکا گارا کیا -

بڑھیا - خدا کی قسم کاش تم شیر ہی ہوتے اور بستیوں کے عوض
جنگل میں بسیرا کرتے -

پیر مرد - اور تم شیرنی ہوتیں تو اور زیادہ لطف ہوتا -

بڑھیا - ادی - خدا نہ کرے دشمن دور پار سات سمندر بیچ - میرے
دشمن کو یہ بات نصیب نہ ہو -

پیر مرد - کیا اب تم اتنا کہنے سے شیرنی ہو ہی گئیں -

بڑھیا - نہ سہی - مگر زبان سے فال تو نیک نکالو -

مزن فالِ بد کا ردحالِ بد

پیر مرد۔ (چپٹ سے بوسہ لیکر) واللہ اسوقت کیا برجستہ مصرع پڑھا۔

بڑھیا۔ (مسکراتے ہوئے لیکن جھڑک کر) خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا خدا کی قسم تمھین سوجھتی کیا ہے۔ یہ بیٹھے بیٹھے خدا جانے کیا شیطان سوار ہو جاتا ہے کہ آپے سے باہر ہوئے جاتے ہو۔

پیر مرد۔ اجی تو گناہ کیا ہے۔ حلال کا بوسہ ہے نہ حرام کا۔

بڑھیا۔ تمھین شرم بھی نہین آتی۔ یہ کوئی سن ہے۔

پیر مرد۔ ہم تو ہمیشہ کے جوان ہین۔

بڑھیا۔ خیر تم سہی۔ لیکن مین تو نہین ہون۔

پیر مرد۔ واللہ میری نظرون سے کوئی دیکھے۔ لیلیٰ را بچشم مجنون باید دید واللہ تم وہی نئی نویلی دلھن معلوم ہوتی ہو۔ اگر جھوٹ کہون تو گویا ابا جان کی ہڈیان چبائین۔

بڑھیا۔ اب زیادہ بناؤ نہین بھلا وہ تو کہو کہ پوچھنا کیا چاہتے تھے۔

پیر مرد۔ خوب یاد دلایا لیکن دیکھو پھر وہی کہونگا کہ تم غصے مین نہ آجانا۔

بڑھیا- میرا ابھی وہی جواب ہے کہ تمھیں کچھ جنون ہو گیا ہے-
ابھی بات زبان سے نکلی نہیں- پانی آنے سے پہلے باندھ باندھنا
اسی کو کہتے ہیں-

پیر مرد- اچھا تو سنو- اب کہتا ہوں- میں یہ پوچھتا ہوں کہ جس طرح
ہماری للچائی ہوئی نظر حسین اور نوجوان عورتوں پر پڑتی ہے تم
لوگوں کی بھی مردوں پر ضرور پڑتی ہوگی-

راوی- اے سبحان اللہ- کیا عمدہ سوال کیا- جو بات کی خدا کی
قسم لاجواب کی-

بڑھیا- (غصہ سے) تف ہے تمہارے منہ پر- شرم نہ آئی- ایسی
باتیں پھر نہ کرنا-

پیر مرد- کیوں میں نے کہا نہیں تھا کہ تم خفا ضرور ہوگی-

بڑھیا- تمہاری باتیں ہی ایسی بے سر و پا ہیں کہ خواہ مخواہ غصہ
آ جائے- بھلا یہ تو کہو کہ اس وقت کیا محل تھا اس گفتگو کا-

پیر مرد- یوں ہی جی چاہا-

بڑھیا- کیا تمھیں اس عمر میں ایسی باتیں کرتے شرم نہیں آتی-

پیر مرد۔ شرم کی کونسی بات ہے۔ مرد تو ساٹھا پاٹھا مشہور ہے۔

بڑھیا۔ لو اب پھر تمہاری جوانی پلٹ کر آگئی۔

پیر مرد۔ (ایک اور بوسہ لیکر) الحمد للہ۔

بڑھیا۔ (بہت غصے کی صورت بنا کر) دیکھو میان مین بڑے طور سے پیش آؤن گی۔ اور پھر کچھ آپ ہی آپ مسکرائین۔

پیر مرد۔ تم چاہے مارو۔ لیکن مین تو تم پر فدا ہون۔ واللہ مین تم کو جو سمجھتا ہون اُسکی تم کو قدر نہین۔

بڑھیا۔ قربان جاؤن ایسی ظاہری محبت کے اسی لیے تو طغیانی کے روز بازاریون نے جو گپ اُڑائی کہ پانی آگیا تو۔ بس مجھے تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

پیر مرد۔ بھاگ کہاں گیا تھا۔ اُن گیدی نامرادون کی خبر لینے گیا تھا۔ اور پاؤن جو رپٹا دھم سے گر پڑا۔

بڑھیا۔ اے ہے۔ خدا کی قسم میرا جی چھوٹ گیا تھا۔ ایسے بری طور سے گرے تھے کہ بس میری جان مین جان نہ تھی۔

پیر مرد۔ خوش تو ہوئی ہو گی کہ اچھا ہوا بلا ٹلی۔

بڑھیا - (روتی صورت بنا کر) واللہ دیکھو مین اُپنے آپ کو مار لونگی ایسی بات پھر نہ کہنا - تمہارے لیے ایسا سمجھتی تو پھر کسے دیکھکر زندہ رہتی -

پیر مرد - اسلام مین نکاح ثانی تو جائز ہے -

بڑھیا - سلام ہے ایسے اسلام کو - ہمارے شہر مین ایسی بات زبان سے نکالنا حرام ہے - بس اب رہنے دو خدا کی قسم میرے سر کی قسم یہ گفتگو چھوڑ دو - اُس قصے کو تو پورا کرو -

پیر مرد - قسم دلاؤ - لو اب سنو - ہان سچ کہو کہ جوانون کو دیکھ کر جی ضرور للچاتا ہوگا -

بڑھیا - حسین شے ضرور اچھی معلوم ہوتی ہے -

آنکھہ اچھی چیز پہ للچاسے ہے

لیکن اسکے ساتھ نیت کو بھی دیکھنا چاہیے - کہ کس نیت سے نظر پڑی -

پیر مرد - یہ کون کسی کے دل مین گھسکر دیکھہ سکتا ہے -

بڑھیا - کیا نیت نہین معلوم ہوسکتی - انسان کے چہرے سے

صاف باطن کا حال معلوم ہوجاتا ہے - چہرہ باطن کا آئینہ ہے - مگر یہ تو کہو کہ ہم پردے مین رہنے والیون کو نامحرمون کے نظارے کا موقع ہی کب ملتا ہے -

پیر مرد - کیا تم آنکھین سی کر بیٹھتی ہو - تماشے میلے مین بھی کیا تم کو دیکھنے کا اتفاق نہین ہوتا -

بڑھیا - بس بس - ایسی باتین کام کی نہین - یہ تو مثل ہے - اپنی ہائی اور پر گنوائی - بلی کو خواب مین چھیچھڑے نظر آتے ہین - ہم شریف زادیان ہین - ہم سے کبھی ایسا ہوا ہے اور نہ ہوگا -

اتنے مین کسی نے ماما کو آواز دی - بوا شریفًا - او بوا شریفًا -

بڑھیا - شریفًا - کوئی پکارتا ہے - پوچھو تو کیا ہے - بوا شریفًا گئین اور واپس آکر کہا کہ نواب کے یہان کا آدمی ہے - نواب نے میان کو بلوایا ہے - اور قسم دی ہے کہ جلد آئین -

پیر مرد - کیون یہ اسوقت کیون یاد ہوئی پوچھو تو سب خیریت ہی ہین - شریفًا - پھر جاکر واپس آئین - اور کہا کہ آدمی کہتا ہے سب خیریت ہے - شب کے دو بجے نواب کے گھر لڑکا پیدا ہوا - آج

منجھلے صاحبزادے کی سالگرہ بھی ہے۔ محفل عیش تیار ہے۔ سب مہمان آگئے ہین صرف آپکی کسر ہے سب آپکے منتظر ہین۔

پیر مرد - (اُچھل کر) کیا نواب کے گھر اور بیٹا ہوا واللہ۔ اب تو پانچون گھی مین ہین۔

بڑھیا - (اپنے خاوند کی طرف متوجہ ہوکر) - ہماری طرف سے بھی نواب سے دعا اور سلام کے بعد مبارک باد کہدینا۔

پیر مرد - زنانے سے تمہاری بھی دعوت ضرور آئے گی ۔

بڑھیا - کیون نہین - بڑی بیگم نواب کی پھوپھی ہم کو بہت چاہتی ہین ضرور بلائین گی - بہت قابل اور آشنا پرست بی بی ہین۔

پیر مرد - (شرفا سے) آدمی سے جاکر کہو کہ مین ابھی پوشاک بدلکر آتا ہون۔

نواب کے گھر خوشی کا جلسہ

این چہ بزم است کہ لب بر لب جام است اینجا
بادہ خورشید و قدح ماہِ تمام است اینجا

محفلِ عیش آراستہ ہے۔ مکان عمدہ عمدہ فرنیچر سے سجایا گیا ہے برقی روشنی اپنا حسن جدا دکھا رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صبحِ طباشیر بکھیر رہی ہے۔ نواب مع رفیق۔ اور حکیم۔ اور قلندر۔ اور جگت نانا۔ اور دوسرے مہمانان ذی شان کے ڈنر سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں آکر کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ لولیان شوخ آہنگ **یمن** کی دھن میں یہ غزل گا رہی ہیں۔

محوِ جمالِ آئینہ رخسار گشتہ ایم
در تار موئے یار گرفتار گشتہ ایم

حاضرین نے اس مطلع کی داد دی۔ اور حسنِ بندش اور الفاظ کی چُستی پر عش عش کرنے لگے۔ خصوص نواب قلندر کی طرف متوجہ ہو کر کیوں استاد کیا بے مثل مطلع ہے۔ خدا جانے کس کا ہے۔

قلندر۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت **شاد** کی غزل کا مطلع ہے۔

نواب۔ واللہ بے مثل ہے۔ لاجواب ہے۔ سبحان اللہ کیا کہنا۔

قلندر۔ تصوف کا رنگ اُنکا حصہ ہے۔ جو اس رنگ میں یہ کہہ جائیں گے۔ وہاں دوسرے کا رنگ پھیکا رہے گا۔

اتنے مین غزل تمام ہوئی - اور مقطع رنڈی نے گایا -

ایمان بکفر زلف توو دیم زین سبب

اے شاد بت پرست پرستار گشتہ ایم

قلندر - کیون مین نہ کہتا تھا کہ حضرت **شاد** ہین - (رنڈی کی طرف مخاطب ہوکر) پھر کہو -

رنڈی نے پھر گایا -

قلندر صاحب کو جو وجد آیا الا اللہ کہکر کرسی پر سے زمین پر آرہے -

حاضرین مجلس - سنبھالنا - سنبھالنا - کہین چوٹ نہ آجائے رنڈیون نے جو یہ گت دیکھی تال سر سب بھول گئین - اور ایک دوسرے پر گرتی ہوئی بھاگنے لگین - سارا ٹھاٹھ درہم برہم ہوگیا - ادھر جگت نانا کو بھی جو حال آیا تو بس الا اللہ کی صدا لگائی اور قلندر صاحب پر جا گرے - الٰہی خیر یک نشد دو شد - راگ کھٹراگ ہوگیا -

رفیق - نانا کو سنبھالو - استاد پر ہی گر گئے - چوٹ بڑی آئی ہوگی

نواب - ضرور چوٹ آئی ہوگی - مگر بیچارے مین دم ہی کیا ہے ہڈیون کا صرف ڈھانچہ رہگیا ہے - رگین گویا بین کے تار کی طرح نظر آتی ہین - حضرت کا جسم خاصہ راگ مالا ہے -

الغرض دو چار منٹ کے بعد دونون ہوش مین آئے اور اپنی اپنی جگہ سنبھل کر بیٹھے مگر مستی باقی ہے -

نواب - (پیرمرد سے) اجی قبلہ کہین چوٹ تو نہین آئی -

پیرمرد - چوٹ کیا معنی - اپنی خبر بھی تو ہو -

نواب - کیا اتنے بیخود تھے -

پیرمرد - تم تو نیچری ہو - تمہین اس کا کیا مذاق -

قلندر - (پیرمرد کی طرف دیکھکر) ارے میان چپ بھی رہو نیچری تم کیون کہتے ہو - مین انہین خوب جانتا ہون - بڑے نرم دل ہین ایک وقت شاہ خاموش صاحب کی درگاہ مین انکو بھی کیفیت ہوئی تھی - اُس روز ان کی حالت دیکھنے کے قابل تھی -

نواب نے خانساماں سے کہا کہ رنڈیون کو کہدو کہ اب آجائین رنڈیون نے کبھی ایسی حالت دیکھی نہ تھی - اب آنے مین ڈرتی تھین -

لیکن بگوبتنو کشان کشان سب کو خانشامان نے حاضر کیا۔

نواب۔ کیون۔ کیا ڈر گئین۔

ایک خدا کی قسم میرے تو ہوش اُڑ گئے۔ پہلے تو مین سمجھی کہ خدا نہ کرے مرگی کا مرض ہوا ہے۔

پیر مرد۔ تُف تُف۔ کیا کہتی ہے ذرا چُونچ سنبھال کر بات کر۔

رنڈی۔ اے تو پھر اور کیا سمجھتی۔ اچھے بھلے بیٹھے تھے دھم سے زمین پر آرہے اور لوٹنا شروع کر دیا۔

پیر مرد۔ اسے حال کہتے ہین۔

دوسری۔ اجی نانا تمھین کیون حال آیا تھا۔

تیسری۔ حال نہین۔ نرسوا اس بُڈھے کے سر پر سوار ہو گیا تھا۔

پیر مرد۔ (سب کی طرف جھپٹ کر) خبردار۔ ایک ایک کی خبر لونگا۔ آنتین نکال دونگا۔ نانا کسے پکارتی ہے۔

ایک اور بولی۔ نانا تمکو پکارتے ہین۔

پیر مرد۔ میان کہتے شرم آتی ہے

دوسری۔ ضرور شرم آتی ہے۔

قلندر (صوبہ دار کی طرف متوجہ ہوکر) - کیون میان صوبہ دار تم بھی بڈھے ہو - آخر تمھین بھی یہ سب نانا کہین گی -

صوبہ دار - مین بوڑھا کیسے : کیا پچاس برس کی عمر مین مرد بوڑھا ہوجاتا ہے اگر مجھے کہے تو مین کھٹ سے سر اُڑا دون -

رفیق - واللہ صوبہ دار صاحب یہ بہادری تو آپ ہی کے لیے سزاوار ہے - کیون نہین بڑے جیالے ہو - واللہ کیا کام کیا - کہ رنڈی کا سر اُڑا دیا -

حکیم صاحب - جی ایسی ہی بہادری پر تو یہ صوبہ دار ہوے - اور فوج مین عزت پائی -

صوبہ دار - پھر کیا - سپاہی سے کوئی بے ادبی کرے تو سپاہی سے چُپ رہا جاتا ہے -

نواب - بس بھئی باتین ہوچکین - ذرا جی بھر کر گانا تو سُن لو حاضرین گانے کی طرف متوجہ ہوے - اور پھر گانا شروع ہوا - نواب نے خانسامان سے کہا کہ پگ لاؤ - ساقی مع جام و صراحی حاضر ہوا - نواب نے سب کی تواضع کی -

قلندر شاہ اور حکیم صاحب - ان دونوں نے معافی چاہی باقی سب نے نوش جان کی -

پیرمرد - دو چار پیگ میں غین ہو گئے -

ٹھیک ۱۲ بجے شب کے جلسہ برخاست ہوا -

شاہراہ پر ایک فلک کے ستارے کی زبانی کہانی

یک دل و خیل آرزو دل بکہ مدعا ہنم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا ہنم

اللہ اللہ - انسان بھی عجیب طلسمات کا پُتلا ہے - بدو شعور کے بعد اُسکی عمر اخیر دم تک لاکھوں آرزوؤں کی کشمکش میں گزرتی ہے - اور اسکی وجہ یہی ہے کہ انسان جب اپنی کسی امید کی پیروی میں ہر طرف تگ و دو کر کے تھک جاتا ہے اور مایوسی کا ابر اُسکے دل پہ چھا جاتا ہے تو ناوکِ فکر سے زخمی ہو کر بیچین ہو جاتا ہے اور ہزاروں آرزوئیں

اور تمنائیں اُمنڈ اُمنڈ کر ہر طرف سے دہا دا کرتی ہیں۔ ایسی حالت
میں انسان دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی سمجھ
میں کچھ نہیں آتا کہ کس آرزو کو ترجیح دے۔ اور کون سی امید کے
ساتھ وابستہ ہو جائے۔ کسکی پیاری صورت سے نظر کو پھیر لے
اور کس لُبھانے والی چلبلی تصویر کو مرکزِ نظارہ بنائے۔ کسکی محشر بپا
کرنے والی رفتار پر دل وجان کو صدقے کرے۔ جستجو کرے تو
کسکی اور کونسا انمول ہیرا ڈھونڈ کر نکالے۔ بہرحال ایک آئینۂ
حیرت آنکھوں کا پردہ بنجاتا ہے اور عقل و حواس بھی دامنِ نظارہ
سے وابستہ ہو کر ایک روح۔ ایک قالب بن جاتے ہیں۔ اس کی
لذت اُسی کے دل سے پوچھیے جو اس منظر کا دلدادہ ہو۔ یا اِس کا
نشانہ بنا ہو۔ لیکن یہ ساری آفتیں جو ہمارے سر پڑجاتی ہیں اُس کی
وجہ صرف ہماری نافہمی اور بے دست و پائی ہے۔ اس لیے کہ ہماری
زندگی زمانے کی نیرنگیوں کے ساتھ اس طرح اُلجھی ہوئی ہے جیسے
دامن خار کے ساتھ۔ یا نظر آئینہ کے ساتھ۔ دنیا کی ہزار دلچسپیوں
اور بے شمار دلبستگیوں سے ہر وقت مقابلہ ہوتا ہے۔ اور ہر ایک

نیرنگی ہمکو محوِ حیرت بنا دیتی ہے کہ تمیز باقی نہین رہتی۔ جہان کوئی اچھی صورت نظر آئی۔ اور آنکھ لڑی۔ ابھی اُس جادو بھرے حُسنِ دلفروز سے جسکے باعث دیدبازی کا لپکا پیدا ہوا ہماری نظر ہٹی نہین تھی کہ دوسری چیز پر فریفتہ ہوگئی۔ اور یہ فریفتگی کچھ ایسی گلے کا ہار بنگئی کہ اس سے دامن چھُڑانا مشکل ہے۔ ایسی ہی ہزارون بلکہ بے شمار نیرنگیان جہان اور لذاتِ دنیوی کی ہین کہ وہ انسان کے لیے باعث مسرت ہی نہین بلکہ سوہانِ روح ہین۔ اور یہ لگاتار سلسلہ ہماری زندگی تک ہے۔ امیر فقیر شاہ و گدا۔ عورت اور مرد سب اسی مرض مین مبتلا ہین۔ کوئی اس سے بچا نہین۔ اور نہ اس سے بچیگا۔ دُور کیون جائیے آپ ہی اپنی جوانی کے موسم کو یاد کیجیے۔ کسی وقت ضرور کسی مہوش سے عشق بازی کا اتفاق ہوا ہوگا۔ اُسوقت آپ پر کیا گزری۔ پہلے تو نظرِ شوق نے آپکو کسی کے حُسنِ دلفریب کا جلوہ دکھایا۔ لیکن ہائے رے بیقراری اور نگاہ کی تلون مزاجی کہ ابھی پوری نظر نہین پڑی تھی کہ کسی چیز نے شرما دیا۔ اور نظر عروسِ نو کی گردن کی طرح نیچی ہوگئی اور آپکو خبر بھی نہین کہ دیکھنے پر آمادہ کیا تو کس نے اور وہ

کونسی چیز تھی کہ جس نے شرما دیا ابھی کیا ہے اس مخمصے سے نجات نہیں ملی تھی کہ شوق کے اقتضا نے پھر اُبھارا۔ اب وہ اُچٹتی نظر لبِ جان بخش تک پہونچی۔ اور بمصداق۔

کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ می آرد سکندر را

دیکھتے ہی دیکھتے وہ نگاہ پھری۔ اور رخسارِ یار کے آئینہ خانہ میں پہونچی حیرت کی کشمکش نے ایک ایسی ٹکر دی کہ وہاں سے پھسلکر کسی کے اُٹھتے جوبن سے ٹکرائی۔ ان سرکشوں کی دُور باش اور ادب کی صدا نے ہمت کو کسی قدر پست کر دیا تھا لبھانے والی صورت اور سحر آفرین ترچھی نظر نے تو بس بسمل ہی کر دیا۔ اُس کی ہر ایک ادا آپکی لیے تیغ ستم تھی۔ اُس کی جفائیں آپ کے واسطے راحتِ جان ہوئیں اُس کے دشنام آپ کے حق میں دعائیں بنگئے۔ اُس کی جھڑکیاں آپ کے پریشان دل کے لیے باعثِ تسکین ہوئیں۔ اُس کا انکار اقرار کا مزہ دینے لگا اُسکی ہوشربا نظر آپ کے لیے مستانہ ٹھہری۔ آنکھوں کی پتلیوں کا پھرنا آپ کی محفل کے واسطے گردشِ پیمانہ بنا۔ اُسکی رفتار پر آپ سر سے قربان ہونے لگے۔ اور وہ نازک خرامی

قیامت فزائی کے ساتھ منسوب ہونے لگی۔ اُس کی ٹھوکر مسیحا
بن گئی ایک آپ ہی جی نہین اُٹھے لاکھون مردے اُس کی ٹھوکر سے
جی گئے۔ عیسیٰ کو بھی رشک ہونے لگا کہ یہ مسیحائی اُنھین بھی نصیب
نہ ہوئی۔ اُسکا تبسم آپ کے حق مین کیمیا بن گیا۔ اُس کا غصہ آپ کے
واسطے مرگِ مفاجات۔ اُس کا نامہ آپ کے واسطے الہام بلکہ مقدر کا
جواب ہوا۔ اس کے وصل نے آپ کے دل کو معراج کا رتبہ بخشا
جائے غور ہے کہ صرف یہ ایک آرزو تھی کہ جس کے ساتھ ہزارون
آرزوون نے ہجوم کر کے اُلجھن پیدا کر دی۔ مگر آپ کی عقل کو کچھ
ایسی دیمک چاٹ گئی کہ آپ اس خیلِ آرزو مین سے کسی ایک کو بھی
اپنا نہ بنا سکے۔ اور نہ آپ مین اس قدر حواس باقی تھے کہ اچھے اور
بُرے کا امتیاز کر سکتے۔ بلکہ اُلٹے لینے کے دینے پڑے۔ آپ ان
ممنات سحر آمیز یون کے دام مین ایسے پھنسے کہ مخبوط الحواس ہو گئے
جس کا خمیازہ یہ اُٹھانا پڑا کہ کبھی تو آپ آپے سے باہر ہو کر دیوانی کی
طرح در و دیوار کو گھور رہے ہین۔ اور اپنی خیالی تصویر سے باتین
کرنے مین مصروف ہین کبھی آپ کا جی چاہتا ہے کہ زور زور سے قہقہے

لگائین۔ اور باغ کے گل و بلبل کو نیچا دکھائین اور کبھی آپ نے زار قطار رو کر ابر کو بھی شرما دیا۔ کبھی تو آپ کا جی چاہتا ہے کہ کوسے یار مین دھونی رما کر بیٹھین۔ اور کبھی خیال آتا ہے کہ نہین دشت نوردی سے تلوون کو چھالون کا زیور پہنائین۔ کبھی جیب و دامان کی دھجیان اُڑائی جاتی ہین۔ اور کبھی خاکِ کوسے یار سر پر ڈالنے کی فکر ہوتی ہے کبھی ننگ و ناموس کا خیال آتا ہے اور کبھی مستانہ وار جھوم جھوم کے یہ کہتے ہین۔

گرچہ بدنامی ست نزدِ عاقلان
مانمی خواہیم ننگ و نام را

اس ابتداے جوانی کے ستم سے بچکر اگر تقدیر سے نکل گئے تو اور بھی جاہ کے لالے پڑے۔ پہلی بسم اللہ شادی ہوئی۔ اور خانہ داری کا طوق گلے مین پڑا۔ عیال و اطفال کی پرورش کی فکر کسی پہلو چین نہین لینے دیتی۔ فکرِ معاش کا سودا جدا سر پر سوار۔ حکومت کا کمربند الگ کس دیا گیا۔ فکرِ معاش۔ خوفِ معاد۔ دوست دشمن کے ساتھ برتاؤ۔ اخلاق کی ذمہ داری۔ ادب کا لحاظ۔ علم کا شوق۔ ترقی مدارج

کی ہوس۔ ان سب پر طرہ اجل کا کھٹکا۔ بتائیے تو انسان بھی کیا طلسمات کا پُتلا ہے کہ اتنے جھمیلوں کے قید خانوں مین پھنسا جاتا ہے۔ اور اُن کی آفتون کو جھیلتا ہے مگر آرزو ایک نہ ایک باقی۔ کیا ان آفات سے پیچھا چھُڑا کر نجات حاصل کرنے کی کچھ بھی اُسکو پروا ہوتی ہے۔ بخدا کچھ بھی نہین۔ ان راستون کو طے کرنے کے لیے کیا عقل کو اپنا رہبر بناتا ہے ہرگز نہین۔ بہرحال دنیا کا کھٹکا لگے مرتے دم تک جدا نہین ہوتا۔ باوجود ان مصائب اور آفتون کے جب کبھی کوئی دل لبھانے والی اور فریفتہ کرنے والی صورت نظر آجاتی ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ اُسکو آغوشِ محبت مین لیکر کلیجے کا ٹکڑا بنا لین۔ اور بہت حفاظت سے رکھین ایسا نہو کہ کوئی اُسکو اُڑا لیجائے۔ جسقدر انسان کے لیے دنیا کی فکر اور ہوس زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اُسکی زندگی اُسی قدر اُسکو اجیرن ہوتی ہے مگر اے دنیا کے تعلقات کو دل سے دُور کرنے والو۔ اور اے خدائے وحدہ لاشریک کی محبت کا دم بھرنے والو۔ تم اچھے ہو جس حال مین ہو۔ نہ تمھین فکرِ روزگار۔ اور نہ خوفِ آخرت۔ نہ بادشاہ کی

عنایتون کی اُمید نہ اُسکے غضب کا خوف نہ حکومت کی خواہش۔ نہ دولت کی تمنا۔ نہ خانہ داری کی قید۔ نہ مذہب کی زنجیر کے بندی۔ نہ شہوت تمہین ستاتی ہے۔ اور نہ تعصب تمہین تنگدل بناتا ہے بس ایک آرزو ہے۔ اور وہ اُسی کی جستجو۔ اُسکی وید۔ اُسی کے کلام کی شنید سے وابستہ۔ اور یہ مبارک آرزو رفتہ رفتہ دنیا و مافیہا کو بھلا کر اس منزل پر پہونچا دیتی ہے کہ

نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

خدا اس نعمت سے ہمکو بھی سرفراز کرے۔ ہم بھی اُسکی بارگاہ مین اُمیدوار فضل و کرم ہین۔

نواب گھسے فلندر اور اُنکے شاگرد کی گفتگو

نذیر۔ اُستاد یہ تو فرمایئے کہ آپ ہر وقت یہ تاکید فرماتے ہین کہ تعصب نہ رکھو۔ اسکو دل سے اسطرح دُور کرو۔ جیسے غبار آئینے سے۔ لیکن سمجھ مین نہین آتا کہ اگر تعصب نہ رہے تو انسان اپنے مذہب پر کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اور اُسکی قدر و منزلت کیون کر کر سکتا ہے۔

قلندر۔ مرحبا۔ کیا بات کہی کہ تعصب سے مذہب کی قدر و منزلت ہوتی ہے اور اُسی کی بدولت انسان مذہب کی بنیاد پر قائم رہ سکتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ یہ کس مردک نے کہا۔ ارے میاں تعصب ہی کی بدولت تو مذہبوں مین فتنے پڑے۔ اور سر برآوردہ اقوام کے سر جھکے۔ متعصب کبھی دنیا مین نہ عزیز رہا۔ اور نہ وہ آخرت مین سُرخرو ہو سکتا ہے۔ خاک پڑے اس تعصب پر۔ ہمارے پیر و مرشد مولانا غوث علیشاہ قادری کا قول تھا کہ میان تعصب کے جو گرویدہ ہین وہ کبھی معرفت کی منزل کو پہونچ نہین سکتے۔ اور کبھی دیدارِ الٰہی کی نعمتِ عظمیٰ سے مستفیض ہو سکتے ہین۔ بلکہ وہ لوگ سلہ مَن کانَ فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃِ اعمیٰ کے مصداق بن جاتے ہین۔

تذبیر۔ اُستاد۔ لوگ معرفت معرفت کہتے ہین۔ اب اس سے بڑھکر کیا معرفت ہو گی۔ لا الٰہ الاّ اللّٰہ محمدٌ رّسُولُ اللّٰہ کہدیا اور دل سے اُس کا اقرار بھی کر لیا۔

قلندر۔ کیا فقط لا الٰہ الاّ اللّٰہ محمدٌ رّسول اللّٰہ کہنے سے معرفت حاصل ہو گئی۔ اللہ اللہ کرو۔ اگر ایسا ہی ہے تو دنیا مین حقیر

سلہ جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے تو وہ آخرت مین بھی اندھا ہے ۱۲

سے ہر چیز بھی اور معرفت سے خالی نہین۔ یہان تک کہ ذرہ بمقدار بھی اپنے خالق کے ذکر سے غافل نہین رہتا۔ اگر معرفت ایسی ہی سستی چیز ہوتی تو پھر کیا تھا سب عارف نہ ہو جاتے۔

نذیر۔ بھلا کچھ فرمایئے بھی تو کہ معرفت کیا چیز ہے۔

قلندر: معرفت دو قسم کی ہے۔ ایک علمی۔ اور ایک عملی۔ علمی کا بتانا تو ایک حد تک ممکن ہے۔ رہی عملی۔ اسکو حاصل کرنا تمہاری محنت پر موقوف ہے۔ کان دھر کر سنو۔

معرفت الٰہی کی دو قسمین ہین اوّل معرفت وادراک کنہ بیچون مرتبۂ تنزیہ مین۔ یعنی بلا اعتبار اسما و صفات و مظاہر اُسکی ذات کا ظہور مراتب صور اکوان یہ ممتنع اور محال ہے۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چین

کرم اور رافت ربوبیت او تعالیٰ شانہ اس جگہ تحذیر کی مقتضی ہوئی۔ اور یہ تعلیم فرمائی کہ ویحذرکم اللہ نفسہ اِنّ اللہ بالنّاسِ لرؤف الرّحیم غواصانِ بحرِ معانی کے لآلیِ انفاس جب باطن سے ظہور مین آگے ہین تو اُن کے لیے یہ مفرحِ اعظم کا نسخہ ہے۔ اور جب ظہور

سے باطن کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ممد حیات ہے چنانچہ اسی کو سعدی نے گلستان کے دیباچہ میں لکھا ہے "ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات است و چون برمی آید مفرح ذات" لیکن اس کا نتیجہ بجز یاس، حسرت، اساس کے اور کچھ بھی نہیں۔ اس آیۂ کریمہ میں ایک نکتہ باریک اور ستر دقیق ہے جسنے سمجھا اُسنے پایا۔

نذیر۔ یہ تجلی کس کام کا۔ پھر کہدو ناکہ وہ ہے کیا۔

قلندر۔ کیا بازار کا سودا ہو گیا اور عام محفل میں کپڑے اُتار کر برہنہ ہو جایا کریں گے انشاءاللہ جب تم اس میدان میں آؤ گے اُس وقت کہیں گے۔

نواب۔ کیا اُستاد۔ ہم سے بھی پوشیدہ۔

قلندر۔ کسے باشد ہاں میاں یہ یاد رہے کہ ہزاروں غوطہ زن حصول گوہر مقصود کے لیے غواصی کرتے ہیں۔ مگر سب کو انمول موتی نہیں ملتا جو کوئی ایسا ہی خوش نصیب ہوتا ہے اُسکو مل جاتا ہے۔

نذیر۔ اچھا فرمائیے۔ دوسری قسم کیا ہے۔

قلندر۔ دوسری قسم معرفت حق تعالیٰ شانہ کی۔ باعتبار اسما و صفات و تنزل و تلبس ذات بمظاہر کائنات۔ یہ معرفت فی الواقع ممکن ہے۔

اگر یہ حاصل نہو تو پھر اسی کا مصداق ہوگا من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی - چنانچہ شیخ اکبرؒ فصوص میں فرماتے ہیں - فلا تنظر الی الحق وتعریہ عن الخلق - یعنی ذات الہی کو لباس خلق سے برہنہ یعنی جدا نہ دیکھ -

ولا تنظر الی الخلق وتکسوہ سوی الحق اور ہرگز خلق کو ذات سے جدا نہ دیکھ تاوقتیکہ تو حق کا لباس خلق کو نہ پہنا لے -

اس سے اشارہ ہے کہ خلق سے حق کو کسی طرح غیر نہ سمجھ -

رفیق - استاد سبحان اللہ شیخ نے کیا خوب لکھا ہے - قلم توڑ دیے - واللہ قلم توڑ دیے -

قلندر - میاں کیا پوچھتے ہو اس سمندر معرفت کا پیراک شیخ سے بڑھ کر متاخرین میں اور کوئی نہیں گزرا - مختصر یہ ہے کہ وحدت کو کثرت میں اور کثرت کو وحدت میں دیکھنا چاہیے - لیکن کس طرح دیکھنا چاہیے - یہ راز ہے - فافھم

خلق بظاہر صورت ہے اُس ذات کبریائی کی - اور حق باطن ہے خلق کا جسطرح کہ تخم لباس ہے درخت کا - اور درخت صورت ہے تخم

کی "سبحان اللہ بحمدہ - لوٹنے کا مقام ہے - اور اسی کے لیے
سئت شئ بصورۃ کہا گیا ہے - یعنی کوئی ظاہر بغیر باطن کے اور
کوئی باطن بغیر صورت کے - اور معنی بغیر لفظ کے اور کوئی لفظ بغیر
معنی کے نہین ہے اور نہ ہو گا -

اب اس کے لیے بھی سمجھ دو قسم کی چاہیے -

نذیر - اللہ اکبر - ابھی تصفیہ ہی نہین ہوا -

قلندر - کیا کوئی قضیہ ہے کہ تصفیہ ہو جائے - غور سے سنو ایک
بسیط - دوسرا مرکب -

بسیط کسی چیز کو جاننا اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی جاننا کہ وہ اسکو
جانتا ہے -

صفت اول - حیوانات وغیرہ کے لیے ہے کہ جزئیات کو جانتے
ہین مگر یہ نہین جانتے کہ وہ انہین جانتے ہین - اور کیا جانتے ہین
سبحان اللہ کیا خوب کسی نے کہا ہے -

چندین ہزار ذرہ سراسیمہ مید وند
در آفتاب و غافل ازین کآفتاب چیست

اس موقع پر ایک ظریف قطعہ بھی قلمبند کرتے ہین - جو دلچسپی سے خالی نہین

ہر کس کہ بداند و بداند کہ ندا ند
اسپِ طلب از گنبدِ گردون بجہاند

نذیر - کیا اس قسم کے لوگ اب بھی ہین -

قلندر شاد -

وآنکس کہ بداند و بدا ند کہ بدا ند
او نیز خرِ خویش بمنزل برساند

راوی - اسکے مصداق حضرتِ **شاد** ہین خدا سے امید ہے کہ بمنزل برسد - انشاء اللہ -

وآنکس کہ نداند و بداند کہ بدا ند
در جہلِ مرکب ابد الدھر بماند

اس پھیر مین تو ساری خدائی ہے - لیکن دعویٰ ہے کہ ہم بھی کچھ ہین - اللہ - اللہ -

شیخ اکبرؒ پھر یہ فرماتے ہین کہ تَنَزَّهَهٗ وَتَشَبَّهَهٗ وَقُمْ فِي مَقْعَدِ الصِّدْقِ -

یہ حصہ نشر ہو جان
اسکو اور بشیر بابت
اسکو اور مضبوط
وہ تقاضائے صداقت
بیشک

یعنی ذاتِ باری سبحانہ تعالیٰ شانہ کو مکان و زمان قیام صورت او عکس سب سے منزہ یقین کر۔ کیونکہ وہ غنی ہے۔ اور مرتبہ احدیت میں اُسکے لیے تجرد ہے۔ البتہ مشبہ اُسکی ذاتِ پاک مرتبہ اسما وصفات میں ہے کہ مرتبہ واحدیت ہے۔ اور اس جگہ اس کا ظہور مظاہر کونیہ میں۔ لیکن اسی پر اکتفا نہ کر بلکہ قائم اور مستقل ہوجا۔ مقام جمع پر یعنی تنزیہ اور تشبیہ کو یکجا جمع کر اور یہی مقام صدق ہے۔ صرف تنزیہ۔ محض تکذیب ہے مقام تشبیہ کے لیے۔ اور تشبیہ محض غلط ہے مقام تنزیہ کے لیے۔ مقام صدق جائے امن ہے اور یہی ایمان ہے۔ صوفیوں کا۔ جو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کے لیے کہاں کا تعصب۔ اور کہاں کی جنگ ہفتاد و دو ملت

چنانچہ شیخ فرماتے ہیں

وَکُن فِی الجَمعِ اِن شِئتَ وَاِن شِئتَ الفَرق[۱]۔ یعنی جبکہ تو قادر ہوا شہود کثرت در وحدت اور وحدت در کثرت پر تو پھر تجھے اختیار ہے کہ مقام جمع میں تنزیہ کو دیکھے یا تشبیہ کو۔ اور مَا رَاَیتُ شَیئًا[۲] اِلَّا وَرَاَیتُ اللہ کا نعرہ مار۔ اسی شراب کی مستی سے منصور کے منھ

[۱] ترجمہ۔ اور ہو تو جمع کے مرتبے میں اگر چاہے اور ہو تو تفرق کے مرتبے میں اگر چاہے ۱۲

[۲] نہیں دیکھی میں نے کوئی شے سوا اللہ کے

سے نکالا۔ ولکنا ھو اللہ ربی لا الہ الا انا استغفر اللہ و اتوب الیہ۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

نواب۔ اور نذیر اور **رفیق** واللہ استاد آخر کنجی رکھ لی۔ بھوت کیا مگر پھر ایک تازیانہ لگا کر ڈرا دیا۔ کہ

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

قلندر۔ بابا۔ بہت مشکل راستہ ہے۔ خدا توفیق دے۔ اور اپنا فضل کرے تو بیڑا پار ہے۔ باقی پھر کسی وقت

من مرادِ خویش اندر نامرادی یافتم

مایوسی کا عالم بھی عجیب بھیانک ہوتا ہے جب انسان تدبیر سے عاجز آجاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اب کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتی اور اسکی سمجھ پر پریشانی کا پردہ پڑ جاتا ہے اور بحالتِ اضطراب اپنی عقل کو رہبر بنا کر اس سے مفید مشورہ سے لے نہیں سکتا تو اس وقت

اور لکھیں ہیں
وہی اقتدہ ہوں
جو بیڑا پار ہے
نہیں پھر کوئی
سمجھو لیکن ہیں
خدا سے مغفرت
چاہتا اور ایسی
[illegible]
۱۲

سر بگریبان ہوکر دریاے فکر مین غواصی کرتا ہے - مگر نامرادی کا خدا بھلا کرے کہ اس غواصی مین بھی اُس کو بجز حسرت و یاس کے کوئی گوہر امید ہاتھ نہین آتا - اس پریشان حالی مین جیسی گزرتی ہے اُس کا حال وہی جانے جس نے اس ناامیدی کی منحوس صورت دیکھی ہو یا جسکو اس سے سابقہ پڑا ہو - جو شخص اس ناامیدی کے دام مین آجاتا ہے وہ از خود رفتہ ہوکر پست ہمت ہو جاتا ہے اُسکی عالی حوصلگی دانشمندی اور دُور اندیشی پر اس کا کچھ ایسا جادو چل جاتا ہے کہ ہر وقت فکر اور حرمان کا جن اُسکے سر پر سوار رہتا ہے لیکن وہ لوگ جو اس میدان کو سر کر چکے اور اس راستے کی ٹھوکرین کھاکر سنبھل گئے ہین اور جو اسی مدرسے کے امتحان مین پاس ہو چکے وہ کبھی ہمت نہین ہارتے - براین ہم اُن کے افسردہ اور پژمردہ دلون کو جو مایوسی کی ہوا سے غنچون کی طرح مرجھا گئے ہین - کلیجے پر کوئی ہاتھ رکھدینے والا ملگیا تو سمجھو کہ جان مین جان آئی اور اُنکے حق مین مسیحائی ہوگئی - مرتے مرتے جی اُٹھے یا یہ کہو کہ خواب غفلت سے بیدار ہوگئے دل بیتاب کی گتھیان اسی وقت سلجھ جاتی ہین

جوان اُلجھنوں کے قید خانے سے دامن بچا کر نکل آیا۔ کوئی نہ کوئی تدبیر اُسکے بخت کی یاوری سے نکل آتی ہے۔ اگرچہ مایوسی کی رگ زنی ایسی ہے کہ اُس سے جان بر ہونا ہونیوالی بات نہیں۔ کوئی ایسا جراح مل ہی جاتا ہے کہ اُسکے کاری زخم پر مرہم لگا کر اندمال کی فکر میں ہمہ تن مصروف ہو جائے۔ اور یہ تدبیر بارہا تیر بہدف ثابت ہوئی ہے ورنہ ہر شخص اپنے حسرت وارمان کو دل کا توشہ بنا کر اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور اُسکے باعث ہزاروں آرزوؤں کا خون ہوتا ہے۔ لیکن یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید[۱] اس لیے انسان کو مایوسی کی نامبارک وقت کو بلند ہمتی کے ساتھ گزارنا چاہیے۔ غرض ہمارا مقصود اس طول طویل تمہید سے یہی ہے کہ ہمارے ہیرو نواب کا فرزند (میاں نصیر) راج دُلارا نازوں کا پالا۔ جو اللہ تعالیٰ کرکے ابھی ابھی اُٹھتی جوانی اور گلشن امید کی نئی کوپل یعنی شباب کی مسند پر جلوہ فگن ہوا ہے۔ نادیدہ کسی کے حسن دلفریب کے ناوک کا نشانہ ہوا چاہتا ہے۔ اسکو ہم دوستانہ طور سے مشورہ دیتے ہیں کہ بمصداق

---

[۱] ترجمہ کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم دیتا ہے جس کا ارادہ کرتا ہے۔

همت بلند دار که نزدِ خدا و خلق

نا امید نہ ہونا چاہیے۔ تدبیرون کے خریطون سے کوئی خزانۂ دل و دماغ خالی نہین۔ اگر انسان حتی الامکان اسکو اپنے جان اور آبرو کی زکوٰۃ سمجھ کر تصرف مین لائے اور خدا پر بھروسہ کرے تو انشاء اللہ بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

اس ہونہار نوجوان کے پائے استقلال کو مرکز سے لغزش نہین ہوئی۔ اور نہ اُس نے اپنے آپ کو بے بسی کے ہاتھ فروخت کیا۔ بلکہ اُسنے نہایت دانشمندی اور دُور اندیشی سے اپنے حالِ مشکل مین سہولت کی راہ نکالی۔ یعنی یہ تدبیر سوچی کہ جگت ناتا۔ جوان کے والد اور ہمارے ناول کے ہیرو کے دوست اور ادا شناس گرگ باران دیدہ ہین اور باتون کے طوطے مینا بنا کر اڑاتا اُنکے نزدیک ایک ادنیٰ سی بات ہے اُن کو اپنے حلِ مشکل کا ذریعہ بنا کر اپنے والد نواب ذیشان کے پاس عرضِ حال کی غرض سے بھیجین۔ جگت ناتا اس پُر فضا باغ مین بہ ہزار خرابی ہانپتے کانپتے دن سے پہونچ ہی گئے۔

میان نصیر۔ چاشت سے فارغ ہوکر۔ قلیان کا دم لگا رہے تھے۔ کہ خانساماں نے حاضر ہوکر عرض کیا "جگت نانا حاضر ہین"

نصیر (خانساماں سے) سیدھے اُن کو بالاخانے پر لے جاؤ مین بھی آتا ہون۔ خانساماں نے بڈھے نانا کو بالاخانے پر لیجا کر بٹھلایا۔

میان نصیر۔ تھوڑے عرصہ مین حقی کے دم لگا کر۔ بالاخانے کے مطلع پر آفتاب نصف النہار کی طرح جلوہ افروز ہوئے۔

پیرمرد۔ (یعنی جگت نانا۔ میان نصیر کی طرف مخاطب ہوکر) خدا تعالے تمہاری عمر دراز کرے شاد و بامراد رہو یہ تو فرمایئے کہ آج غیر معمولی طور پر کیون اسوقت یاد فرمایا۔

میان نصیر نے بلحاظ اس کے کہ یہ پیرمرد سن مین بوڑھا اور ان کے باپ کا آشنا ہونے کے باعث قابل تعظیم تھا۔ خندہ پیشانی سے کہا کہ "نانا سلام ہے"۔

پیرمرد عمرت دراز باد۔ میان خدا تمھین دیرگاہ با حشمت و اقبال قائم رکھے اور سعادتمند کرے۔

ما از تو بر خوریم و تو از عمر برخوری

نصیر۔ کیوں کہیئے۔ مزاج شریف۔

نانا۔ مزاج کی کیا پوچھتے ہو۔ ہیوقت جو تم نے یاد کیا۔ اور تمہارا خدمتی خدا اُس کا بھلا کرے۔ ایسا شیر دل ہوگیا۔ جیسے کسی خونی یا چور کے لیے سزا دل ہوتا ہے۔ واللہ میرے تو ہوش اُڑ گئے دھک سے کلیجہ رہگیا۔ ہزار اس کمبخت گیدی سے پوچھتا ہوں کہ خیریت تو ہے کیوں یاد ہوئی۔ ظالم نہ ایک کہتا ہے نہ دو۔

نصیر۔ افسوس ہے کہ اُس نے آپ کو ناحق پریشان کیا۔

نانا۔ پریشانی کی ایک ہی کہی۔ مارے گھبراہٹ کے میں نے افیون بھی نہیں کھائی (جما ہی لیکر) لاحول ولاقوۃ یاد کے ساتھ ہی یہ جمنائیگم سوار ہو جاتی ہے۔

نصیر۔ آپ فارغ ہو کر کیوں نہیں آئے۔

نانا۔ اس مردک نے اتنی مہلت کب دی کہ میں افیون کھا کر اور ناشتہ کر کے سہولت سے آتا۔ اتنا رہ گیا کہ ٹانگ پکڑ کر باندھ کر گھسیٹتا ہوا نہ لایا۔

نصیر۔ بھلا اس کی مجال ہے۔

نانا ۔ اللہ تمہین سلامت رکھے تم قدردان ہو مگر ان بیہودونکو اتنا خیال کہان ۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

لیکن فرمائیے کہ ایسی کونسی بات ضروری تھی جو اس عجلت کے ساتھ یاد فرمائی ہوئی ۔

نصیر ۔ عرض کرتا ہون آپ فارغ تو ہو جائیے ۔

پیر مرد ۔ ایک علحدہ حجرے مین گئے اور جیب سے افیون کی ڈبیا نکال کر افیون کھائی اور دو چار تر نوالے اڑا کر حقے کے کش لیے ۔ اور خانساماں سے کہا کہ میان نصیر سے کہدو کہ ما بدولت و اقبال اب مستعد ہو گئے ہین ۔ جہان چاہیے وہان روانہ کیجیے ۔ اگر کوئی مہم پیش ہے تو بسم اللہ ۔ ابھی جاؤن اور اپنی دلاوری کے جوہر دکھاؤن ۔ مونچھون پر تاؤ دیکر انشاء اللہ ۔

میان نصیر سے خانساماں نے عرض کیا کہ نانا ناشتے سے فارغ ہو چکے ہین ۔

میان نصیر ۔ بلاؤ ۔ پھر دیر کیا ہے ۔

خانساماں نانا کو بُلا لایا۔

پیر مرد۔ (میاں نصیر سے) میاں اللہ تمہارا بھلا کرے۔ چٹ منگنی اور پٹ بیاہ ہوجائے۔ نورِ نظر کو جلد گوو ون کھلاؤ۔ اور مین اسی طرح تر نوالے اُڑاؤن۔ اور مُنہ مانگی مراد پاؤن اور جوڑے لون۔ جلسے دیکھون مبلغ علیہ اسلام کے خریطے مگر کو بڑھیا کے پاس روانہ کرون۔

میان نصیر (ایک آہِ سرد بھر کر) دیکھیے تقدیر کیا رنگ دکھاتی ہے۔

پیر مرد۔ یہ آہِ سرد کیسی۔ اور تقدیر کی بات ہی کیا ہے۔ بنی بنائی بات ہے۔ منگنی کی رسم تو ذیقعدہ مین ہونیوالی ہے۔ اور ذی حجہ مین شادی

نصیر۔ یہ سب کچھ۔ مگر کس سے۔

پیر مرد۔ کس سے کیا۔ کیا تمھین خبر نہین۔ وہی نا تمہارے دُور کے رشتے کی چچیری بہن۔

نصیر۔ خدا نہ کرے۔

پیر مرد۔ (تعجب کی نظر سے دیکھکر) آئین یہ کیا ہے۔ میان کیا کوئی گُل اور ہی کھلا چاہتا ہے۔

نصیر۔ (آب دیدہ ہوکر) اگر میری قسمت مین وہی ہے تو بہتر ہو کہ خدا

مجھے ۔۔۔۔۔۔۔

پیرمرد ۔ (جلدی سے درمیان مین ٹوک کر) خبردار بُری بات زبان سے نہ نکالنا ۔ مجھ سے کہدو کہ آخرارادہ تمہارا ہے کیا ۔

نصیر ۔ مین تو جب کہون کہ آپ پوری طرح سے کمر ہمت چُست باندہ کر اس بات کا بیڑا اُٹھائین کہ مجھے میرے ارادے مین کامیاب ہونیکا ضرور موقع دلائین گے ۔

پیرمرد ۔ واللہ جان پر کھیل جاؤن ۔ آخر میرا وجود ہے کس کام کا بخدا میرا خیال تو اس کا مصداق ہے ۔

خدانکند ۔ گوسفند بکار قربانی آید یا بکار بریانی ۔

میان نصیر نے ۔ پیرمرد کے اس لطیفہ پر کہ (خدانکند) کچھ تبسم کیا ۔ اور کہا کہ دیکھو نانا تمھین میرے سر کی قسم یہ وقت امداد کا ہے ۔ اگر کوئی بات میرے خلاف مرضی ہوجائے گی تو یقین مانو کہ مجھے زندہ نہ پاؤ گے اور اگر زندہ رہون تو یہان نہ رہونگا ۔

پیرمرد ۔ پھر وہی بُری بات زبان سے نکالتے ہو ۔ مین عہد کرتا ہون کہ جو تم کہو گے انشاءاللہ کر دکھاؤنگا ۔ اور نہ کرون تو ۔ (سوچھو نیرتاؤ دیکر)

ہاشمی بچہ نہ کہتا۔

نصیر۔ مین تو اس نسبت سے جو والد نے قرار دی ہے ہرگز راضی نہین البتہ ظفر بیگ منصب دار کی لڑکی سے نسبت ہو تو جی جاؤن

پیر مرد (خندہ پیشانی سے) واہ رے میرے شیر کیا انتخاب کیا۔ واللہ اس انتخاب پر بچشم ہزار صاد۔ خدا کی قسم جی پھڑک گیا اس لڑکی کو مین نے گود ون کھلایا ہے۔ بیشک میان۔ وہ تمہارے ہی جوڑ کی ہے۔ خدا ہی نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ لائق بھی ویسی ہی۔

میان نصیر نے جو یہ تعریف اس پیر مرد سے سنی اور بھی اُن کا خیالی عشق نعل در آتش ہو گیا۔ کہا کہ ہان نانا دیکھو تم ہی انصاف کرو کہ ایسی تعلیم یافتہ مہذب لڑکی کے ساتھ میرا بیاہ نہ ہو۔ اور ایک نالائق پرانے فیشن کی لڑکی کے ساتھ عقد کر دیا جائے۔ یہ تو بخدا ایسا ہے کہ زاغے را با طوطی در قفس کردند۔

پیر مرد۔ بجا کہتے ہو۔ بجا۔ میرے جی مین کئی بار آیا کہ تمہارے والد سے کہون۔ اور اگر اُن سے مین کہتا تو وہ ضرور قبول کرتے مگر خدا جانے کس بے ایمان نے کیا سمجھا دیا۔ اِس طرف ان کی توجہ ہی نہین لیکن

یہ یاد رکھو کہ اگر اس کام کو تمہارے حسب دلخواہ انجام کو نہ پہونچاؤن تو ہاشمی نہین۔

میان نصیر (خوشی سے) قربانت شوم۔

پیر مرد۔ من قربانت شوم۔ گھبراؤ نہین۔ اگر تمہارے ابا نہ مانین گے تو واللہ تمہارے دادا حضرت کے سر کی قسم مناؤن اور بیچ کھیت مناؤن۔ میان نصیر اس فقرے پر توہنس دیے۔ کہ "تمہارے دادا حضرت کے سر کی قسم"

نصیر۔ ہائے۔ افسوس۔ دادا حضرت ہوتے تو مجھے یہ دن دیکھنا کیون نصیب ہوتا۔

پیر مرد۔ نہین نہین بے فکر رہو۔ تمہارا باپ ایسا کوئی جاہل آدمی نہین ہے۔ گو کسی قدر ضدی ضرور ہے مگر اسکو راہ پر لانا میرا کام ہے۔ وہ اگر نہ مانے تو تمہاری والدہ کو مناؤنگا۔ وہ تو میری گود دن کی کھلائی ہوئی بچی ہے۔ خدا اُسکو سلامت رکھے بڑی نیکبخت بی بی ہے۔

نصیر۔ والدہ نیم راضی ہین مگر والد سے ڈرتی ہین۔

پیر مرد۔ کیا تمہارا باپ شیر ہے کہ کھا جائیگا۔ دیکھو جاتا ہون (بسم اللہ کہہ کر اٹھنا چاہا)

نصیر۔ میرا ایک خط بھی لیتے جاؤ۔

پیر مرد۔ اور اچھا ہے۔ مگر لکھا کیا ہے ذرا سناؤ تو۔ کہین غصے مین انا پ شناپ قلم فرسائی نہ کی ہو۔

نصیر۔ نہین ابھی اس قدر از خود رفتہ نہین ہون۔ ہوش و حواس قائم ہین مگر نو دس مسودون کے بعد یہ ایک خط مین نے لکھا ہے۔ یہ کہکر اٹھا۔ اور میز پر جو خط لفافہ مین رکھا تھا نکال کر سنایا۔

قبلہ و کعبہ مدظلہٗ

قدمبوسی عرض ہے۔ تمام دنیا کا دستور ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لیے وہ کام کرتے ہین جو مفید اور بے ضرر ہو۔ میرے لیے آپ جو کچھ کرین گے اُس مین انشاء اللہ سوا میری بہتری کے ذرہ برابر بھی ضرر کا شائبہ نہوگا۔ اگرچہ اپنے ذاتی معاملے مین اور وہ بھی ایسا کہ شادی اور بیاہ سے متعلق ہو۔ بلحاظ ہمارے ملک کے رسم ورواج کے والد کی خدمت مین عرض کرنا سوء ادبی مین داخل ہے۔ مگر آج کل کی نئی روشنی اور یورپ کے آزاد طریقے کے دیکھتے جسکی گود مین مین نے پرورش پائی۔ اور آپ ہی نے گویا مجھے آزادی

سے کے آغوش مین دے کر اُسکا فرزندِ آغوشی بنا دیا ہے۔ مین اپنی دلی تمنا کو خواہ وہ کیسی ہی ہو۔ اظہار کرنے مین دریغ کرنا۔ اپنے حق مین دشمنی کرنا سمجھتا ہون۔ اسلیے باکمالِ ادب اپنی خطا کی معافی چاہ کر عرض پرداز ہون کہ بندے کی نسبت آپ نے جہان کی ہے اُس مین صرف رشتہ دار ہونے کا زیادہ لحاظ کیا گیا ہے۔ اس موقع پر اگر تعلیم یافتہ ہونے کا بھی خیال فرمایا جاتا تو نا مناسب نہ تھا۔ چونکہ زمانے کی رفتار کی کشش اپنے دلربا حسن اور نیرنگیون کی طرف جذب مقناطیس کی طرح کھینچ رہی ہے اور اپنا ہمرنگ بناتی جاتی ہے اس موقع پر اگر آپ جیسا مدبر اور سرپرست زمانے کی رفتار کے خلاف کسی کام کو جائز رکھے تو سمجھئے بجز قسمت کے گلے کے اور کچھ نہین۔ لہذا امیدوار ہون کہ دوبارہ اس مسئلے پر غور فرمایا جائے۔ باقی حجت نانا بالمشافہ عرض کرین گے۔ اس جرأتِ التماس کی معافی چاہتا ہون۔

آپکا فرمان بردار فرزند

نصیر

چیرمرد۔ واللہ میان کس خوبی کے ساتھ اپنے مدعا کو تم نے قلمبند

کیا ہے۔ جی چاہتا ہے تمہارے صدقے ہو جاؤں۔ مگر یہاں ایک فقرہ اچھا نہیں کہ (آزادی کا فرزند آغوش) لاحول ولا قوۃ ہم کیوں کسی کے فرزند آغوشی ہونے لگے تھے۔

نصیر۔ نہیں نانا۔ یہ کوئی گالی نہیں صرف عبارت آرائی اور مذاق کا اقتضا تھا اکثر ایسے جملے یا فقرے مذاقیہ ایسے موقع پر بطور استعارے کے لکھ دیا کرتے ہیں۔

پیر مرد۔ اگر ایسا ہے تو رہنے دو۔ بسم اللہ خط جلد حوالی کرو۔

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

نصیر نے فوراً خط لفافے میں رکھ کر بند کیا اور مہر کر کے پیر مرد کے حوالے کیا اور یہ شعر پڑھا۔

لے چلا ہے خط تو میرا نامہ بر
یہ دعا ہے نیک ہو انجام کار

پیر مرد۔ انشاء اللہ المستعان اب کچھ اور نہیں تمہاری بہار اقبال نوروز منا رہی ہے۔

حضرت عشق نے شادی کی اور محبت کے قاضی نے نکاح پڑھایا۔

بھلا اب کس کی مجال ہے کہ اس رشتہ کو توڑ دے۔

نصیر سپردم بتو مایۂ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

پیرمرد۔ خدا حافظ کہہ کر اُٹھے اور پھر بیٹھ گئے اور کچھ سوچ کر کہنے لگے "میاں خالی جانا شگون اچھا نہیں۔ کچھ پیامبر کے ساتھ شگون نیک ہونا چاہیے۔"

نصیر نے بسم اللہ کہہ کر جیب سے پانچ اشرفیاں محبوبہ کے کی نکال کر دیں۔

پیرمرد ہنسکر بس یہی شگون چاہتا تھا۔ خدا پانچ فرزند اس نخل مراد سے عطا کرے جیسے تم لٹو بنے ہوئے ہو۔ خدا حافظ کہہ کر روانہ ہوئے۔

خیال کا دربار

خیال یار در آغوشم آنچنان بفشرد

کہ شرم مستیم از شکوہ ہائے دوش آمد

خیال بھی ایسا طائر ہے کہ ابھی یہاں تھا۔ اور ابھی ہزاروں کوس کا

چکر لگا آیا۔ نہ ہمارا جسم متحرک ہے۔ اور نہ ہمارے کسی عضو کو بظاہر کوئی حرکت محسوس ہوتی ہے۔ مگر خیال وجودِ مجسم بن کر جہان گرد بن جاتا ہے۔ خیال کا منظر اس قدر وسیع ہے کہ بیشمار خطرات اور ولولے۔ اور خواہشیں۔ اور تمنائیں۔ امیدیں اور آرزوئیں اسکے دامن کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ناممکن ہے کہ خیال صرف کسی ایک خطرے۔ یا آرزو یا امید کے قید خانے کا قیدی بنجائے۔ اس دربارِ عام کے بیٹھنے والے بیشمار ہیں۔

مگر اس کی ناز آفرینیاں وہی دیکھتا ہے جو اس کے جادو فریب حسن کا محوِ نظارہ ہو جاتا ہے۔ اس کی ادائیں دلفریب بھی ہیں اور تسلی دہ بھی۔ کبھی تو اس کے ناز اور کرشمے دل اور دماغ پر رنج اور فکر اور غم کے منتر پھونک کر مبہوت بنا دیتے ہیں اور کبھی اس کی دل لبھانے والی ادائیں اور عشوہ و انداز پیاری صورت موہنی مورت بن بن کر دلِ افسردہ اور خاطرِ پژمردہ کو بہلانے لگتے ہیں ہمت کو پست کر دینا اس کے نزدیک بڑی بات نہیں۔ حوصلہ کو ابھارنا اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ دل شادمان کو مغموم

بنا دینا اسکی چینِ ابرو کے لیے ایک ذرا سا لٹکا ہے۔ مغموم حرمان نصیب کو دل شاد کر دینا اس کے سحر آمیز تبسم کا ایک چٹکلا ہے۔ تسکین پاے ہوے دل کو بیقرار کر دینے کے لیے اس کی زلفِ پُر پیچ کی تھوڑی سی ہوا کافی ہے۔ بیقرار دل کو راحت بخشنے کے لیے اسکے طرّے کی خوشبو بس ہے۔ نا امیدیون سے پامال کرنا اسکے سمندِ ناز کا ایک کرشمہ ہے۔ امیدون کی ڈھارس دیکر حوصلے بڑہانا اس کی جادو بھری تقریر کا ایک معجزہ ہے۔ بہرحال نا امیدیون کے ساتھ امیدین ضرور لگی ہوئی ہین۔ اور ہر کسی کو کچھ نہ کچھ دلچسپیون کا خوشنما راحت فزا سامان اسکے خزانے سے مل ہی جاتا ہے۔ کوئی امید ایسی نہین کہ اس باغ خیال کے نخل آرزو کا گل نہو۔ کوئی نا امیدی ایسی نہین کہ اس کے خار کے ساتھ اُسکا دامن نہ الجھا ہو دونون مصروف سیر ہین۔

اگر کسی آتشین رخسار دلربا دلدار کا خیال اپنی بیوفائی کے اظہار پر آمادہ ہے تو ہوا کرے۔ مگر خیال یار بیوفائی کی تیغ ستم سے قتل نہین کریگا۔ تقدیر چاہے ناکامی کی کمندین ہماری آرزوون

کو پھنسا کر قید کرے مگر خیال کی آزادانہ وفاداری ہم کو ضرور حیف سکر
کردے گی۔ کیا خوب کہا ہے۔

کتنا با وضع ہے خیال اُس کا
بیکسی میں بھی آسے جاتا ہے

یہی خیال ہمارا اگر یکسو اور مستقل ہو جاوے تو عرفان کے درجے کو پہونچا
دیتا ہے۔ اس ذو بہت سے آنکھو نکا اندھا بھی تمام عالم اور ساتون آسمانو
کی سیر کر سکتا ہے شاخِ سدرہ تک اس کبوتر کی رسائی ہو جاتی ہے۔
جہان فرشتون کے بھی پر جلتے ہین۔

مگر ہان زیادہ تر لطف اُسی طبیعت والے کو ملیگا جو آزادی پسند
ہو۔ اُس کی حوصلہ افزائی جو اسکے ذریعہ سے ہوگی کسی اور سے ہو نہین
سکتی۔ یہ وہ مبارک اور ساز وار ذریعہ ہے کہ جس کی وساطت سے آرزوئین
کامیابی سے ہم آغوش ہوتی ہین۔ اس لیلی کے محمل مین پہونچکر وہ صورت
معنوی کی ایسی پیاری اور دلفریب تصویر کو دیکھتا ہے۔ جیسے کبھی چشم
شوق نے نہ دیکھا ہو اور جسکے دیکھنے سے صرف آنکھون کو تسکین
ہی نہین ہوتی۔ بلکہ وہ اُسکی پیاری رسیلی نشیلی مستانہ آنکھون سے

پیمانے جو محبت کی شراب سے بھرے ہوے ہین۔ ساقی کے دستِ کرم سے لیکر مزے لیتا ہوا غٹ غٹ نوش جان کرجاتا ہے۔

بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت
کنارِ آبِ رکن اباد و گلگشتِ مصلےٰ را

(حافظ شیرازی)

اس معشوقہ مستانہ کی آنکھون کے سُرخ سُرخ ڈورے گویا جامِ شراب مین شعاعِ حسن کی کرنین ہین۔ اور اُسکی نظر فریبی رندِ مے آشام کے لیے باعث سرور۔ خیال کی مستی بھی واللہ عجب کرشمہ گاہِ دماغ ہے۔ دستِ ساقی کے قربان ہوکرادھر جام نوش کیا۔ اُدھر وصلِ یار کی سوجھی۔ درِ یار تک رسائی پیدا کی۔ مگر خوف کے دربان نے وہین ٹوک بھی دیا۔ اور آپ ہی آپ اُس خیالِ یار کے ساتھ شکایت کرنے پر کمر بھی باندھی۔ طنز وطعن اور جھڑکیان بھی سُنین۔ اور ساتھ ہی پھر شیر وشکر ہوگئے۔ سوالِ بوسہ کے لیے جرأت کی اور منہ کی کھائی۔ اداؤن کی تیوریان چڑھ گئین۔ ادب کے چوبدار نے فوراً ادب سے کہہ کر ٹوک دیا۔ مگر مقصدوری کی مشاطہ نے جرأت دلائی کہ معشوق فریبی اسی کو کہتے ہین۔ اس چشمۂ حیات سے

سیر ہونا ہے تو سکندر رہتا۔ جان پر کھیل ایسا آب شیرین بغیر جان دیے
نہ مل سکے گا۔ پھر کیا تھا فوراً ہمت بلند ہوئی۔ دربار عشق میں بار تو
پا ہی چکے ہیں۔ فوراً جرائت کر کے بوسہ لے لیا مایوسی نے اپنا رنگ
جما دیا تھا۔ لیکن عالم خیال کی مشاطہ نے پیٹھ ٹھوک کر کامیاب کرایا۔
عالم خیال کی کرشمہ گاہ کے نظارے کی سیر کرنے والے امیر
فقیر۔ شاہ وگدا۔ زن ومرد۔ طفل وجوان۔ کس وناکس سب ہی ہیں۔
مگر اسکا انصاف اس قدر بے لوث ہے کہ علیٰ قدر مراتب ہر ایک کو
سیراب کرتا ہے۔ بعض وقت افراط و تفریط کے الجھاوے میں
کوئی آ بھی جاتے تو آپ ہی خضر راہ بن کر اسکو دانش کے تازیانے
سے خبردار کر دیتا ہے۔ بارگاہ جل وعلیٰ میں کسی کی رسائی بھلا ہو تو
کیونکر ہو۔ اور حاجتمند اپنی حاجت کو پیش کر کے حصول مدعا کیلیے
عرض کرے تو کس کی وساطت سے۔ یہی ایک خیال ہے کہ جو سمجھاتا
ہے۔ یہی دعائیں بنکر اُس کی بارگاہ تک رسائی پاتا ہے۔ بادشاہ
کے دربار میں پہونچنے کے لیے ہزاروں عوارض سدِّ راہ ہیں
لیکن اسی خیال کی بدولت تدبیر کے دامن کے ساتھ وہاں تک

بھی رسائی ہو جاتی ہے۔

یہ ایک ایسا رفیق شفیق ہے کہ سب دوست آشنا۔ وطن دولت حکومت ریاست چاہے چھوٹ جائے مگر اس رفیق کے قربان جایئے کہ ہر وقت ساتھ رہنے کو موجود ہے اور پھر ایسا ساتھی کہ ہم سے دو چار قدم ہمیشہ آگے ہی رہتا ہے۔ اور پھر بھی ہمارے دم کے ساتھ ہے

بہر حال اس خیال کی دلفریبیون اور دلبستگیون کی تعریف جس قدر کیجا سکے کم ہے۔ لیجیے دُور کیون جایئے۔ یہین ہم آپکو دکھائے دیتے ہین کہ جگت نانا کے جانے کے ساتھ ہی میان نصیر نے تنہا بالاخانے پر خیال کے سمندر مین غوطہ لگایا۔ اور یار کی خیالی تصویر اُسکے روبرو ناز و ادا کے لہجے مین یہ کہتی ہوئی موجود ہو گئی کہ نصیر! نصیر! میری جان تجھپر قربان۔ تیری دل لبھانے والی صورت کو جب سے مین نے دیکھا ہے ہزار جان سے فدا ہون۔ میرے پیارے نصیر! جب سے مجھکو یہ خبر رفتہ رفتہ پہونچی کہ تو مجھے اپنی لونڈی بنانے والا ہے اُسوقت سے مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے۔ میرے دل کی جو حالت ہے کچھ نہین کہہ سکتی۔

دفعتاً نصیر کو اس فقرے نے چونکا دیا۔ کہ لونڈی بنانے والا ہے چونک کر پھر اور ایک غوطہ لگایا۔ اور اپنے خیالی معشوق کی تصویر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ سپہر آرا! یہ کیا کہتی ہے کہ نصیر تجھکو لونڈی بنانے والا ہے۔ نہین نہین قسم ہے خدا کی۔

اس وقت نصیر کی آنکھون سے آنسو ٹپک رہے ہین۔ مگر اسکو خبر بھی نہین۔ آہ بھر کر کہتا ہے کہ اُف کلیجا منہ کو آتا ہے سپہر آرا۔ او سپہر آرا!! مین تجھے اپنے تاج کا طُرہ اپنے دل کا بادشاہ بنانا چاہتا ہون۔ توبہ توبہ غلط۔ چاہتا ہون کیا معنی بنا چکا۔

غرض اس سمندر کے جزر و مد کی سیر مین ہمارا نصیر اس قدر محو ہو کر غواصی کر رہا ہے اور اُس کے خیال کا پیک تیز رفتار اسکے ارادے کے قبل وہان تک رسائی کر رہا ہے۔ جہان جانیکا ابھی اسکو وہم و گمان بھی نہین ہے۔

الغرض اس غمکدہ خیال فرقت یار کے تصور مین بیٹھے بیٹھے دفعتاً چونک اُٹھا۔ اب کے بار جو چونکا تو یہ چونکنا غیر معمولی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے پاؤن کی آہٹ نے اسکو چونکا دیا۔

دیکھتا کیا ہے کہ خانساماں حاضر ہے۔

نصیر۔ کیوں خانساماں۔

خانساماں (نزدیک آکر آہستہ سے کان میں) ظفر بیگ منصبدار کے محل سے کوئی ماما آئی ہے۔ عریضہ لائی ہے۔ سرکار ہی کے ہاتھ میں دینا چاہتی ہے۔

نصیر۔ (فرط مسرت سے بیخود ہونے کو تھا۔ لیکن بہت استقلال سے اس مسرت کے جوش کو روکا اور سنبھلکر آہستہ استغنا کے ساتھ کہا) اچھا کیا مضایقہ ہے آنے دو۔

نامہ بر سے نصیر کی ملاقات

میاں نصیر کا خانساماں ایک برقع پوش عورت کو جو ظفر بیگ منصبدار کے زنانے سے آئی تھی اپنے ساتھ لایا اور بالاخانے پر پہونچا کر چلا گیا۔

نصیر (برقع پوش کی طرف متوجہ ہو کر) تم کہاں سے آئی ہو۔

برقع پوش۔ جی باندی منصب دار صاحب کے محل سے آئی ہے

نصیر۔ تمہارا نام کیا ہے۔

برقع پوش - لونڈی کا نام شریفہ بی ہے مغلانی ہون -

نصیر - اخّاہ تم مغلانی ہو - ہمنے تمہاری بڑی تعریف سُنی ہے -

مغلانی - یہ سب کچھ سرکارون کی پرورش ہے ورنہ باندی کسی تعریف کی مستحق نہین -

نصیر - بیٹھ جاؤ تم کو اجازت ہے -

مغلانی - آداب بجا لاکر بیٹھ گئی -

نصیر - کیون - کہو کیا کہنا ہے -

مغلانی - (کچھ شرماکر) کیا عرض کرون سرکار پر سب روشن ہے -

نصیر - ہمین تو کچھ بھی خبر نہین -

مغلانی - (ادا کے ساتھ) سرکار ایسا فرمائین تو باندی کیا عرض کرسکتی ہے

نصیر - بلا مبالغہ کہتا ہون کہ مجھے کچھ بھی خبر نہین -

مغلانی - (چار طرف دیکھ کر) منصب دار صاحب کی صاحبزادی سپہر آرا بیگم کی مرسلہ ہون -

نصیر - (فرط مسرت سے آنسو ڈبڈبانے کو تھے لیکن ضبط کو کام مین لاکر) اُنھون نے کیون بھیجا -

مغلانی۔ کیا عرض کروں انہیں نے بہیجا ہے جب سے انہوں نے سنا ہے۔ کہ سرکار کا خیال ان سے شادی کا ہے۔ لیکن سرکار کے والد ماجد ناراض ہیں۔ نا امیدی سی ہو گئی ہے۔ آب و خور حرام ہے رفتہ رفتہ انکی والدہ یعنی ہماری بیگم صاحبہ کو بھی یہ حال معلوم ہو گیا۔ (ٹھنڈی آہ بھر کر) وہ بھی اپنی جوان بیٹی کی ایسی حالت دیکھ کر زار قطار روتی ہیں آن بیاہی لڑکی کا معاملہ۔ اور پھر ماشاء اللہ سے جوان ہو گئی ہیں۔ نہ تو زیادہ کچھ بول سکتی ہیں۔ اور نہ اُن کی رات دن کی بیچینی دیکھ کر خاموش ہی رہ سکتی ہیں۔ عجیب مخمصے میں پھنسی ہیں۔

نصیر۔ (ان باتوں کے سننے سے متاثر ہو کر) دیکھو نا امید نہ ہونا چاہیے اس قدر پریشانی اور رنج کی ضرورت نہیں۔ تدبیر شرط ہے۔ میں حتی الامکان سعی کرونگا۔ بلکہ کر رہا ہوں۔ خدا سے امید ہے کہ ضرور کامیابی ہو گی۔

مغلانی۔ (دونوں ہاتھ اٹھا کر) اللہ آمین۔ (بہت ہی مغموم صورت بنا کر) کیا عرض کرے باندی اگر خدا نخواستہ اس میں ناکامی ہوئی

تو زندگی دونون کی مشکل ہے۔ ابھی ہمارے میان منصب دار صاحب کو اطلاع نہین کہ صاحبزادی نے کھانا پینا ترک کر دیا ہے اسے ہے وہ اگر سُن لین تو بڑی آفت ہو جاے۔ پُرانی وضع کی آدمی ہین۔

نصیر۔ کیا اُنھین معلوم نہین۔

مغلانی۔ اللہ نہ کرے اگر اُن کو معلوم ہو جائے کہ اُن بیاہی لڑکی نے ایسی سُنی سُنائی خبر پر اس قدر اپنا حال بُرا کر لیا ہے تو خدا جانے کیا کر بیٹھین۔

نصیر۔ یہ تو کہو کہ تم کو بھیجا کس نے۔ اور پھر تم کیونکر آئین۔

مغلانی۔ کیا عرض کرون۔ سر ہتیلی پر رکھہ کر آئی ہون۔ صاحبزادی نے مجھے بھیجا ہے۔ اُن کی والدہ کو بھی خبر نہین۔ ایک دن کی رخصت لیکر آئی ہون۔

نصیر۔ گویا تمہارا آنا بالکل رازین ہے۔

مغلانی۔ جی ہان سرکار۔ ابھی مجھے ڈر ہے کہ کہین ایسا نہ ہو سرکاری لوگون مین سے کوئی میرے یہان آنے کی خبر دیدے۔ پھر تو مین

کہین کی نہ رہون گی۔

نصیر۔ بے فکر رہو۔ میرے یہان کے لوگ بہت ہی رازدار ہین

مغلانی۔ (ہاتھ جوڑ کر) ہان صاحب ہین صدقے گئی باندی کی عزت اب آپکے ہاتھ ہے۔

نصیر۔ گھبراؤ نہین۔ ہان تو تمہاری بیگم صاحبہ نے کیا کہلا بھیجا ہے

مغلانی کچھ کہنے کو تھین کہ نصیر نے پوچھا بی مغلانی سچ سچ بتاؤ کہ تمہاری بیوی راضی ہین۔

مغلانی۔ (سر جھکا کر) قربان جاؤن۔ راضی کیا معنی وہ تو کہتی ہین کہ اگر یہ پیوند نہ ہوا تو تمام عمر شادی نہ کرون گی۔ بلکہ (آسمان کی طرف دیکھکر) خدا نہ کرے اپنی جان کو کچھ کر لینے مین بھی وہ کمی نہ کرینگی

نصیر۔ خدا نہ کرے۔ انشاء اللہ کامیابی ضرور ہوگی مین بھی ہاتھ دھوکر پیچھے پڑا ہون۔ ہان بی مغلانی جب تمہاری بیوی بقول تمہارے دل سے راضی ہین اور تمہارے روبرو اقرار بھی کیا ہے تو بس پھر کیا ہے ایجاب وقبول تو ہوگیا۔

مغلانی۔ (ہنس کر) خدا اس جوڑے کو قائم اور برقرار رکھے۔

نصیر۔ طرفہ یہ کہ تمہاری شہادت بھی ہے۔

مغلانی۔ جی مین ایک گواہ ہین۔ خود اُن کی والدہ بیگم صاحبہ بھی گواہ ہین۔

نصیر۔ بس تو پھر اب کیا باقی رہا۔ خدا وہ دن بھی لائے گا کہ ظاہری رسم ایجاب وقبول بھی ادا ہو جائے گی۔

مغلانی۔ جم جم خدا ایسا کرے۔

نصیر۔ تمہاری بیوی شرع شریف کے موافق عقد ہونا پسند کرتی ہین یا رسوم کے ساتھ۔

مغلانی۔ نہین سرکار وہ بڑی شرع کی پابند ہین۔ بیگم صاحبہ اُن کی والدہ بعض بعض رسوم کو جو جاری رکھتی ہین۔ یہ ہمیشہ ٹوکتی رہین کہ وہ رسوم ادا نہون۔ بیگم صاحبہ کہتی ہین کہ بیٹی جب تم اپنے شوہر کے گھر جاؤ گی تو اُس وقت حکومت کرنا۔ ابتو ہمارے بس مین ہو۔

نصیر۔ شکر خدا کا کہ شرع کی پابند ہین۔ کیا انگریزی سبھی جانتی ہین۔

مغلانی۔ ماشاء اللہ انگریزی وہ روانی فر فر بولتی ہین کہ ہم دھک

سے رہ جاتے ہین۔ اُن کی والدہ اور والد کب خوش تھے کہ ان کو انگریزی سکھائین۔ مگر دُردانہ بیگم جو ہمارے منصب دار صاحب کی پھوپھی ہین وہ شایستہ بیگم ہین۔ اور اُنہین کے اصرار پر ہماری صاحبزادی کو تعلیم اچھی طرح سے بمجبوری دلوائی گئی۔

نصیر۔ کیا دُردانہ بیگم صاحبہ **عظمت اللہ** صاحب کی بیوی لکھی پڑھی ہین۔

مغلانی ۔ صاحب کیا عرض کرون اس خاندان مین ایسی لایق بیگم تو کوئی بھی نہین ہے ۔

نصیر۔ خدا کی قدرت۔

مغلانی ۔ صاحب۔ پھر اس معاملہ مین کیا پیام پہونچاؤن۔

نصیر۔ بس اتنا کہدو کہ جب تم نے مجھے اپنا کر لیا تو مین بھی تمہارا ہو چکا اب بےفکر رہو۔ غم نہ کھاؤ۔ کڑھو نہین۔ خدا سے امید رکھو۔ تم دعا کرو مین کوشش کرتا ہون۔ (السَّعیُ مِنّی وَالاِتمامُ مِنَ اللہِ) انشاءاللہ انجام بخیر ہی ہوگا۔

مغلانی ۔ اب باندی اجازت چاہتی ہے ۔

میان نصیر (جیب سے دو اشرفیان نکال کر) یہ لو تمہارا انعام ہے۔

مغلانی۔ سب آپ ہی کا صدقہ کھاتی ہون۔ اسکی کیا ضرورت ہے انشاء اللہ جوڑے کے ساتھ لُون گی۔

نصیر۔ انشاء اللہ اُس وقت جوڑے کے ساتھ بھی دُونگا۔ مگر یہ ضرور لو۔ انکار نہ کرو۔

مغلانی۔ نے آداب بجا لاکر اشرفیان لین۔ اور دعائین دیکر روانہ ہوئین۔

چہ میگوئیان

ہمارے ناول کے معزز ہیرو نواب ذیشان کے یہان رات دن مجمع احباب رہا کرتا ہے۔ حسب دستور سب احباب جمع ہین۔ اور آپس مین یہ چہ میگوئیان ہو رہی ہین۔

نواب (قلندر سے) کیون اُستاد نجوم تو برحق ہے نا۔

قلندر۔ بیشک نجوم اور رمل جفر یہ سب ہمارے پیرون کے ایجاد

کیسے ہوسے ہین - ان کے برحق ہونے مین کیا تامل ہے لیکن
ان کے احکام پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے سوا خدا کی ذات کے - وَمَن
یَتوَکَّل عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے -

نواب - کیا اُستاد - آپکو اس مین کچھ دخل ہے -

قلندر - ہان بچپن مین مین نے کچھ سیکھا تھا اب تو اشکال کے
نام بھی پورے طور سے یاد نہین -

رفیق - سُنا جاتا ہے کہ حضور مین کوئی رمال ہے جس کا نام محمد بخش
ہے اور وہ بہت اچھا حکم لگاتا ہے -

قلندر - ہان بیشک اچھا ہے -

پنڈت - اجی کیا کہیگا محمد بکس میں وہ حکم لگاؤن کہ تیر بہدف
آجمایش (آزمایش) کر لیجیے - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے -

رفیق - (نواب کی طرف متوجہ ہوکر) دیر کیا ہے کوئی سوال کیجیے

نواب - لطف تو جب ہوتا کہ رمالی بھی موجود ہوتا اور ایک ہی سوال
کا جواب دونون دیتے -

رفیق - بجا - بالکل صحیح -

قلندر - میرا ایک شاگرد ہے محمود - وہ رمل مین اچھی دستگاہ رکھتا ہے - اُسنے اِس فن مین کمال کا درجہ حاصل کیا ہے - اُس کا آفتاب حکم گویا ہمیشہ برج شرف مین رہتا ہے - حکم کیا لگاتا ہے نشانہ لگاتا ہے سو مین نوسے صحیح

نواب - (قلندر سے) اُستاد کسی روز ضرور ساتھ لیتے آیئے اگر ہو سکے تو آج شب کی محفل مین لایئے -

قلندر - انشاء اللہ تعالی - آتے آتے ضرور ساتھ لاؤنگا (کچھ تامل کر کے) مگر وہ نوکر ہے کسی انگریز کے پاس اُسکی میم کو پڑھاتا ہے اور وہ اس قدر اُسکو چاہتی ہے کہ بس ہر وقت منشی منشی پکارتی رہتی ہے

نواب - وہ کون انگریز ہے -

قلندر - (کچھ سوچکر) لاحول ولا قوۃ - حافظہ کچھ ایسا خراب ہو گیا ہے کہ اُس کا نام یاد نہین آتا - میری تو یہ حالت ہے کہ کبھی تو ساٹھ ستر برس کی بات یاد رہتی ہے - اور کبھی شب مین کیا کھایا تھا صبح کو بھی یاد نہین رہتا -

نواب - بالکل آپ اسکے مصداق ہین -

گہے بر طارم اعلےٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

رفیق۔ خیر تلاش کیجیے گا۔ اگر ملے تو ضرور ساتھ لائیے۔

قلندر۔ انشاء اللہ ضرور لاؤنگا۔ پرسون مجھے اُسی سے کچھ کام تھا مکان پر گیا۔ معلوم ہوا کہ صاحب کے پاس ہے وہان سے صاحب کے مکان کا پتہ پوچھتا ہوا پہونچا۔ رزیڈنسی کے قریب اُنکا مکان ہے جب مین وہان پہونچا تو درس کا وقت تھا۔ غرض مین نے اپنے آنے کی اطلاع کی۔ میم کی اجازت حاصل کرکے مجھے اندر بلالیا۔ بیچاری نیک بخت میم نے بہت عزت سے ملاقات کی اور مجھ سے پوچھا کہ آپ ہمارا منشی کا اُسٹاڈ (اُستاد) ہے مین نے کہا جی ہان جیسے وہ آپ کا اُسٹاڈ ہے۔

میم نے کہا ہم بھی آپکو اُسٹاڈ پکارے گا کچھ مضایقہ تو نہین مین نے کہا جو آپ کے جی مین آئے کہیے۔

رفیق۔ یہ اُسٹاڈ کی ایک ہی کہی۔

قلندر۔ جی ہان ان کی زبان مین (د) کی دال گلتی ہی نہین۔

نواب - کیا خوب - دال گلنا - برجستہ کہا -

قلندر - (نواب سے) بہر حال کچھ دیر گفتگو ہوئی - اگرچہ تلفظ غلط ہے لیکن پڑھتی خوب ہے اور لکھتی بھی ہے - اسی اثنا مین اُن کا کوئی دوست آیا - اُس سے بہت تپاک سے ملین - ان کے عجیب و غریب قواعد ہین - عورت کی اتنی عزت کسی قوم مین نہین ہوتی -

نواب - اُستاد - سچ پوچھو تو عورتین بیشک زیادہ عزت اور رعایت کی مستحق ہین - ہماری قوم سے یہ طریقہ جو اُٹھ گیا تو اچھا نہین ہوا -

رفیق ابھی حضرت بہت باریکیان ہین ان کی طرز معاشرت مین - (نواب کی طرف دیکھ کر) آپنے وعدہ فرمایا تھا کہ طرز معاشرت کے نکات بندے کو بتائین گے -

نواب - پھر آپنے مجھ سے اسکا تذکرہ ہی نہین کیا - مین تو ہر وقت تیار ہون -

رفیق کیا اس وقت مین کچھ پوچھ سکتا ہون -

نواب - بسم اللہ دیر کیا ہے - سوا بات چیت کے اور اس وقت

کچھ کام نہین - اور آج تعطیل بھی ہے -

رفیق - بھلا تعارف پیدا کرنے کے طریقے مین کیا آپ نے کوئی بات چھوڑ دی تھی -

نواب - (کچھ سوچکر) ہان مین نے یہان تک آپسے کہا تھا کہ کسی کے یہان لوگ جمع ہون تو اُس میزبان کی عزت مہمانون مین تعارف کرانے کے لیے کافی ہے -

رفیق - جی ہان - یہین تک آپنے فرمایا تھا

نواب - اور یون تو بہت کچھ ہے مگر دو چار باتین جو ہر وقت کام دیتی ہین وہ بتائے دیتا ہون -

رفیق - مہربانی -

نواب - ہمیشہ یہ بھی خیال رکھیے کہ کسی صحب کے گھر اگر دعوت ہو - اور وہان کسی اجنبی لیڈی سے ملنا منظور ہے تو صاحب خانہ سے استدعا کیجائے کہ وہ تعارف کرادے یا خود صاحب خانہ کو اس کا خیال ہے کہ اگر کسی معزز افسر کی لیڈی مدعو ہو تو اُس کا اپنے دوست خود تعارف کرائے - ایونگ پارٹیون مین تعارف کرانے کا طریقہ

کم ہوتا جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر وہان ایک حد تک مساوی حالت سمجھی جاتی ہے۔ گفتگو کرنے کا طریقہ بھی نازک ہے۔ جب کبھی گفتگو ہو تو پہلے یہ خیال رکھیے کہ سنجیدگی سے گفتگو کیجائے۔ اور تذکرہ ایسا ہو جو مرغوب اور موافق مزاج ہو۔ کل لیڈیون سے ایک ہی قسم کی گفتگو نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ وہ جس قسم کی گفتگو شروع کرین زیادہ تر اُسی سلسلے کے دامن کو وسعت دینا چاہیے۔ بعض ہمارے ملک کے لوگ غلطی کرتے ہین کہ لیڈیون سے ایسے بڑے بڑے معاملات مین گفتگو کرتے ہین جن مین ایک بڑے ایڈمنسٹریٹر سے گفتگو کرنا چاہیے۔ یہ البتہ اُن کے لیے ناگوار ہوگا۔ بہرحال وہ گفتگو کی جائے جس مین ان کو واقفیت یا خاص مذاق ہے۔

پہلے جب ملاقات ہو تو مزاج پرسی کے بعد موسم کی عمدگی یا جس باغ مین یا جس مکان مین ملاقات ہو اُسکی آرایش درستی اور عمارت کی خوشوضعی پر۔ دو چار باتین کرنا چاہیے جن مین خوشامد یا مبالغے کی بو نہ آتی ہو۔ صاحب اولاد بیبیون سے اُن کی اولاد کا تذکرہ کرنا چاہیے۔ اگر اُن کے بچے وہان موجود ہون تو بہت

محبت اور پیار کی نظر سے اُنکو دیکھنا - اور اُن بچون سے وہی باتین کرنا چاہیے جو اُن کو مرغوب ہون - نہ یہ کہ ہمارے ملک کی سی حالت کہ جب کبھی کسی نے اپنے دوست کے روبرو اپنے بچے کو پیش کیا تو بعوض اسکے کہ بچے سے دلچسپ باتین کرین میان صاحب نے فوراً پوچھا کیون میان یا - بابا تم کیا پڑھتے ہو - تمہارا سبق کیا ہے - لاحول ولا قوۃ - یہ اُسکے دل کو آزردہ کرنے والی گفتگو ہے اوّل تو بچپن کا زمانہ کھیل کود کا - پڑھنے کی طرف رغبت ہی کب ہوتی ہے - پھر اُسپر کسی کا ایسے کھیل کود کی وقت یہ سوال کرنا کہ تم کیا پڑھتے ہو - اُس کے کھلے ہوئے غنچہ دل کے لیے مُرجھانے والی بادِ سموم کا جھونکا ہے - ایسے ہی کسی جنٹلمین سے ملاقات ہو تو بھی اُسکی لیاقت اور واقفیت اور اُس کی مذاق کے لحاظ سے خطاب کرنا چاہیے بے موقع ظرافت کی گفتگو - یا ضرب المثل - یا کہاوتین - یا ذومعنی الفاظ کے استعمال سے بالکل احتراز کرنا چاہیے - برموقع اگر کسی ظریف طبع سے ملاقات ہو تو ایک آدہ بات ظرافت کی کہدینا مضایقہ نہین - علی ہذا عشقیہ

مضامین یا عاشقانہ اشعار کا پڑھنا ہرگز نہ چاہیے۔ اپنی قابلیت کا اظہار اپنے منہ سے کبھی زیبا نہین ہے۔

رفیق ۔ یہ باتین تو ہمارے ملک کے جلسون کے لیے بھی مفید ہین

نواب ۔ کیون نہین مذہبی معاملات کا تذکرہ بھی نہ آنے دینا چاہیے اور اگر بہ تقدیر چھڑ جائے تو اس قدر احتیاط کرے کہ کوئی بات جو مخاطب کے دل کو آزردہ کرنے والی ہو ہرگز ہرگز زبان پر نہ آنے پائے۔

مین نے اپنے ایک دوست کو دیکھا جو قاری بھی تھے ان کی ایک انگریز دوست سے ملاقات ہوئی تو اس انگریز نے فرمایش کی کہ کوئی سورہ پڑھیے مگر خوش الحانی سے باقاعدہ۔ بجائے اسکے کہ پڑھ دیتے یا کوئی عذر مناسب کر کو ٹال دیتے ۔ صاف کہدیا کہ کافرون کے سامنے قرآن کس طرح پڑھا جائے یہ کہہ کر بہت ہی زور سے آپ نے قہقہہ بھی لگایا۔ یعنی فخر سے یہ سمجھتی ہین کہ اس وقت کیا خبر لی ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ چونکہ وہ انگریز لائق اور خلیق اور ہندوستان

مین ایک زمانے سے رہا ہوا اور یہان کے گرم وسرد زمانہ سے واقف تھا اُسنے ہنسی مین ٹال دیا۔ اسکی بیبی نے اُس سے پوچھا کہ اُس شخص نے جواب مین کیا کہا جو خود بھی ہنسا اور تمھین بھی ہنسایا۔ اسکی خاوند نے دوسرے پیرایہ مین اسکو سمجھا کر اُس بات کو بالکل ٹال دیا اور اپنی بیوی کو معلوم بھی نہ ہونے دیا کہ ایک بیوقوف دوست نے ایسی توہین کی بات کی۔

قلندر۔ ہاے ہاے کمبخت مسلمانون مین جو جاہل ہین تعصب نے کچھ ایسا سکہ اُنکے دلون پر جما دیا ہے۔ بمصداق۔

ختم اللّٰہ علیٰ قلوبہم الخ کہ بس کچھ کہا نہین جاتا۔

نواب۔ نہین اُستاد۔ جُہلا پر ہی کیا موقوف ہے۔ ان مولوی اور مشایخون کو دیکھو کہ جب کبھی وعظ کہین گے تو ضرور وہ ذکر چھیڑینگے جو کافرون سے متعلق ہو۔ اور جہان قرأت مین لفظ کافرون یا کافرین۔ آیا اسکو بہت فخر اور خوشی سے زور کے ساتھ ادا کرتے ہین۔ اور جب اُسکے معانی بیان کرتے ہین تو سُننے والون کے دلون کو اس قدر بُرا معلوم ہوتا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ بخدا مجھے تو معلوم

ہوتا ہے کہ گویا ظالم نے میرے کلیجے پر برچھی ماری یا اکسپرس کی گولی لگائی۔

قلندر ۔(نواب کی طرف دیکھ کر) خانسامان نے خبر دی ہے کہ بشیر حاضر ہے۔

نواب۔ بلوا لیجیے نا۔

قلندر۔ (خانسامان کو آواز دیکر) بشیر کو بلا لیجیے۔

بشیر نے حاضر ہوکر بسکو ادب سے سلام کیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

قلندر۔ کیون میان بشیر کہان سے آئے ہو۔

بشیر ۔ استاد آپ ہی کے درِ دولت سے حاضر ہوتا ہون ۔

قلندر۔ کیون آج اس قدر سویرے ہمارے مکان پر گئے تھے

بشیر۔ حضرت ہان۔ شب بیت بیت سے ایک غزل کہی تھی اصلاح بھی لینی تھی۔ اور ایک معرکہ بھی کل کا سنانا تھا۔

قلندر۔ وہ کیا معرکہ۔ کسی سے گتھم گتھا تو نہین ہوئی۔

رفیق۔ گتھم گتھا کیون ہونے لگی۔

قلندر۔ (بشیر کی طرف اشارہ کرکے) یہ حضرت مغلوب الغضب

بہت ہین۔ جھٹ سے لڑنے مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہین۔

بشیر۔ آخر سپاہی بچہ ہون۔ رگِ ہاشمی زور کر جاتی ہے۔

قلندر۔ خیر کہو تو ہوا کیا۔

بشیر۔ چند روز کے قبل آپ نے معرفت کے متعلق جو کچھ بیان کیا تھا مین نے مولوی محمد عبد القدیر سے اس بارے مین گفتگو کی۔ اُنھون نے مجھ سے بگڑ کر کہا کہ۔ تمہارا اُستاد دیوانہ ہو گیا ہے جو ایسی واہی تباہی باتین بکتا ہے۔

قلندر۔ لاحول ولا قوۃ۔ تم بھی عجیب آدمی ہو۔ بھلا اُن سے کیون تم نے اس مین گفتگو کی۔ لوگ تو کہتے ہین کہ وہ وہابی ہین۔

بشیر۔ اسی لیے تو مین نے چھیڑا۔

قلندر۔ برا کیا جو کوئی کسی بات کو نہ مانے۔ یا کسی کے عقیدے کے خلاف ہو۔ خواہ مخواہ اُس سے چھیڑ خوانی کرنی کیا ضرور ہے کونسی بھل منساہت کی بات ہے۔ آیندہ سے ایسی بیجا حرکت نہ کرنا

نواب۔ اُستاد! مین اس کا قائل نہین سباحثہ عمدہ چیز ہے۔ اس سے کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور نکل آتا ہے۔

قلندر - مباحثہ بُری چیز ہے - مین صلح کل کا قائل ہون - مباحثہ مین نے نہ کبھی کیا - اور نہ میرے مرشد اسکو پسند کرتے تھے - حالانکہ وہ ایک بڑے شیخ اور متبحر تھے علم و فضل مین -

نواب - اپنی اپنی راے ہے - لیکن اُستاد معرفت کے باقی کچھ اور نکات تو فرماییے -

قلندر - کیا اتنی فرصت ہے کہ کچھ سُنو -

نواب - فرصت کی خوب کہی - کیون نہین بہت خوشی سے اس سے بڑھ کر اور کونسی بات ہے -

قلندر - بہت اچھا سُنیے (کچھ سوچکر) مین نے کہان تک کہا تھا -

نواب - جہان تک میرا حافظہ یاری دیتا ہے اُس روز کا بیان اسپر ختم ہوا تھا - لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا[1] اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ -

قلندر - زندہ باش - خوب یاد رہا بسم اللہ سماعت فرمایئے -

رفیق - مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس کوڑے پر آپ نے ختم کیا تھا -

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد

[1] لیکن مین وہی اللہ ہون جو میرا رب ہے نہین ہے کوئی معبود لیکن مین خدا سے مغفرت چاہتا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہون ۱۲

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

نواب ۔ خوب خوب واللہ اسی پر ختم ہوا تھا۔

قلندر ۔ درست اچھی یاد ہے۔ بسم اللہ سُنیئے۔ عارفانِ ذی شان نے حفظِ مراتب کا ضرور خیال رکھا ہے اور چاہیئے بھی یہی۔

ذاتِ الٰہی ہر مرتبے مین ایک نام کے ساتھ موسوم ہے اور ہر پایہ کے ساتھ متعین ہے۔ اگر معنی کو کوئی لفظ کہے تو زیبا نہین۔ حالانکہ معنی بے لفظ کے نہین ہوتے۔ اور کوئی لفظ کو معنی کہے تو سزاوار نہین۔ حالانکہ لفظ بغیر معنی کے نہین ہوتا بھرحال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے لفظ ہے مگر لفظ کو لفظ ہی کہنا چاہیئے اور معنی کو معنی۔

دوسری مثال قریب الفہم یہ ہے کہ سُونا ایک معدنی چیز ہے اُس سے لکھوکھا اشیا تیار ہوتے ہین۔ لیکن جس صورت مین وہ ڈھل گیا وہی اُسکا نام ہوگیا۔ انگشتری گو سُونے کی ہو۔ لیکن صورت کے لحاظ سے اُسکو انگشتری ہی کہین گے۔ سُونا لاؤ کوئی نہین کہیگا۔ گو انگشتری طلا کا مظہر ہے مگر اپنی ہی شکل مین نمودار ہوئی ہے

اور پھر اپنے نام کے ساتھ قائم ہے پس ذاتِ واجب الوجود ہر تعین کے ساتھ متعین اور ہر قید کے ساتھ مقید اور معمی ہے۔
اگر مطلق کو مقید اور مقید کو مطلق کہیں تو جہالت اور بے ادبی ہے ہر چند مقید بغیر مطلق کے اور مطلق بغیر مقید کے نہیں ہو سکتا۔ یعنی ہر مقید مطلق ہے کہ بطون سے ظہور میں آیا ہے اور غیب سے شہود میں اور یہی سیر حضرت وجود ہے مراتب میں بدون خلوِ مرتبہ سابق اور وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ[1] اسی کی خبر ہے اور نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ[2] کے معنی یہی ہیں۔ بلکہ زیادہ غور و تفحص سے ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ اقرب جو افعل التفضیل کا صیغہ ہے اُس سے ظاہر ہے کہ سوا عینیت کے اور سب کچھ وہی ہے۔
اگر کچھ نقصان مراتب معنی اور احساس لفظ میں واقع ہو تو یہ اپنی استعداد اور فہم۔ اور دانش کا قصور ہے۔ جو نہ سمجھے اُس سے خدا سمجھے۔

---

[1] ترجمہ۔ اور وہ ہے ساتھ تمہارے جہاں تم ہو۔ ۱۲

[2] ترجمہ۔ اور ہم قریب تر ہیں اُس کی طرف رگِ گردن سے۔ ۱۲

بعض کہتے ہین کہ سوا مسلم اور مومن کے سب دوزخی ہین
الله الله۔ اول تو یہ دیکھنا چاہیے کہ دوزخ کسکا مظہر ہے۔ جلال کا
اور بہشت مظہر ہے کسکا۔ جمال کا۔ اور یہ دونون ایک ہی کے مظہر
ہین۔ ان مین غیریت نہین۔ پس جبکہ غیریت نہین ہے تو پھر عذاب
کے مستحق ایک اور ثواب کے دوسرے کیون کر ہو سکتے ہین۔
اسکے معنی پر کوئی غور نہین کرتا۔ رحمتی وسعت کل شیٔ[1] یہان
تفاوت کہان ہے۔

از فیض تہی نیست چہ نیکو وچہ زشت

صرف الفاظ کے لیے دو اعتبار ہین۔ اول۔ الفاظ مرآت صورِ معانی
دوسرے معانی آئینہ تمثالِ الفاظ۔ پس باعتبار اوّل غیر از معانی
کچھ بھی نہین ہے۔ یہ کم فہمی ہے کہ فقط معنی پر نظر رہے اور خوبی
اور نزاکتِ الفاظ سے بہرہ نہو۔ باعتبار دوم۔ غیر الفاظ کچھ ہویدا
نہین معانی پوشیدہ ہین۔ جسطرح گُل مین بُو۔ آفتاب مین ضو۔ صرف
اُسی پر نظر رکھنا اور معانی سے بےخبر رہنا غلط فہمی کی دلیل ہے۔

[1] ترجمہ۔ رحمت تیری وسیع ہے کل چیزون سے ۱۲

لیکن دقیقہ سنجانِ تحقیق ہمیشہ دونون کے شہود سے تازہ کام اور مقصد ورہین - اُن کی نظر مین ہر ایک دوسرے کا آئینہ ہے یعنی معنی آئینۂ لفظ اور لفظ مراتب معنی - بلکہ عین یکدیگر -

ابھی یہ گفتگو ختم نہین ہوئی تھی کہ کوئی یہ کہتا ہوا آرہا ہے کمبخت گیدیون مین اب تک ادب نہ آیا نہ آیا - اور اب کیا آئیگا - ارے کمبخت گاؤ خر مین بھی تمہین تمیز نہین -

سب کے سب اُسطرف مخاطب ہوتے ہین - دیکھتے ہین کہ پیرمرد (جگت نانا) بہت غصّے مین چلے آرہے ہین -

قلندر - کیون میان پیرمرد اس قدر غصّہ -

پیرمرد - کیا کہون یار ناک ہی اُڑا دیتا - مگر (نواب کی طرف دیکھ کر) ان کی خاطر سے چھوڑ دیا -

نواب - کیا کسی نے بے ادبی کی -

پیرمرد - اب تھوڑے دنون مین دھکّے دلواؤ گے -

نواب - آئین - مجال ہے کسی کی کیا کسی نی کچھ گستاخی کی -

پیرمرد - گستاخی کیا معنی - کہتا ہون ناکہ دھکّے دینا باقی تھا -

خانساماں نے عرض کیا کہ نہیں خداوند مجال کیا ہے کسی کی وہ پہرے والا نیا تھا۔ اُسنے کبھی آپکو آتے جاتے نہیں دیکھا تھا۔ اِسلیے ٹوک دیا۔

نواب۔ خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرے۔ جتادو۔ اور ایسے پہرے والے کو رکھو جو باتمیز اور واقف کار ہو۔

پیرمرد۔ خیر کیا مضائقہ۔ مگر آپ سے کچھ ضروری کہنا ہے۔

نواب۔ کیا مجھ سے۔

پیرمرد۔ جی ہاں۔ پھر کس سے

نواب۔ کیوں خیریت؟

پیرمرد۔ سب خیریت ہے۔ الحمدللہ

نواب۔ بسم اللہ کہہ کر۔ پیرمرد کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئی پرئیویٹ روم مین چلے گئے۔ ساری محفل ساکت۔ ایک سنّاٹے کا عالم۔

نواب نے پیرمرد کو ایک کرسی پر بٹھایا۔ اور آپ بھی کرسی لیکر نزدیک بیٹھ گئے۔ پوچھا کہ فرمایئے کیا ارشاد ہوتا ہے۔

پیرمرد۔ پہلے ہمارے سر کی قسم کھاؤ کہ ہم جو کہیں اُس سے انکار نہ

کروگے۔ اگر انکار کروگے تو پھر تمہاری ہماری دوستی قطعی آج سے
آئی گئی ہوئی۔

نواب۔ یہ تمہید ہی نئی ہے۔ پہلے مین سن بھی تو لون کہ کیا
واقعہ۔ پھر اسے قایم کرونگا۔

پیر مرد۔ ارے واے نادان۔ سن لو میری بات۔ زیادہ باتین بنانا مجکو
آتا نہین۔ مگر خیرخواہ ہون تمہارا اور تمہارے خاندان کا۔ اور یہ بھی
تم جانتے ہو کہ تمہارے والد خدا مغفرت کرے میری کیسی عزت
کرتے تھے۔ اور تمکو بھی خدا رکھے اسی عزت سے نباہا۔ تمہارے
والد کا سب سے اول درجہ کا مین ہی مشیر تھا۔

نواب۔ آخر اس تمہید سے مطلب کیا ہے۔

پیر مرد۔ تم اپنی اولاد کے خیرخواہ ہو کہ نہین؟

نواب۔ کیون نہین دل سے۔

پیر مرد۔ کھاؤ قسم میرے سر کی۔

نواب۔ اسکی ضرورت کیا ہے۔ کیا میرے قول کا اعتبار نہین

پیر مرد۔ بس تو سنو۔ یہ خط لو اور پڑھو۔ اور جواب با صواب دو

ورنہ جوان لڑکے کو اپنے ہاتھ سے کھو دوگے۔
نواب نے گھبرا کر خط لیا۔ اور چاک کر کے بغور پڑھا۔ اور خموش چہرے پر تغیر شروع ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کچھ غصہ ضرور ہے مگر افسوس کے ساتھ۔

پیرمرد۔ کیوں پڑھ لیا تم نے۔

نواب خاموش۔

پیرمرد۔ کیا شاہ خاموش کے مرید ہو۔

نواب۔ (دھیمی آواز سے) ہاں پڑھ تو لیا۔ مجھے یقین تھا کہ ضرور کوئی گل کھلے گا یہ ساری بدمعاشی اور تعلیم احمد خان کی ہے

پیرمرد۔ ناحق اسکو بدمعاش کہتے ہو۔ اُسنے کیا بُرا کیا کسی کی بہو کو بھگا کر نہیں لایا۔ شراب پینا نہیں سکھایا۔ نہ رنڈی بازی کی تعلیم دی شادی کے معاملہ میں صاحبزادے نے پوچھا ہو گا کہ تمھاری نظر میں کوئی ایسی لڑکی تعلیم یافتہ اور حسین ہے جو ہمارے لایق ہو اُسنے محبت اور دوستی کے لحاظ سے دریافت کر کے کہدیا ہو گا کہ فلاں لڑکی ہے۔ اس میں بُرائی کی کونسی بات ہے۔

نواب - مجھ سے تو کمبخت استمزاج کر لیتا -

پیر مرد - شادی کرے تمہارا فرزند - اور استمزاج تم سے ہو اور لطف یہ کہ اُسکو ولایت بھیجا - تعلیم دلائی - منٹل جان (جنٹلمین) بنایا آزاد کیا - اور جورو آپ تلاش کرنے کے لیے نکلے - واہ کیا کہنا - آپکی بھی بعض باتیں چشم بد دور دنیا سے نرالی ہیں - بھلا ایسا لایق اور فہمیدہ اور سنجیدہ لڑکا ایک ایسی لڑکی سے شادی کریگا جو ناخواندہ اور نالایق ہو -

نواب - ناخواندہ ہو تو کیا - شریف زادی اور ایک خاندان کی تو ہے -

پیر مرد - کیا منصبدار صاحب رذیل ہیں لے سبحان اللہ اُنکے دادا آصفجاہ اول کے ساتھ رات دن رہنے والے - نوبت روشن چوکی - نقارہ - خطاب ملکی تھا - زمانے کی گردش نے اگر یہ سب اعزاز عطیۂ شاہی اُن سے لے لیا تو کیا نسل اور خاندان کی شرافت بھی مٹ جائیگی -

نواب - (کچھ سوچکر) یہ میں کب کہتا ہوں کہ وہ رذیل ہیں - مگر قرابت

کی لڑکی کیون بُری ہے۔

پیر مرد۔ مانا مین نے کہ قرابت کی ہے۔ مگر جو شادی کرنے والا ہے اُسی کو اُس سے انکار ہے۔ تو آپ پھر کسکے گلے ڈالین گے۔

نواب۔ یہ ضد میان نصیر کی۔ نین تو ہرگز نہ مانونگا۔ مین نے تو زبان دیدی ہے۔

پیر مرد۔ دیکھو۔ جلد بازی کام کی نہین۔ سوچو معاملہ نازک ہے۔ جانون پر بن جائیگی۔

نواب۔ (کچھ سوچکر) اچھا باہم مشورہ کرین گے۔ ذرا اُستاد اور رفیق صاحب کو بھی بُلائے لیتا ہون۔ (یہ کہہ کر خانسامان کو آواز دی۔ خانساماں حاضر ہوا)۔

نواب۔ ذرا اُستاد اور رفیق صاحب کو بُلا لو۔

خانساماں دونوں کو بُلا لایا۔

قلندر۔ کچھ محفل کا رنگ پھیکا معلوم ہوتا ہے (پیر مرد کے بازو پر آہستہ سے ہاتھ مار کر) اس کمبخت نے رنگ پھیکا کر دیا۔

پیر مرد۔ خدا نخواستہ رنگ پھیکا کیون ہو کھاسے۔ ذرا بیٹھ تو جاؤ۔

(قلندر اور رفیق بیٹھ گئے) دیکھتے کیا ہین کہ نواب ذی شان فکر کے دریا مین غرق ہین -

قلندر - (نواب کی طرف اشارہ کرکے) فرمایئے قبلہ کیا حکم ہے -

کس سوچ مین ہو نسیم بولو
آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے .

نواب - (چونک کر) جی مین ہون -

قلندر - خدا خیر کرے ہے کیا فرمایئے تو -

نواب نے اپنے فرزند نصیر کا خط قلندر کو دے کر کہا کہ آپ بھی پڑہیے اور رفیق صاحب کو بھی دکھایئے اور اپنی راے زرین سے ممنون فرمایئے -

قلندر - نے خط لیکر کسی قدر آواز سے پڑہا کہ رفیق صاحب بھی سنین اور رکھدیا -

رفیق خموش -

نواب - کیون مہربان خموش کیون ہو -

رفیق - معاملہ نازک ہے - باپ بیٹون مین آن پڑی ہے کیا

کہیں۔

نواب ۔ جو حق ہو۔

قلندر ۔ میں کچھ کہوں۔ خفا تو نہ ہو گے۔

نواب ۔ نہیں نہیں ۔ خفگی کی کیا بات ہے اگر ایسا ہوتا تو مشورے کے لیے کیوں بُلاتا۔

قلندر ۔ مجھے سب حال معلوم ہے۔ گو آپ نے مجھ سے صاف طور پر نہیں کہا کہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن سب مجھے معلوم ہے خفا ہو یا خوش ۔ ایمان کی بات تو یہی ہے کہ لڑکا جوان خواندہ ولایت کا تعلیم یافتہ۔ اُس کا کہنا حق بجانب ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکی سے اُس کا پیوند ہو۔ اس موقع پر قرابت اور رشتے کو دیکھنا اور اُسکی مرضی کے خلاف کرنا دانشمندی نہیں۔ وہ سعادتمند لڑکا ہے۔ کہ پھر آپ سے مشورہ لیتا ہے۔ ورنہ اگر وہ خود مختاری سے کر لے تو آپ کیا کر سکیں گے۔

پیرمرد ۔ بھئی میں نے بھی یہی کہا۔

رفیق ۔ ہے تو بات ٹھیک۔

نواب۔ سب اُدھر ہی کی گانے لگے۔ میری ہی کوئی نہین کہتا۔

رفیق۔ نے بالاتفاق کہا کہ اس مین اُستاد اور نانا کی راے درست اور صائب ہے۔ جوان فرزند کے ساتھ اُسکے منشا کے خلاف زیادہ سختی سے برتاؤ نہ کرنا چاہیے۔ حکما کا قول ہے۔ اور ہنود کے شاستر کا کہ جب لڑکا جوان ہو جائے تو اُسکے ساتھ برتاؤ ایسا کرنا چاہیے جیسے کسی دوست کے ساتھ۔

نواب۔ کچھ خموش ہوکر۔ اُٹھے۔ اور کہا کہ اچھا مین اپنی بیگم سے بھی مشورہ کرکے آتا ہون۔ یہ کہہ کر زنانے مین گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر۔ خط کو میز پر دے مارا اور چپ۔

پیر مرد۔ اور اُستاد۔ آپ اس مین بُرا نہ مانین۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیگم صاحب نے بھی اختلاف کیا۔ مگر اُن کی عقلمندی ہے۔ قصور معاف اسوقت آپکو صرف اپنی بزرگی کا خیال ہے۔ مگر انصاف کا اقتضا تو یہ ہے کہ سوچکر جواب دیجیے۔

نواب۔ سب کے سب نے گھر مین اور باہر اتفاق کرکے اور ایک ہوکر اس معاملے کو چھیڑا ہے۔ مجھے اختلاف نہین لیکن مین نے

اپنے رشتے مین جن سے نسبت ٹھہرائی ہے وہ کیا کہین گے ۔

استاد ۔ اگر یہی خیال ہے تو ہمارا ذمہ ہم اُنکو سمجھا دینگے ۔

نواب ۔ سمجھا دینگے ۔ مگر اُنکے اور میرے جو تعلقات قدیم سے ہین اُن مین ضرور فرق آئے گا ۔

پیرمرد ۔ اُٹھو جو ایسا کرے گا وہ دو روٹیان زیادہ کھائیگا ۔ اپنے گھر خوش ۔

نواب ۔ افسوس کہکر ۔ کچھہ دیر تک پھر سوچتے رہے ۔

پیرمرد ۔ اور قلندر دونون نے کہا کہ اب جواب نہ دیجیے ۔ شام کو دیجیے جلدی کیا ہے سوچ لیجیے مگر غور و تامل کے ساتھ ۔

نواب ۔ انشاء اللہ شب مین جواب دونگا ۔

اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ

عربی مدرسہ مین کوئی طالب علم ایسا نہوگا جس نے اس جملے کو نہ پڑھا ہو اور جسنے اُس کے گہرے معنی سے اپنے نازک دل کو متاثر نہ کیا ہو ۔ درحقیقت جو تبدیلیان قدرتی طور سے آنا فانا ہوتی جاتی ہین

وہ قدرت کی نیرنگیون اور بوقلمونی کا ایک حیرت انگیز آئینہ ہین دور
کیون جایئے ہمارے وجود ہی کی مثال لیجیے۔ غور کیجیے تو معلوم ہوگا
کہ کیا کچھ تبدیلیان نہین ہوئین مگر ہم ایسے بے خبر ہین کہ کچھ بھی خبر
نہین بچپن کا زمانہ کچھ دور نہین گیا۔ پہلے اُسی کا خاکا کھینچیے جب ہم
پیدا ہوئے ہم کو دنیا و مافیہا سے کچھ غرض نہ تھی اور بالکل واقف نہ تھے
کہ ہم کون ہین۔ اور کس باغ کی کلی ہین اور آیندہ چلکر گل کی صورت
مین کھلین گے۔ اور اپنی خوشبو سے ایک عالم کو معطر کرین گے۔
جس وقت ہم پیدا ہوے دودھ پینے کے سوا اور کچھ کام نہ تھا
جب بھوک زیادہ ستاتی تھی تو ہاتھ پاؤن مار کر بسور کر اور پھر بیقراری
سے روکر اپنی درد بھری آواز سے اپنی مان کے دل کو بیچین کر کے
اُس کی یاد کو تازہ کرتے تھے کہ اس وقت ہمکو تمہاری مدد کی ضرورت
ہے۔ اگر تم نے اس وقت خبر نہ لی تو معلوم نہین ہم پر کیا گزر جائیگی۔
اور پھر ہم نہ کسی کے سنبھالے سنبھلین گے اور نہ کسی کے منائے
منین گے اور اگر تم بھی ہاتھ لگاؤ گی تو قابو مین نہ آئین گی۔ اور اگر تم
ہماری دلی خواہش کو پورا کیے بغیر ہمکو جھولے مین ڈال کر اور لوریان

دیکراور تھپک کر چا ہو گی کہ ہم سو جائین تو ہم ایسے نہین ہین کہ تمہاری باتون مین آجائین بلکہ ہم پر اس کا یہ اثر ہو گا کہ ہم اور بھی زیادہ مچلین گے اور روئین گے اور چلائین گے۔ جس سے تمہارا پر محبت دل اور بھی بے چین ہو جائے گا۔ پس اگر اپنی اور ہماری خیر چاہتی ہو تو جو ہمارا منشا ہے اسکو پورا کرو۔ اور سُنیے اگر کبھی فتور ہضم کے باعث پیٹ مین درد ہوا تو رات بھر مان کی گود مین بسورتے روتے چلاتے پڑے رہے۔ مان کی مامتا بری ہوتی ہے وہ اپنے پیارے جگر کے ٹکڑے کی جب ایسی حالت دیکھتی ہے تو آپے سے باہر ہو جاتی ہے۔ دوا درمن کی سوجھتی ہے۔ وید۔ حکیم۔ ڈاکٹر۔ سے رجوع کرتی ہے اگر ہاتھ مین پیسا نہین ہوتا اپنا زیور۔ یا جو کچھ اثاثہ ہوتا ہے اُسکو فروخت کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے اُسکو یہ بھی پروا نہین ہوتی کہ آج تو گزر جائے گی کل کیا ہو گا۔ نہین نہین وہ اپنے ہونہار لخت جگر نور نظر کی سلامتی کے مقابل اپنی دولت یا ثروت یا زندگی کی کوئی حقیقت نہین سمجھتی۔ کیا اس سے بھی اُسکو تسکین ہوتی ہے نہین نہین۔ دیکھتی ہے کہ دوا نے بھی اثر نہین کیا اور اُس کے

ننھے پیارے نور نظر کی بیتابی اور بےچینی بدستور ہے۔ فال کھلوانے
کی سوجھتی ہے۔ نجومی سے ستارون کے اثرات دریافت کرتی ہے
اگر کوئی نحوست ستارے کی بتائے تو اُس کا دفعیہ پوچھتی ہے۔ نظر
بد کے خیال سے مسجدون مین نماز کے وقت لیجا کر دم کراتی ہے
ٹوٹنے جادو شیطان کے وہم کا بھوت جو سر پر سوار ہوتا ہے تو ملا عامل
کی تلاش مین دربدر پھرتی ہے۔ بہرحال جب تک ہمارا رونا موقوف
نہ ہو اور نہ اُسکی آغوش محبت مین میٹھی نیندون آرام نہ لین اُس کی آنکھونکو
نیند حرام اور اُسکی زندگی بیکار ہو جاتی ہے۔

یہ زمانہ ہمارا خدا خدا کرکے اسیطرح ہزارون آفتون اور مصیبتون
کی گتھیون مین اُلجھتا ہوا گزر جاتا ہے۔ مگر صرف ہم ایک ہین کہ
بیخبر ہین۔ اگر یہ ساری سرگزشت ہم اپنے ہوش مین آکر نہ سُن لیا کرین
تو ہمکو خبر بھی نہ ہو کہ کیا گزری۔

اسکے بعد ہم چلنے پھرنے لگتے ہین۔ اور کچھ باتین کرنا بھی شروع
کرتے ہین۔ اُفتان وخیزان اُس زمانے کو بھی گزار دیتے ہین اور
وہ بھی ایسا تیز پر ہوکر اُڑ جاتا ہے کہ نہ دیکھنے والون کو خبر ہوتی ہے

اور نہ ہم کو۔

اب عالم شباب کا دور ہے یہ وہ دور ہے کہ مستی اسکی غاشیہ بردار۔ غرور اسکے تاج کا درِ شاہوار۔ بے پروائی اسکی ادا خودپرستی اسکے حسن کا غازہ۔ غصہ اسکے در کا دربان اس موسم مین ہر چیز بہار ہے اور ہر بات بادِ نسیم کا جھونکا۔ اسکی محفل مین سوا بادہ و صراحی و نقل و گزک کے کوئی دوسرا بار نہین پاتا۔ حسن پرستی اس کا شعار۔ بی تکلفی اسکی عادت۔ شرارت اسکی خو۔ عاشقی اسکا ایمان۔ ایک شباب اور صدہا برائیان گھات مین اور ہزارون خرابیان قابو جو گمراہ رہے انسان تیری ہمت کا کیا کہنا تو بھی عجب طلسم کا پتلا ہے کہ تو تنِ تنہا ان ہزارون حیرت ناک چمنون اور زہریلے درختون کا مردِ میدان بنکر مقابل ہوتا اور بالآخر اس سخت مہم کو بھی سر کرتا ہے مگر عجب لطف ہے کہ کرنے کو سب کچھہ کرتا ہے مگر اسکی اصلا خبر نہین ہوتی کہ کیا ہوا اور کس طرح یہ میدان تیرے ہاتھہ رہا۔ اسی طرح مہد سے لیکر لحد تک بے انتہا بھلائیون اور برائیون کا سامنا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک بھلائی اپنی دلفریب صورت کی جھلک دکھلا کر اسکو آئینۂ حیرت

بنا دیتی ہے۔ اور سامنے سے گزرتی جاتی ہے۔ اور ہر ایک برائی اپنی مہیب شکل دکھا دکھا کر ڈراتی ہے اور بالآخر سٹ جاتی ہے۔ مگر ہم ہین کہ سوداگر کی طرح گھوڑے بیچکر سوئے ہین۔ بظاہر آنکھین کھلی ہوئی ہین۔ مگر حقیقت مین خواب غفلت کی دریا مین غوطہ لگا رہے ہین۔ ہان اس عقدے کو وہی حل کر سکتا ہے جسنے اس مشکل راہ کو طے کیا ہو وہی اس پہیلی کو بوجھ سکیگا جو اسکی اصل سے واقف ہو وہ کون؟ جسے نامرادیون سے سابقہ پڑا ہو۔ جب تک نامرادیون سے سابقہ نہ پڑے۔ اور اُس کے زخم نہ کھائے جائین کسی وقت کسی طرح زمانے کی تبدیلیون کی قدر نہین ہو سکتی اور العالم متغیر کے معنی سمجھ مین نہین آ سکتے۔ ہجر کی رات کس طرح گزری اُسکی آنکھون سے پوچھیے جسنے تارے گن گن کر۔ کروٹین بدل بدلکر صبح کی ہو۔ وطن کی راحتین اور تسکین بخش زندگی کا مزہ اُس سے پوچھیے جس نے سفر کیا ہو۔ اور غریب الوطنی کے چرکے کھائے ہون۔ منزل دُور۔ راستہ ناہموار۔ ہر ہر قدم پر ٹھوکرین تلوے خارون کے طلسم سے زخمی۔ آفتاب کی تمازت سر پہ سایہ کیے ہوئے

پیاس کی شدت سے قیامت کا دن یاد آتا ہے۔ بیکسی پر رونا آتا ہے۔ بےبسی دل بٹھائے رہتی ہے۔ دولتمندی کی قدر و منزلت وہ لوگ کر سکتے ہین۔ جنھون نے مفلسی کا مزہ چکھا ہو۔ اور تنگ دستی کے باعث زندگی سے تنگ آ گئے ہون۔ گدائی کا لطف اُسیکو آتا ہے جس نے بادشاہی کی راحتون دلفریب صورتون کو اپنا خوشنما منظر بنایا ہو۔

بہرحال جس تن لاگے سو تن جانے کہ اس عالم مین تغیرات کسطرح ہوتے ہین اور ہم اپنی زندگی کس طرح بسر کرتے ہین۔

کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِی شَان کے معنوی اسرار کو جاننے والون کے نزدیک اس عالم کا انقلاب ایک حیرت فزا سین ہے۔ ہر وقت اور ہر آن ہمارے وجود عنصری اور عقل اور خیال مین تبدیلیان واقع ہوتی رہتی ہین۔ ایک تجلی زائل۔ اور دوسری اُسکے مقابل مائل ہوئی۔ لیکن رائی تجلیۂ زائلہ کو تجلیۂ مائلہ سے تمیز نہین کرسکتا بہت ہی غور اور سمجھ کی بات ہے کہ جب انسان اپنے عنصری پتلے کے تغیرات بدیہیہ اور انقلاباتِ علانیہ کو غور اور خوض سے دریافت نہین

ہر روز وہ ایک نئی شان مین ہے ۱۲

کر سکتا۔ اُن سے واقف نہین ہو سکتا تو عالم کے تغیرات کو کیونکر پہچان سکتا ہے۔ ہر شخص ناحق و ناروا بخت کا گلہ اور زمانے کی بیوفائی۔ اور زوالِ دنیا کی شکایت کرنے پر کمر بستہ مستعد رہتا ہے۔ لیکن روشن دماغ اور صاحبِ فہم وذکا اس فکر مین رہتے ہین کہ جو انقلابات ہوتے جاتے ہین اور جن کا ہونا لازمی ہے اُنسے مقابلہ کرین توکس تدبیر سے اور اُن کو رفع دفع کرین توکیون کر جان جوکھون مین ہے اور کشتی منجدھار مین پھنسی ہوئی ہے۔ بادِ مخالف کے جھونکے ہر طرف سے زور زور سے تھپیڑے مار رہے ہین اور موجین اُٹھ اُٹھ کر بھائین بھائین کر رہی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دم کے مہمان ہین مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا کرین اور کس طرح اس سفینے کو کنارے لگائین۔

پس اسی طرح سے ہمارا نوجوان نصیر خیالات کے انقلاب اور وہم وگمان کی صورت کی تبدیلیون مین غور کرتے کرتے اُکتا گیا تھا۔ اب کہین اُسکی عقل سلیم نے اُسکو خبردار کیا کہ بیفائدہ اپنے وقت کو ضایع نہ کر۔ جو تدبیر اپنے حصولِ مقصد کے لیے کی

ہے اُسکے نتیجے کا انتظار کر۔ اگر خدانخواستہ اس میں کسی طرح کی
ناکامی پیش آئے تو پھر تدبیر کی کمند کو مضبوط پکڑ کر کوشش
کے بالاخانے پر چڑھ جانا۔ اتنے میں خانساماں نے حاضر
ہو کر عرض کیا۔ پانچ بجتے ہیں۔ شام کی ہواخوری کے واسطے
گاڑیاں حاضر ہیں کیا حکم ہوتا ہے۔

نصیر نے حکم دیا کہ برخاست کی جائیں۔ اور آپ بالاخانے
سے اُتر کر۔ بعد وضو کے عصر کی نماز ادا کی اور تبدیلِ لباس
کے بعد اپنے دوستوں سے باتیں کرتا ہوا پائیں باغ میں ٹہلنے
لگا۔

نواب کیا کر رہے ہیں

ہمارے نوابِ ذیشان نے جب سے اپنے فرزند کا خط پڑھا ہے
ملول ہیں کبھی تو وہ مغلوب الغضب ہو کر رفع فکر کی تدبیر کرنے
سے عاجز آجاتے ہیں اور کبھی وہ اپنی عقلِ سلیم کے مشورے
سے اس بات کو مان لیتے ہیں کہ میاں نصیر نے اپنے بیاہ
کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ بیشک اُن کو ایسی ہی

لائق اور فہمیدہ اور سنجیدہ بیوی ملنی چاہیے۔ جسکے ساتھ وہ
اپنی عمر کے طولانی زمانے کو مسرت اور شادمانی اور راحت و
آرام سے گزار سکین۔ غرض اسی حیص بیص مین شام تک
اپنے پرایویٹ روم مین تنہا بیٹھے رہے۔ اور کئی بار زنانے مین
گئے۔ اور اپنی بیوی سے مختلف پیرایون مین راے دریافت
کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیوی نے قطعی طور پر اپنے فرزند دلبند
کے ارادے کی تائید کی۔ اور پوری طرح سے اُسکی ہم خیال
ہو گئی اب تو چار ناچار ہمارے نواب ذیشان کو یہ کہہ کر

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

اپنی راے بدلنی پڑی۔ باہر دربار عام مین برآمد ہوے اس وقت
شب کے آٹھ بجے ہین۔

دیوان خانے مین سوا پیرمرد (جگت نانا) اور قلندر شاہ
کے کوئی حاضر نہین ہے۔ ان دونون نے نواب کی خدمت
مین کورنش کا گلدستہ پیش کیا۔

نواب بہت آؤ بھگت سے ان کے ساتھ پیش آئے۔ پوچھا

کہ نانا ابھی آپ مکان نہین گئے۔

پھیرھرو۔ قبلہ دراصل میرا مکان یہی ہے۔ وہ تو کرائی کا مکان ہے اگر آج سے یہ کرائی کا مکان سمجھا گیا ہے تو بندہ اُس مکان کو مول لے لےگا۔

نواب۔ (مسکراکر) بیشک یہی آپکا مکان ہے۔ اور آپ صاحب خانہ۔

پھیرھرو۔ اللہ تمہین دیرگاہ سلامت رکھے۔

قلندر۔ (نواب سے) کیون قبلہ حاجات مزاج شریف ناحق آپنے اپنی طبیعت پربار ڈالا آج تمام دن ہملوگون پر گران گزرا

نواب۔ ہان بیشک مجھے بھی گران گزرا۔ مگر الحمدللہ مین نے اُس مقدمہ کا فیصلہ کرلیا۔ (جگت نانا کی طرف دیکھکر) جایئے اپنے منجلے جان (جنٹلمین) نصیر کو مژدہ پہونچا دیجیے کہ ہم نے اُنکی درخواست بطیب خاطر منظور کی۔

پھیرھرو۔ (اُچھلکر) قربان احسانت شوم۔ واللہ اس وقت دل سے دعا نکلتی ہے کہ خدا تعالی تم کو از آنچہ شاید محفوظ دارد آنچہ نشاید

محفوظ - ہمیشہ بامراد رکھے - اور تم سوا سو برس اپنی آل اولاد کے سر پہ بافتح و نصرت قائم رہو -

قلندر - میں بھی آپ کا ہم زبان ہوں - آمین (نواب کی طرف متوجہ ہوکر) بڑی دانشمندی کی - ورنہ بہت سی اُلجھنیں پڑتیں -

نواب - ہاں میں نے بھی یہی خیال کیا کہ کیوں ایک خفیف معاملے میں اور وہ بھی ایسا جو اُسی کی ذات سے متعلق ہے اور جس میں اُسی کو نباہنا ہو گا میں دخل دیکر ناشائستہ ملامت ہوں -

یہ کہہ کر تینوں تناولِ طعام کے لیے روانہ ہوئے اور دسترخوان پر بیٹھے -

پیرمرد - آج دسترخوان کا نصیبا جاگا ورنہ اکثر میٹھے ہی پر آپ براجا کرتے تھے -

نواب - نہیں کبھی یہ اور کبھی وہ -

قلندر - چاہیے بھی یہی -

پیرمرد نے جیب سے ڈبیا نکال کر افیون کھائی - اور ترنوالے اُڑانا شروع کیے -

نواب۔ (قلندر سے) اُستاد! صبح کو مین آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ کہ ازل اور ابد کے معنی اصطلاحِ صوفیہ مین کیا ہین۔ لیکن ہمارے حضرت (پیر مرد کی طرف اشارہ کرکے) یہ کیا تشریف لائے سارا مزہ کرکرا ہوگیا۔

پیر مرد۔ واہ یہ نہین کہتے کہ با بدولت واقبال کے باعث اس وقت آپ خوش خوش چکنے چپڑے نوالے اُڑا رہے ہین یہ تو فرمایئے کہ آپ کو اور رفیق صاحب کو آجکل تصوف کا شوق کیون چرایا ہے

نواب۔ بھئی واللہ مین تصوف کا قائل نہ تھا مگر جیسے جیسے مین اسکے نکات سے واقف ہوتا جاتا ہون میری دلچسپی بڑہتی جاتی ہے

قلندر۔ جسنے پیدا ہوکر اس علم سے فائدہ نہ اُٹھایا اور عملاً اس کا کچھ نتیجہ حاصل نہ کیا اُسکی زندگی بیکار ہے۔

نواب۔ مجھے بالکل اتفاق ہے۔

قلندر۔ (نواب سے) ہان فرمایئے کہ کیا سوال تھا آپ کا۔

نواب۔ ازل اور ابد کے معنی اصطلاحی عُرفا اور صوفیہ کے نزدیک کیا ہین۔

قلندر۔ ازل مرتبہ ذات ہے اور ابد مرتبۂ صفات۔ وجود اور عدم کے اصطلاحی معنوں میں بہت فرق ہے۔

نواب۔ وہ کیا

قلندر۔ وجود ظہورِ ذات با اسما و صفات کو کہتے ہیں۔ اور عدم کتمانِ اسما و صفات در ذات کو۔ اور یہی وجود جو ظہورِ ذات ہے ہستِ محض ہے۔ اور ظہور ظہورِ اسما۔ غور کا مقام ہے کہ جب وجود و ظہور کی یہ معنی ہیں تو پھر ہم کہاں رہے۔ مگر اللہ اللہ سید علی ہمدانی کا ایک شعر یاد آگیا کیا خوب کہا ہے۔

له ظہورِ تو بمن است و وجودِ من از تو
فَلَسْتَ تَظْهَرُ لَوْلَایَ لَمْ اَکُنْ لَوْلَاکَ

سبحان اللہ میاں کے بھی کیا رنگ ہیں۔ واللہ بہروپیے کا ٹھاٹھ ہے۔ ہر وقت ایک نیا سوانگ ہے۔ اسپر بھی۔ لهٗ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کا حکم ہے۔

نواب۔ اُستاد پھر یہ کیا جھگڑا ہے۔ کافر و مومن کا۔ اسلام کو تیرہ سو برس ہو چکے۔ مگر اسکا فیصلہ نہوا کہ در اصل کافر کون ہے اور مومن

له ترجمہ۔ ظاہر ہونا تیرا مجھ سے ہے اور ہونا میرا تجھ سے ہے۔ پس ظاہر نہ ہوتا تو اگر میں نہ ہوتا اور میں نہ ہوتا اگر تو نہ ہوتا ۱۲

له اور اللہ کل چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے ۱۲

کون - اسلام مین بھی بہتر[52] فرقے ہین - اور ہر ایک اپنے کو ناجی کہتا ہے - اور ایک دوسرے کو اپنے مقابلے مین مردود اور کافر سمجھتا ہے تو پھر دوسرے مذاہب کا کیا شمار

پیر مرد - آئین وہ کون مسلمان ہوگا جو مسلمان کو کافر کہتا ہوگا -

نواب - شیعون سے پوچھیے کہ دل سے وہ سُنت جماعت کو کو کیا سمجھتے ہین - اور آپ اپنے دل سے پوچھیے کہ شیعون کی نسبت کیا خیال ہے -

قلندر - خیر جسکا جو جی چاہے کہے - مگر حقیقت مین یہ ہے کہ[53] وَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَمِنْکُمْ مُؤمِن -

مذاہب کی تعداد جسقدر بڑھے گی - اُسی قدر ایسے جھگڑے ہوتے جائینگے مگر قدرت مین دخل کسکو ہے - اُسکو خود منظور ہے کہ لوگ جھونک رہے ہے - بمصداق[54] اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ -

پیر مرد (قلندر سے) باتین بہت بگھار رہے ہو - مگر ہمارے سوال کا

---

[53] ترجمہ اور تمھین مین سے کافر اور تمھین مین سے مومن ہین ۱۲ -

[54] ترجمہ - اللہ کی طرف کے راستے اتنے ہی ہین جتنے خلائق کے نفوس ہین ۱۲ -

جواب دو جب جانین ہر ایک چیز کے لیے کَے وجود ہین ۔

قلندر ۔ اللہ اللہ ۔ مینڈکی راز کام پیدا شد ۔ سبحان اللہ سوال بھی کیا بھاری کیا ۔ واللہ صدقے جایئے آپ کی عقل کے ۔

پیر مرو ۔ کیون کیا بیوقوف ہین ہم ۔ جب جواب نہ سُوجھا تو اناپ شناپ بکنا شروع کر دیا ۔

قلندر ۔ درست بجا ارشاد ہے ۔

نواب ۔ (قلندر سے) اُستاد سوال کا جواب دے دیجیے نا

قلندر ۔ بہت خوب (پیر مرد کی طرف متوجہ ہوکر) سنو میان اول تو یہ شعر جو آپ ہی کے لیے کسی شاعر نے موزون کیا ہے سُن لیجیے ۔

تسل المصانع رکبا تہیم فی الفلوات[۱]

تو قدر آب چہ دانی کہ بر کنار فراتی

اب سنیے ۔ ہر شے کے لیے چار وجود ہین ۔

(۱) وجودِ ذہنی (۲) وجودِ علمی

---

[۱] سوال کرتو حوضون کا ایسی سوارون سے جو پیاسے سرگردان ہین جنگلون مین ۔ ۱۲

(۳) وجود لفظی (۴) وجود کتبی

پیر مرد - واللہ بات تو ٹھیک بتلائی - مین نے خیال کیا تھا کہ قلندر کا ہاڑ فقط دیکھنے کا ہے - مگر نہین ظالم ہے کام کا -

قلندر - آداب عرض پیر و مرشد - سرفراز ہوا -

پیر مرد - ارے میان قلندر - یہ تو بتلاؤ کہ جہان ہم تھے وہان تو ہم نے تمہاری صورت بھی نہین دیکھی تھی - پھر یہان کیون کر آموجود ہوئے -

قلندر - ہنسکر بندہ تو وہان تھا -

من آن وقت بودم کہ اسما نبود
نشان از وجودِ مسمّیٰ نبود

پیر مرد - خوب - اب تو اور بھی بڑھ گئے ذرا چونچ سنبھال کر سنا نہین کہ منصور کا کیا حال ہوا -

قلندر - کیا ہوا - معراج نصیب ہوئی -

نواب (قلندر سے) یہ تو فرمایئے اُستاد کہ ہمارے قرآن مین چار کتابون کا ذکر ہے اور چار ہی پیمبر صاحب کتاب مانے

جاتے ہین۔ باقی جو اور پیمبر دوسرے اقوام مین ہوے ہونگے اور اُن قومون کو بھی دعویٰ ہے کہ ہوے ہین تو پھر اُن کی نسبت صوفیہ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔

قلندر۔ صوفیہ مانتے ہین اور کیون نہ مانین قرآن خود شاہد ہے اس کا لہ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ یہان تو حکم ہے کہ جسقدر رسل ہوے ہین۔ اُن مین فرق نہ کرو۔ علاوہ اسکے سمجھ مین بھی آنیکی بات ہے کہ لہ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ سہ جَعَلْنَا لِكُلٍّ مِّنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔

پیرمرد۔ سچ ہے بھئی ہم بھی مانتے ہین اور کیون نہ مانین کہ ہمارے شیخ حضرت غوث علیشاہ مرحوم فرماتے تھے کہ کل اقوام مین جو ایک ہادی ہوتا آیا ہے اُسکو پیغمبر کہنا بیجا نہین۔ اس لیے کہ پیغمبر اُسی کو کہین گے جو خدا کی توحید کی اشاعت کے لیے مقرر کیا

لہ ترجمہ۔ سب نے مانا اللہ کو اور اُس کے فرشتون کو اور کتابون کو اور رسولون کو۔ ہم جدا نہین کرتے کسی کو اُسکے رسولون مین۔ لہ ترجمہ۔ ہر قوم کے لیے ہے راہ بتانیوالا۔ سہ بنائی ہم نے تم مین سے ہر ایک کے لیے ایک شرع اور ایک راستہ۔ ۱۲

گیا ہو۔ باقی تو جھگڑے ہین۔ موت کے بعد فیصلہ ہوگا کہ کیا معاملہ ہے

قلندر۔ ہے تو یوں ہین۔ کہ موت کے بعد معلوم ہوگا۔ مگر موت ہمارے نزدیک ہے ہی کیا۔ مرتفع ہونا تعینات سے یا دوسری معنی یہ سمجھو کہ تجرد اور غنا امورِ حسیہ اور اشغالِ دنیوی سے۔

پیرمرد۔ ارے بھئی یہ بعض بعض فرقے کچھ ایسے دہریے ہین کہ ان باتون کو مانتے نہین۔ جی چاہتا ہے کہ اُن کی خبر لون۔ اور کچھ نہ بن پڑے تو خوب بے نقط سُنا کر جی ٹھنڈا کرون۔

قلندر۔ خبردار ایسی بے وقوفی نہ کرنا۔ تمھین اس سے کیا۔ کوئی مانے یا نہ مانے۔ پیمبر تو سب کو اپنا ہم خیال نہ کر سکے تم کس کھیت کی مولی ہو۔ اب رہا کسی کو بُرا کہنے کو جی چاہتا ہے تو اس مین خوبی کیا ہوئی۔ مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [۱] اُسکے قبضہ قدرت مین ہے ہدایت وضلالت برابر ہم نہ سمجھکر کسی نے کسی کو بُرا کہا تو گویا اپنے آپکو کہا۔

[۱] ترجمہ۔ کوئی نہین پاؤن دھرنیوالا مگر اس کے ہاتھ مین ہے چوٹی اُسکی بیشک میرا رب ہے سیدھی راہ پر۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ[1] - اسکے معنی ایک وقت پیر و مرشد قبلہ فرماتے تھے کہ کوئی چیز اپنے خدا کی تسبیح خوانی اور حمد سے خالی نہین - چونکہ ذات حقیقت ہے دوجہان کی - اس لیے اگر کسیکو بُرا کہا تو گویا اپنی ہی بُرائی کی - اور تعریف کی تو اپنی -

مولانا فرماتے ہین -

ظلِ اعیان اند ارواحِ ہمہ ظلِ ارواح اند اشباحِ ہمہ
بازا اسما ظلِ ذات مطلق اند بازا اعیان ظلِ اسما حق اند
فارغی گر مردی و گر زیستی گر بدانستی کہ ظلِ کیستی

نواب - ماشاء اللہ - آپکی معلومات تصوف مین بہت بڑھی ہوئی ہے الحمد للہ جو وقت گزرا بہت اچھا گزرا - اور ہم مستفید ہوے -

قلندر - اللہ خوش رکھے - آپکی مزاج مین تلاش ہے انشاء اللہ جویندہ یابندہ - اب خاصے سے سب صاحبون نے برخاست کی اور قلیان کشی کے بعد نواب محل مین سدھارے - شب بخیر -

---

[1] اور نہین ہے کوئی شے لیکن تسبیح کرتی ہے اُسکی حمد کی ۱۲

نواب کے گھر لکچر

اس وقت ٹھیک ساڑھے چار بجے ہین - آفتاب جہان تاب اپنے آسمان کے تین حصے کا دورہ ختم کر چکا ہے - اب اسکی شعاعون مین کسی کے نیر اقبال کی طرح گرمی بڑھتی جاتی ہے مگر بخت عدو کی مانند اس کا رنگ پھیکا پڑ رہا ہے - اور کسی عاشق دلگیر کی مانند رنگت مین زردی مگر سنہراپن لیے ہوے زیادہ ہو رہی ہے ایسے وقت مین ہمارے ہیرو نواب ذی شان کے گھر مین احباب کا جمگھٹا ہے حسب معمول سب اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے ہوے ہین - ہمارے ہیرو نواب اس جلسہ کے صدر نشین ہین - اور حسب ذیل تقریر کر رہے ہین -

حاضرین -

"آجکے روز جس غرض سے آپ صاحبون کو تکلیف دی گئی ہے غالباً وہ آپ سے پوشیدہ نہین ہے - آپکو خوب معلوم ہو گا کہ غرۂ رمضان ۱۳۲۶ھ ہمارے پیارے محبوب البلاد کی آبادی کے

تباہ کرنے مین ایک قیامت کا دن تھا۔ یہ دن صدیون تک تاریخ کے مضمون مین سیاہ حروف کی گھنگور گھٹا بنکر مطلع امید پہ چھایا رہیگا۔ اور ہمارے آیندہ نسلون کے نازک دلون پر جنھون نے آرام و آسایش کے سائے مین پرورش پائی ہوگی رنج و غم کے اولے برسائے گا۔ اس مین شک نہین کہ اس قیامت خیز طوفان کے باعث ہمارے شہر کی رونق پھیکی پڑ گئی۔

یا تو اس ملک کے ہونہار دلفریب جوبن پر ایک عالم کی آنکھین فدائی اور والہ و شیدا تھین۔ اور اسکے حسن خداداد کو دیکھ کر آئینے کے مانند محو حیرت بن جاتی تھین۔ یا اب وہی ملک ہے کہ اُسکے اطراف و اکناف مین سوا کھنڈرون کے جو نا امیدون کے ٹکڑون کی طرح بکھرے ہوئے نظر آتے ہین۔ خوشنما منظر کا میلون پتا نہین ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جب مکانون کی رونق پر پانی پھر گیا تو اُن مکانون کے مکین فی صدی دس ہاتھ پاؤن مار کر اس طوفان عظیم کے نہنگ آسا دہن سے بچ کر نکلے ہونگے

کیا یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ جانون نے موت کے
پنجے سے نجات پائی ہو۔ نہین نہین۔ تقریباً چار یا پنج ہزار مخلوقِ
خدا زن و مرد۔ جوان۔ بوڑھے۔ بچے مع اثاثہ و زیور
اور روپیہ پیسہ وغیرہ ہمیشہ کے لیے غریقِ رحمت ہو گئے۔ اس
آفتِ آسمانی کے نازل ہونے سے مخلوق کی سراسیمگی اور آہ و زاری
پردہ نشین نیکبخت بیبیون کی کوچہ گردی جن کے تلوون
نے اپنے گھر کے مردانے کے دروازے کی خاک کو بھی مس نہ کیا
ہوگا دل کے ٹکڑے کیے دیتی تھی۔ اور ہر ایک کی آنکھون مین
غم و الم کا ایسا ابر چھایا ہوا تھا کہ دنیا نظرون مین تیرہ و
تاریک ہو گئی تھی۔

ہم لوگون کو یقین ہو گیا تھا اور بڑے بڑے دانشمند اس
حادثے کے باعث اپنی رائے قایم کر چکے تھے۔ کہ اب شہر کی حالت
نازک ہو گئی اور اس کی ترقی کے آفتاب کو خدانخواستہ
زوال دیکھنا نصیب ہوگا۔ اور ریاست اس آفتِ آسمانی کا
کوئی بدلہ نہ کر سکے گی۔ اور رئیس خدا رکھے ہمارا محبوب بادشاہ

بارِ امانت کے ساتھ اس دُکھ کے بوجھ کو بھی سنبھال نہ سکے گا تدبیروں کے نشان نقش قدم کی طرح مٹ جائین گے اور واقعی اس وقت کا سمان ایسا ہی تھا کہ جو کچھ مین عرض کر رہا ہون اس مین مبالغے کا ذرا بھی رنگ نہین ہے۔ لیکن [1] لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ لاکھہ لاکھہ شکر ہے اُس خداے کریم و رحیم کا بمصداق [2] رحمتی وسعت علی غضبی۔ سولی کی بلا کانٹے پر گئی۔

یہ سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ ہوا وہ ہمارے بُرے اعمال کی سزا کچھ بھی نہ تھی۔ ورنہ ہمارے اعمال ہمکو ڈبونے کے لیے ہر طرح سے مستعد ہو چکے تھے۔ اس وقت **فضل الٰہی** ہمارے آڑے آیا کہ ہماری کشتی کو اُس طوفان کی منجدھار سے کنارے لگانے کے لیے ایک ایسے ناخدا کو چالیس سال پہلے ہی سے خلق کر کے ہماری جان و مال کا محافظ بنا دیا جسکی ہمین اصلا قدر نہ تھی۔ وہ کون ناخدا ہے یہ وہی ناخدا ہے جو **محبوب القلوب** ہے یعنی **فتح جنگ**

---

[1] ناامید نہ ہو تم اللہ کی رحمت سے ۱۲

[2] میری رحمت میرے غضب سے وسیع ہے ۱۲

نظام الملک آصفجاہ سادس نواب میر محبوب علیخان بہادر تاجدارِ دکن نصیبے کا سکندر خاندانِ آصفی کا انمول گوہر۔ اقبال واجلال کی گود دن مین پلا ہوا۔ دولت کے گہوارے مین جہولے ہوے۔ صداقت اور حقیقت کے مدرسے مین تعلیم پائے ہوے۔ عقل کا تاج زیبِ فرق کیے ہوئے رفعت اور علو سے مرتبت کے تخت پر بیٹھنے والا۔ جسکی عقل کے دربار کے اراکین۔ متانت خاموشی۔ تحمل۔ عدل وانصاف کھوٹے کھرے کے پرکھنے والے اُسکے مشیر۔ امید اُسکی دولت کی باندی۔ سخاوت اُسکے دستِ کرم کی ایک لکیر قدردانی اُس کے آفتابِ جوہر کی ادنیٰ ضو قسمت اُسکے آسمانِ بخت کا ایک نیّر سلطنت کی داغ بیل اُسکے قدموں سے سرسبز قصرِ سلطنت کی بنیاد اُسکی حکمت آمیز راے کے زرین کے طمنیل سے مستحکم۔ مآل اندیشی اُسکی دوربین فتح ونصرت اُسکے جلو کا پرچم شفقت دل کا پرتو راستی زبان کا ادنیٰ معجزہ

شجاعت ظفر آب طبع کا ادنیٰ جوہر۔ غرض ایسے مجمع صفات بادشاہ ظل اللہ کو ہماری ڈوبتی کشتیون کا ناخدا بنانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ رعایا پروری کا ثبوت اُن سے بڑھ کر اس زمانے مین کوئی تاجدار نہین دے سکتا۔

الغرض ہمارے بادشاہ ظل اللہ اپنی پیاری رعایا کی مصیبت سے جسقدر متاثر ہوئے۔ اور اُسکی خبرگیری مین جو مستعدی اُن سے بہ نفسِ نفیس ظاہر ہوئی وہ اور کسی سے ممکن نہ تھی۔ اعلیحضرت کے مراحم کی بارش نے سوکھے ہوے دلونکو سرسبز اور شاداب کر دیا۔ ملازمانِ اقدس کی ہمت نے جو کوہ تمکین ہے رعایا کی جانون کو بچانے کے لیے کمر مضبوط باندھی اور دستِ کرم نے خزانون کے مُنہ کھولدیے۔ شفقتِ شاہی نے حکم دیا کہ بے دریغ روپیون کا منہ برساؤ۔ اور اس طوفان کے مصیبت زدون کو مالا مال کردو۔ پھر کیا تھا۔ چارطرف لنگرخانے مقرر ہوگئے۔ ہزارہا پلے کھانا روزانہ پک کر تقسیم ہونا شروع ہوگیا۔ اور دسترخوانِ کرمِ شاہی سے

ہزارہا بھوکے سیر ہونے لگے - اور ننگوں کو تن پوشی کے لیے
پارچہ اس قدر مرحمت ہوا کہ عیب وداماں کو پیوند لگانے کے لیے
بھی ایک پارہ ملنا مشکل ہوگیا - آپ کے صلح کل مشرب نے
کافر و مومن کو ایک گھاٹ پانی پلایا - اور یقین دلایا اور ثابت
کردیا کہ ایسا غیر متعصب اور خداترس بادشاہ ان صفات سے موصوف
دکن کو آج تک میسر نہین ہوا -

آمدم برسر مطلب - بہر حال ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے اپنے
امکان بھر اپنی رعایا کے نقصان کی تلافی کے لیے کوئی تدبیر
اُٹھا نہین رکھی - بجز اسکے کہ جانون کی تلافی مین جو اقتدار بشر سے
خارج ہے آپ بھی مجبور ہین - آیندہ بھی آپ ہی کی ہمت کی بدولت
خدا برکت دے - اس ملک کی رونق پھر ویسی ہی ہوجائے گی
جسطرح پہلے تھی مگر ہم جانثارون کو چاہیے کہ ایسے وقت مین جبکہ
ہمارا بادشاہ بذاتِ خود ہم لوگون کے واسطے دامے درمے
سخنے - ہر وقت دست گیری اور امداد کے لیے آمادہ ہے ہم بھی
حصہ لین - اور اپنے خدمات سے ملک کو فائدہ پہونچائین -

لہذا مین امید وار ہون کہ آپ لوگ اپنے ملک کی مصیبت زدہ مخلوق کے لیے چندہ دینے مین عالی ہمتی ظاہر فرما کر اس بندے کو ممنون منت فرمائین گے ۔

اس وقت ہم جو کچھ خدمت کرین گے یہ در اصل غیر کی خدمت نہین ہے اور نہ کسی غیر کی امداد ۔ بلکہ یہ یقین کر لینا چاہیے کہ ہم اپنی آپ مدد کر رہے ہین ۔

اب مین اپنی تقریر کو مختصر کر کے اس دعا پر ختم کرتا ہون ۔ کہ رب العزت ہمارے **بادشاہ** اور **شاہزادون** اور **شاہزادیون کے** عمر و اقبال مین ترقی دے ۔ اور ایسے ہی عدل و انصاف اور مراحم اور مکارم کے ساتھ عمر دراز پائین ۔

ما از تو برخوریم تو از عمر برخوری

مین دوبارہ آپ صاحبون کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے بڑی مہربانی کی جو اس قدر دور دراز مقام پر تشریف لا کر ممنون منت فرمانے کے علاوہ اپنے ملک کے ساتھ اظہار ہمدردی فرمایا ۔

اس تقریر کے ختم ہونے کے بعد خوشی کے نعرے بلند ہوئے

اور چندے کی فہرست کھولی گئی۔

میاں نصیر جو ہمارے ہیرو کے فرزندِ ارجمند ہین اُنہوں نے چندہ دینے مین اپنی فراخ حوصلگی کا اظہار کیا۔ اور باقی حاضرین نے بھی اپنے اپنے حوصلون کا جوہر دکھایا اور سخاوت پر کمر باندھی جسکے باعث ایک معتدبہ خلافِ توقع چندہ اس چھوٹی سی مجلس مین جمع ہوا اور اس کے بعد جلسہ برخاست۔

ہید مد صبح کلہ بستہ سحاب
الصّبوح الصّبوح یا احباب

صبح بہار

آج کی مبارک صبح ہمارے ہیرو کے فرزندِ دلبند میاں نصیر کے لیے نہایت مبارک ہے۔

• آفتاب برجِ مسرت سے شادمانی کا ارغوانی لباس پہنکر بصد کامرانی جلوہ افروز ہوا ہے۔ اسکی سُنہری دل لُبھانے والی کرنوں مین جوشِ مسرت کے باعث کسی قدر تیزی ہے۔ اور یہ آبدار شعاعین

بانکی اداؤن کی طرح چمکتی جاتی ہین - اسکی خوشگوار گرمی جو سردی کا
پہلو لیے ہوے ہے بنی نوعِ انسان اور وحوش وطیور کو فرحت
بخش رہی ہے - اور شبنم کو جو تمام شب گلوّن کے رخسار اور پتّون
کے دامن پر اپنے جوبن کا لطف بہار دکھا رہی تھی اب یہ گرمی اپنے
جذبِ مقناطیسی سے حرفِ غلط کی طرح مٹاتی جاتی ہے -

اب ان کرنون کی جھلک پھولون کے عارض پر غازی کا کام کر رہی
ہے - اور ان متوالے مست سرشار پھولون کو جو اپنی اپنی گردنین
جھکائے ہوے کسی آتشین رخسار کے تصور مین مراقبہ کر رہے
تھے - ہوشیار کر رہی ہے - طیور بفرطِ شادمانی اپنے خالقِ بیچون
وبیچگون وحدہٗ لاشریک کے کرم اور اُسکی مہربانی پر کلیلین کرتے
ہوے اور اپنی اپنی زبانون مین خوش الحانی اور سُریلے نغمون
کے ساتھہ درختون کی ٹہنیون کو مسند گاہ بنا کر پاک پروردگار
بے نیاز کی نعمتون کا شکریہ ادا کر رہے ہین -

امیر فقیر اپنے اپنے گھرون سے بادِ بہاری کی طرح نکل کر راستون
سے گزر رہے ہین - باغبان کیاریون مین پھولون کے اشنان کی

لیے فواروں کے ذریعے سے پانی پہونچانے مین مصروف
ہین۔

نوجوان حسین دلفریب پھولون کے درختون کے پاس جمع ہین تاکہ اُن کو گلدستی کی شکل مین مرتب کرکے کسی کے سامنے مبارک باد کی تقریب مین پیش کرین۔ اور کچھ کسی عروس اور نوشہ کے لیے مبارک سہرون کے گوندھنے کی فکر مین ہین۔ اور آپس مین چھلین کرتی ہوئی مذاق دل لگی سے بلبلون کو ستا رہی ہین اور مستانہ لہجے مین گا گا کر کلیان چُنتی جاتی ہین۔ اور ایک دوسرے کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہتی ہین۔

گوندہ لا ری مالن پھولونکا سہرا
آج بنا بنری کو مبارک ہو

برہمن اپنے اشنان سے فارغ ہو کر ٹوکری ہاتھ مین لیے ہوئے کیاریون مین پھر رہے ہین اور اُن کلیون کو چُن رہے ہین جو پھولون کی سیج سے گل و بلبل کی ناتھاپائی کے باعث جدا ہو کر تمام رات تارے گن گن کر کیاریون کے فرش پر کروٹین بدلتی رہی ہین

یہ کلیان شوالون مین بتون کے گلے کا ہار ہونیوالی ہین۔

ایسے مبارک وقت مین ہمارے جگت نانا۔ ظرافت کے پتلے میان نصیر کے باغ کے دروازے پر نسیم کے جھونکے کی طرح آپہونچے۔ اور بلا تکلف اُس محل کے دراندے مین جا براجے جو میان نصیر کا دولت خانہ ہے۔ اور یہان تھوڑی دیر کے بعد وہ رشک آفتاب اپنے مطلع ایوان سے جلوہ افروز ہونے والا ہے۔ میان نصیر کے خانسامان نے جگت نانا کو جو دیکھا فوراً دوڑ کر آیا۔ اور بہت ہی ادب سے سلام کرکے کہا۔ کیا عرض کراؤن کہ آپ تشریف لائے ہین۔

پیر مرد۔ نہین صاحب ابھی کاہیکو عرض کراتے ہو۔ ابھی دوچار پہر ہمین سو لینے دو۔

خانسامان۔ کیا نانا خفا ہو گئے اتنی ذرا سی بات پر ایسا ہوا تو ہماری زندگی کیونکر ہو گی۔

پیر مرد۔ بھلے آدمی۔ پھر یہ پوچھنے کی کونسی بات تھی۔ جبکہ تم بچشم خود دیکھ رہے ہو کہ مین آیا ہون تو عرض کرنے کے لیے مجھسے اجازت

سے لینے کی ضرورت کیا تھی

خانساماں۔ ابھی عرض کرتا ہوں معاف فرمائیے۔ مگر اتنا یہ تو فرمائیے کہ بیٹا یا بیٹی۔

پیر مرد۔ یہ معمّی ہیں سمجھا نہیں۔

خانساماں۔ واہ پیر و مرشد۔ مجھ غلام سے بھی راز۔ اتنا بوڑھا ہو گیا (نصیر کے والد کی طرف اشارہ کر کے) میاں کے والد کو گود دن کھلایا اور خدا عمر دراز کرے۔ صاحبزادے کو (یعنی میاں نصیر کو) گود دن کھلایا۔ اور آپ بھی دیکھتے آرہے ہیں کہ یہ غلام جاں نثار راز دار رہا ہے۔ پھر غلام ہی سے اگر راز رہے تو بس آپکی قدردانی کا حال معلوم ہو چکا۔

پیر مرد۔ ارے میاں عرض تو کرو۔ یا باتیں ہی بگھارو گے۔ بھلا سپاہی کسی کام میں جائے اور فتح نہ پائے۔ بیٹی کیا معنی۔ بیٹا۔ بیٹا۔

خانساماں۔ (بفرط مسرت اچھل کر) الحمدللہ۔ پیر مرد کے قدم چوم کر کیا کہنا ہے۔ اللہ تمہیں سوا سو برس سلامت رکھے۔

پیر مرد - آمین - نوّے کے قریب تو ہمارا سن ہی ہوگیا۔ سوا سو برس خواہ مخواہ جینگے۔ پھر تمہاری دعا کس کام کی۔ یہ کہو کہ آج کی تاریخ سے سوا سو برس۔

خانساماں - توبہ توبہ معاف کیجیے۔ آج کی تاریخ سے سوا دو سو برس۔

پیر مرد - (دونون ہاتھ اٹھاکر) آمین اللہ تمہاری دعا قبول کرے

خانساماں نے دوڑتے ہوے جاکر۔ کال بل (یعنی برقی گھنٹی) بجائی اور ماما کے محل مین سے آتے ہی کہا کہ سرکار سے جاکر عرض کرو کہ جگت نانا آئے ہین۔ سرکار جلد برآمد ہون۔

بڑھیا ماما - کیون۔ ایسی کیا جلدی ہے۔ (آواز سے) بیٹھنے دو بڑھے موے کو۔

پیر مرد - کیون ری نگینہ۔ یارون کو موا کہتی ہے۔

نگینہ - کس کا میان۔ اپنی جورو کا میان ہوگا۔

پیر مرد - پہلی جورو تو تو ہی ہے۔ فرشتون نے عقد پڑھایا تھا۔

نگینہ - چل بڑھے الو۔ کیا بکتا ہے۔ چونچ سنبھال۔

پیر مرد۔ تجھے چھیڑ کر گالیاں سننے کو جی چاہتا ہے۔ بخدا تیرے منہ سے پھول جھڑتے ہین۔

نگینہ۔ اچھا ٹھہر۔ مزہ بتاتی ہوں یہ کہہ کر اندر گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد نصیر با توقیر باہر برآمد ہوئے۔ مصاحبین اور حاضرین ادب سے آداب بجا لائے۔ پیر مرد نے دعائین دین۔

نصیر۔ (پیر مرد کی طرف مخاطب ہو کر) نانا کو سلام ہے۔

پیر مرد نے جھک کر سلام کیا۔ اور دعائین دین۔

نصیر۔ پیر مرد کا ہاتھ پکڑ کر پرائیوٹ روم مین لے گئے۔

پیر مرد۔ کیون میان نصیر! تم بڑے باتقدیر ہو۔ اللہ کرے تمہارا اقبال ایسی ہی اوج موج پر رہے۔ تمہارے اور ارادے بھی ایسے ہی خدا بر لائے۔

نصیر۔ (خوش ہو کر) الحمد للہ۔ نانا اس وقت تم نے جی خوش کر دیا۔ مگر خدا کے واسطے جلد کہو کہ والد نے کیا فرمایا۔

پیر مرد۔ اجی میان۔ تمہارے والد تو بہت ہی بگڑے تھے۔ مگر خدا کی قسم مین بھی جان پر کھیل گیا۔

نضیر۔ مجھے یقین تھا کہ یہ کام آپ سے نکلیگا۔

پیر مرد۔ یہ تمہاری قدر دانی۔ اور میرے سپاہی پن کا رعب (موچھون پر تاؤ دیکر) واللہ آخر سپاہی زادہ اور ہاشمی النسل ہون اور جگت مین ایک۔

نضیر۔ بیشک۔ ہر کہ شک آرد۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پیر مرد۔ بس میان۔ تمہارے والد کے انکار نے تن بدن مین آگ لگا دی۔ مین بھی نعل در آتش ہو گیا۔ آنکھون سے چنگاریان اُڑنے لگین۔ دل توے کی طرح جلنے لگا۔ اور کلیجا غصے کی گرمی سے دہکنے لگا۔ دماغ مارے گرمی کے آفتاب نصف النہار کی طرح تپنے لگا۔

نضیر۔ واہ نانا کیا ضلع جگت کہہ رہے ہو۔ واللہ موتی سے پروتے ہو۔

پیر مرد۔ میان۔ عالم فاضل ہون۔ گو دون دیکر تعلیم نہین پائی۔ میرے اُستاد بڑے جید عالم تھے۔ مگر میری لیاقت کے لوہے کو مانتے تھے۔ کہتے تھے کہ میان تیرے علم کی تیغ اچھے اچھون کو مقابلے مین زیر کر دے گی اور جو منھ چڑھیگا کھیت رہیگا۔ تیری تلوار کی دہار

حریف کے گلے کا ہار ہوگی۔

نصیر - یہ بھی خوب۔ مگر للہ ترساییے نہین فرما دیجیے کہ آخر کیا ہوا

پیرمرد - کیا ہوا۔ بہت کچھ تمہارے والد نے اُڑن گھائیان بتائین مگر بندے نے ایک نہ مانی۔ آخر جب مجھ سے تنگ آ گئے تو قلندر اور رفیق سے مشورہ کیا۔ رفیق تو نوجوان لڑکا کچھ کہہ نسکا مگر قلندر گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوے۔ صاحب جوہر فولاد بہت طبیعت کا تیز۔ گرم و سرد زمانہ کی سان پر چڑہا ہوا۔ اور پھر لفاظی مین اُستاد کیا بلکہ شمشیر برہنہ۔ خنجر کی چال چلنے والا۔ ایک زمانہ اُسکا بھی لوہا مانتا ہے۔ وہ وہ جوڑ توڑ کیے کہ ہر بات نشتر۔ اور ہر فقرہ خنجر تھا۔ آپکے والد کے بھی اوسان خطا ہو گئے مگر مین بفضلہ تعالی کہین نہ چوکا بات بات مین نوک کی لیتا رہا۔ اپنے دل مین مین نے یہ سمجھ لیا کہ بہت ہوا یہ تلوار کی طرح کھنچ جائین گے تو کیا۔ مین بھی اپنی بہادری کو سپر بناؤن گا۔ آخر یا تو سر نہین یا سر وہی نہین لیکن میان۔ قربان اپنے مرشد کے اُنھون نے دعاے سیفی کی اجازت دی تھی۔ اُسکا ورد کرتا ہوا گیا۔ الغرض جب کسی طرح کوئی داؤپیچ نہ

بن پڑا اور ہر بات اُن کی کٹتی گئی اور کوئی وار گلے کا ہار نہوا۔ تب
تو گھبرا کر میاں مٹھو اندر زنانے مین سدھارے۔ خدا تمہاری والدہ
کو سلامت رکھے وہ بھی اللہ رکھے پٹھان کی دختر۔ میاں کے
دم مین نہ آئین۔ آخر اس چال ڈھال سے گفتگو کی کہ تمہارے
والد کے دل پر خدا رکھے بیگم صاحبہ طال عمرہا کا قبضہ ہوگیا وہان سے
بھی نڈھال ہو کر باہر آئے ہم دونون سمجھ گئے کہ میاں وہان بھی گھاٹے
مین رہے۔ لیکن بہت ہی کوفت اُٹھائی۔ چہرے کا رنگ سُرخ
ہوگیا۔ آنکھون کے گلابی ڈورے ہمارے اوسان کو قتل کرنے
پر آمادہ ہوگئے تھے۔ بارے ہم نے مصلحتِ وقت سمجھ کر زیادہ
بھڑکا کر طبیعت کو سان دیکر اور تیز کرنا مناسب نہ جانا۔ تمام دن اُدھر
وہ بھی خاموش رہے اور ادھر ہم بھی سمجھ گئے کہ معاملہ سنگین
ہے اور میاں جی بھرے بیٹھے ہین ایسا نہ ہو کہ نفع در کنار لوٹے
مین رہین۔ یا تدبیر کا نشانہ خطا کر جائے یا تقدیر کی رنجک
کولہا چاٹ جائے۔ شام تک دم سادھے رہے مگر جوڑ توڑ کرتے
رہے کہ وقت پر نشانہ جواب کا خالی نہ جائے۔ بارے بفضلہ تعالے

پیرون کی امداد کام آئی۔ پنجتن کی نذر مین نے مانی تھی۔ انشاءاللہ
ادا کرونگا۔ شب کے آٹھ بجے جب خاصے کے لیے باہر آئے
تو دیکھا کہ طبیعت کا بلبل پر کھولے ہوئے ہے کچھ چہکنا چاہتا ہے۔
ہم دونون پرانے بڈھے بھانپ گئے کہ ہما دام مین آگیا۔ پھر
کیا تھا مین نے وہ چکنی چپڑی باتین کین گویا روغن قاز مل دیا۔
اور سمجھ گئے کہ طوطی ہاتھ آئی۔ آخرش ہنس کر مجھ سے کہہ دیا کہ
بھئی تمہارے **منٹل جان** (جنٹلمین) نصیر کی درخواست ہمنے
قبول کی۔ جاکر کہہ دو کہ مبارک۔ مین نے اور قلندر شاہ نے دعائین
دین۔ بہت دیر تک چہل پہل رہی کوئی اڑہائی گھنٹے دسترخوان پر
بیٹھے رہے۔ قلندر نے معرفت کی دکان کھول دی۔ اس کثرت
سے آپ نے توحید باری کے متعلق بیش بہا مضامین اور احادیث
اور عربی جملے تمثیلاً پیش کیے کہ مین تو بس محو ہی ہو گیا۔ مجھے
اپنی خبر ہی نہ تھی۔ لیکن جب آپے مین آیا تو فوراً ایک سوال
جڑ دیا۔ اول تو قلندر بہت کچھ بغلین جھانکا۔ بہت کچھ شکلین اور
صورتین جواب کی ذہن مین تلاش کین۔ مارے بوکھلاہٹ کے

رنگ پھیکا ہوگیا۔ لیکن آخر سے اُستاد سنبھلا جو کچھ جواب دیا اُس نامعقول نے معقول جواب دیا۔ اپنے سخن کے قاعدہ کلیہ کو ٹوٹنے نہیں دیا لیکن کلام کا طول اور عرض ایسا تھا گویا شیطان کی آنت۔ بہرحال جُزءً و کُلاً جو کچھ موتی پر دیئے سب انمول تھے۔

نصیر ۔ نانا بڑی مہربانی آپکی اور قلندر صاحب کی۔ جو مجھ ناچیز کے لیے اس قدر زحمت اُٹھائی۔ اور مجھے کامیاب ہونے کا موقع دیا مگر اس وقت زیادہ تر لطف آپکی اس بات چیت مین آیا کہ کوئی فقرہ ضلع جگت اور استعارے سے خالی نہ تھا۔ اللہ رے حافظے۔ اور ماشاءاللہ ہی لیاقت۔ سچ ہے مین نے کبھی آپکو اس قدر شستہ اور پاکیزہ تقریر کرتے ہوئے نہین سُنا۔

پیرمرد ۔ میان تمہاری قدردانی ہے تم سے زیادہ لائق کون ہے تمہاری قدردانی سے جی بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تمہین سلامت رکھے مگر اب گیارہ بجا چاہتے ہین۔ (جماہی لیکر) دیکھو نشہ ٹوٹا۔ بس اب ترنوالے کھلواؤ۔ اور انعام دو۔ مگر یاد رہے کہ قلندر کو کچھ نہ دینا۔ اُسکا حصہ بھی بادولت کے ہی نذر کرنا۔

نصیر۔ بہت خوب۔ والد میرے اُستاد بھی ہیں۔ فن شعر میں انھیں سے تلمذ ہے۔ اُن کے ساتھ احسان فراموشی کس طرح کروں

پیرمرد۔ ہاں دو چار روپے دیدو۔ مگر باقی ادھر۔ کیوں میاں اب کیا دیر ہے چٹ منگنی اور پٹ بیاہ۔ جب پیل ہنڈہی چڑھے ہے اُس وقت ایک ہزار کا توڑا لونگا۔ اور مابدولت کی بڑھیا کا جوڑا پانسو کا۔

نصیر۔ نہیں اُن کا جوڑا بھی ایک ہزار کا ہی ہوگا۔

پیرمرد۔ یہ فضول خرچی کام کی نہیں۔ پانسو کا جوڑا کافی ہے باقی نفسہ علیہ السلام کا خریطہ ایک ہزار کا اُس کے علاوہ۔

نصیر۔ انشاء اللہ اس میں سر مو فرق نہ ہوگا۔

پیرمرد افیون کھانے گئے اور میاں نصیر اپنے والد کی خدمت میں سپاس نامہ لکھنے کے لیے رائٹنگ روم میں جاکر میز پر بیٹھے۔

امید کی بہار

اس وجود عنصری کی زمین میں قسم قسم کے تخم بوئے جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے اپنے موسم میں اگر اچھی طرح سے پرورش پاتے

ہین تو پھوٹ کر ابھرتے اور پھوستے پھلتے پھلتی ہین - ورنہ کونپلین پوپین مرجھا کر رہجاتی ہین - خصوصًا اس سرزمین کی ہوا امید کی پرورش کے لیے نہایت موافق ہے اسکی سرسبزی گلشن روح کے لیے باعث تازگی اور موجب زندگی ہے. دل ہمیشہ دعائین دیتا ہے کہ اسکو خدا سرسبزی نصیب کرے -

اُمید درحقیقت ایک رفیق با توفیق اور ہمدم ہے - بہر حال ہر آن - ہر وقت ہر زمانے مین وہ ہمارے سائے کی طرح ہمارے ساتھ ہے - ایک دم جدا ہونا پسند نہین کرتی - اسی سے دماغ کا باغ تازہ - دل کا ایاغ مسرت سے لبریز - حرص کی عمر دراز - ہوس کا بول بالا - خواہشون کی مرادین پوری - تمنائین مرفہ الحال خیال کی وسعت کا دامن اسی کی بدولت پھیلا ہوا - کامیابیون کی ترغیب اسی کی تحریک کا نتیجہ ہے غرض خوشحالی کا باغ ہر دم اس کا منظر بنا رہتا ہے - شاہ و گدا - مرد و زن - پیر و جوان سب اس کے احسانمند - دولتمند کی دولت کتنی ہی بے شمار ہو مگر اسکو ترقی کی امید ضرور ہو گی - اگر کوئی کلفت زدہ ہے اسکو

قوی امید ہے کہ یہ کلفت ایک روز راحت سے مبدل ہوگی۔
چاہے کسی کام مین کوئی آفت کا مارا فلک کا ستایا یا بدبختی کے
باعث کیسا ہی ناامید ہو جائے۔ مگر پیاری امید اُسکو ڈھارس دیکر
دل بڑہاتی ہے کہ خبردار قدم پیچھے نہ ہٹے۔ ہمت کی کمر مضبوط
باندہ کرپاے استقلال اس راستے مین گاڑدے۔ کوہ تمکین بنجا
دیکھ پھر مین تیری رفاقت کیسی کرتی ہون اور تجھے کامیابی کی منزل
تک کس طرح پہونچاتی ہون اللہ اللہ یہ سحر سامری کا پُتلا۔ مانی وقت
بہزاد زمان جادو نگار مصور ایک نہ ایک تصویر دلفریب سحر آمیز
کھینچکر سامنے پیش کر دیتا ہے۔ جسکے دیکھنے کے ساتھ ہی خیال
پکا ہو جاتا ہے کہ خواہ مخواہ یہ صورت مقصد اور کامیابی سے ضرور
ہم آغوش کرے گی۔ مثل مشہور ہے۔ آسا جییے۔ نرآسا مرے
جو اسکا نیاز مند ہوا۔ وہ ضرور بے نیازی کا رتبہ حاصل کرے گا۔ جو اسکا
کشتہ ہوگا۔ وہ اکسیر کا درجہ پائے گا۔ جو اس کا بیمار ہوگا وہ ایک
ون بیشک مسیحا کہلائیگا۔ جو اس کا غلام ہوگا وہ کبھی نہ کبھی تاج شاہی
زیب سر کرے گا۔ جو اس کا گھائل ہوگا وہ مردانگی کا تمغہ حاصل کریگا

جو اس کی چال سے پسکر سرمہ بنیگا وہ ضرور منظورِ نظرِ حسینانِ جہان ہوگا۔ جو اس کے ہاتھون پسا ہوا وہ ضرور دستِ حنائی کا جوبن ہوکر رہے گا۔ اسکا مشغلہ سب مشغلون سے بہتر اس کا ورد سب وردون سے بڑھکر اس کا زہر آبِ حیات سے خوشتر۔ اس کا سہارا بے سہارون کے لیے پشتہ بوڑھون کے واسطے عصا۔ جوانون کے لیے تیغ۔ بچون کے واسطے دل بہلانے کا کھلونا سب لوگ ہر حالت مین اُسی کی خیر مناتے ہین اور دم بھرتے ہین تو اُسی کا۔ ورنہ ایک لمحہ بھی جینا اجیرن ہوجائے۔ مگر یہ امید ایسی چالباز عیّار ہے کہ دوستی کے پیرایے مین کبھی کبھی دھوکا بھی دے جاتی ہے۔ لیکن انسان اس کے پرفریب دھوکے کو دھوکا سمجھتا ہی نہین۔ ایسا دلدادہ اور گرویدہ و فریفتہ۔ والہ و شیدا۔ از خود رفتہ ہوجاتا ہے کہ اس کی ہر ادا پیاری معلوم ہوتی ہے۔ اسکے غمزے پر جی قربان۔ اسکے ناز کا دل فدائی۔ اسکے عشوے کی آنکھ مرہونِ منت۔ غرض اسکی بہار بےخزان ہوتی ہے۔ حضرت دل سلمہ اللہ تعالے۔ اسکی شرابِ محبت سے ایسی متوالے

بنجاتے ہین کہ اپنے آپ کو بھول جاتے ہین۔ اور جو لوگ اسکی
مستی کو پی جاتے ہین وہ نیک و بد کو انجام بینی کی عینک سے
بھی تمیز کر سکتے ہین۔ پس اس امید کی بہار لوٹنے کا مستحق ہمارے
نواب کے فرزند دلبند نصیر سے زیادہ کون ہوسکتا ہے۔ جو
ایسے عالم شباب مین متانت اور سنجیدگی۔ اور دور اندیشی۔
اور فہم و فراست۔ تحمل۔ صبر و استقلال سے امرا سے دربار
کو اپنا مشیر بناکر ہر ایک کام کرتا ہے۔ اور عاقبت کار بمضواے
انا فتحنا لك فتحا مبینا۔ تیغ اور دیگ دونون اس کے ہاتھ
رہتی ہین۔ جسوقت پیر مرد (جگت نانا) قصہ سپاہیگری ختم کر چکے
تو میان نصیر نے اپنے والد کی خدمت مین سپاس نامہ لکھا جسکا
مضمون ذیل مین درج ہے۔

قبلہ و کعبہ

آستان بوسی۔ اسیوقت میان عبد الصمد عرف جگت نانا تشریف
لاے۔ اور مژدہ جان فزا سے اس نیازمند خاکسار کے خزان
رسیدہ دل کو بہار تازہ بخشی۔ فدوی کے قلم مین اسقدر طاقت

کہاں کہ حضرت کے الطاف وکرم کے عوض شکریے کی نذر پیش کرسکے۔

اور نہ زبان کو یارا ہے کہ حضرت کی بندہ نوازیوں کی ثنا وصفت میں رطب اللسان ہو۔ البتہ دل اس دعا میں مصروف ثنا ہے

خدایا تو این سایہ پایندہ دار

درحقیقت اس وقت حضرت نے اس ناچیز کی شادی کے مسئلے پر دوبارہ غور فرمانے کی تکلیف جو گوارا فرمائی وہ فدوی کی صحت کے حق میں معجزہ ثابت ہوئی۔ اگرچہ اس معاملہ کی ابتدائی میں خادم کی جانب سے جو سبادرت ہوئی وہ سراسر داخل گستاخی تھی۔ لیکن سوا اسکے کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ خادم اپنے جذبات دلی کا اظہار کرکے حضرت کو اپنے حالِ زار کی طرف متوجہ کرے۔ فدوی بکمالِ ادب امیدوار ہے کہ بمصداقِ

ازخوردان خطا وازبزرگان عطا

فدوی کی گستاخی اپنی عطا اور کرم اور محبت پدری کے تصدق میں معاف فرمائی جائے گی۔ زیادہ کیا عرض کیا جائے۔ حداؔ

آپکا وفادار اطاعتگذار فرزند

نصیر

یہ خط صاف کرکے پیر مرد کے حوالی کیا۔ اور کہا کہ نانا۔ یہ خط والد بزرگوار کی خدمت مین پہونچا دینا۔ اور قدمبوسی عرض کرنا۔

(پیر مرد حقہ پیتے ہوئے) کیا میان یہ سپاس نامہ ہے۔

نصیر۔ جی ہان سپاس نامہ۔

پیر مرد۔ زندہ باش۔ چاہیے بھی یہی تھا۔ اسوقت حقے کا دم کیا لطف دے رہا ہے۔ اِسکے مقابل شہنائی کیا چیز ہے۔ طوطی ہزار داستان ہے کہ بول رہا ہے۔

نصیر۔ نانا۔ واقعی خمیرہ کی خوشبو نے دماغ معطر کردیا۔

پیر مرد۔ میان بسم اللہ ایک دو کش آپ بھی لیجیے۔ یہ سب آپکے دم کی سلامتی سے کے ساتھہ ہے اور ما بدولت تو آپ ہی کا دم بھرتے ہین۔ اور کیون نہو شریف زادے ہین۔

(موچھون پر تاؤ دیکر) الحمدللہ۔ عالی دودمان سپاہی ہون۔ یہ کہکر خط لے لیا۔ اور کہا میان الحمدللہ تمہاری سلامتی ہین آج سویرے

سو پرسے تر لوائے اُڑائے۔ اور حقّے کے دم بھی لگائے۔
گلوری بھی کھائی۔ اور دشمنون کا خون کیا۔ اب خط لیکر
سٹک جانا ہوگا۔ مگر خالی ہاتھ جانا۔ گویا نیک شگون کا خون کرنا
ہے۔ ادھر بڑھیا مکان پہونچتے ہی جیبین ٹٹولتی ہے۔ اگر خالی
دیکھے گی تو سوختہ دل ہوکر دل ہی دل مین جل جائے گی اور تودۂ
خاک بنجائے گی۔ بلکہ آوازی کسے گی کہے گی کہ بس ایسے نواب کی
رفاقت اور نتیجہ یہ کہ جیب خالی کی خالی۔ واللہ شرم سے مجھے
پانی پانی ہونا پڑیگا۔ اور اگر کچھ جیب کا منہ زر علیہ السلام سے
بھر جائے تو پھر کیا ہے۔ خشک و تر پر اپنا قبضہ ہے۔

نصیر۔ (ہنسکر) نانا۔ تمہاری باتون مین عجیب دلچسپی ہے۔ اور ضلع جگت
تو سونے پر سہاگا۔ بسم اللہ یہ لیجیے۔ پانچ اشرفیان نکالکر دین۔
پیر مرد نے دعائون کا تار لگا دیا اور خط لیکر روانہ ہوئے۔

مشاعرہ

اس وقت شب کے ۸ بجے ہین۔ شب چہار دہم کا جوبن بہار افروز

ہے۔ چاند نے اپنے حسنِ دلفریب سے آسمان کے تمام ستارون کو محوِ حیرت کر دیا ہے۔ اسکی صورت زیبا پر چاندنی کی صاف شفاف روپہلی چادر وہ کام کر رہی ہے۔ جو شمع کے ساتھ فانوس کرتا ہے۔ اور اسکے عکس نے تمام عالم کو منور کر دیا ہے جنوری کا مہینہ ہے۔ گرمی کسی قدر شروع ہوگئی ہے لوگ اس چاندنی کی سیر کرنے کے لیے ورانڈون مین اپنی اپنی چارپائیان بچھاکر کام دھندے سے فارغ ہوکر کھانا کھاکر اپنے بیوی بچون کو لیے ہوے۔ چاندنی مین دل بہلا رہے ہین ایسے پُرفضا بہار افروز وقت پر ہمارے ہیرو نواب ذیشان کے گھر بزم مشاعرہ قرار پائی ہے۔ یہ مشاعرہ عام نہین خاص ہے۔ ورانڈے کے سامنے کی جو زمین ہے وہان سفید چاندنی بچھائی گئی ہے چند کافوری شمعین اور ماہی بتیون کے لیمپ دھرے ہوے ہین لیکن اُن کی روشنی کو فروغ نہین ہوتا۔ چاند کے حسن کے مقابل اُن کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے۔

سوڈے کے شیشے برف مین ٹھنڈے کیے جا رہے ہین کہ قہقہا

ضرورت معزز مہمانوں کی پیاس کی گرمی کو ٹھنڈا کریں۔
کُل تعداد حاضرین کی نو ہے گویا عروسِ محفل کے بازو کے نورتن ہیں۔ شہنائیاں جو ہیں خمیرے کے توتے سُلگے ہوئے ہیں۔ محفل میں دَورہ کررہی ہیں۔ معزز مہمان نواب یعنی میزبان ذی شان کے دم کی خیر منا رہے ہیں۔ لیکن فلاکِ حقہ بازِ تفرقہ پرداز کی نظر بد اسطرت لگی ہوئی ہے۔ وہ اشارہ کررہا ہے کہ یہ محفل جو چار عناصر کی طرح یکجا ہوکر آراستہ ہوئی ہے اور گلدستہ بن کر معدنِ زیب و زینت ہورہی ہے۔ ایک چشم زدن میں پھول کی پنکھڑیوں کی طرح تتر بتر ہوجائے گی۔
اس طرف احباب کا شیرازۂ خاطر چونکہ دلی کی وجہ سے مربوط بندھا ہوا ہے فلاکِ کجرفتار کے اس منصوبے سے واقف ہوکر زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ

دو دل یک شود بشکند کوہ را

کیا مجال ہے کہ فلاکِ تفرقہ پرداز کا منتر چل سکے۔ دونوں کے ایک ہونے سے جب پہاڑ کا توڑنا آسان ہے تو اس موقع

پر جہان احباب کی جوگنی تعداد نے یک روح و بند قالب ہوکر ایکا کرلیا ہو۔ وہان اس کی چال کبھی فتنہ بپا نکر سکیگی۔ چرخ چنبری کی نیرنگیان اس یکرنگی کو کبھی نقصان نہین پہونچا سکین گی۔

الغرض ایسے سُہانے وقت مین ہمارے **نوابِ ذیشان** جو میرِ مشاعرہ ہین۔ محفل مین جلوہ افزا ہوکر رونقِ بزم ہوے۔ دفعتاً احباب مین اُٹھو اُٹھو۔ استقبال کرکے لاؤ کی صدا بلند ہوئی۔ اور سب اُٹھ کھڑے ہوے۔ تعظیم کو جگہ ملی اور داخل محفل ہوے۔ ادب نے آواز دی کہ نگہ روبرو۔ اور تہذیب نے پکار کر کہا کہ آداب بجالاؤ۔ سب نے حسبِ مراتب رسمِ سلام ادا کی۔ نوابِ ذی شان نے بطیب خاطر سلام کا جواب حسبِ مراتب ادا فرمایا۔ اور ہر ایک کی مزاج پُرسی کرکے شمعِ بزم کی طرح میرِ محفل ہوکر مسند پر جلوہ افروز ہوے۔

اس محفل مین دو چار نامی شعرا بھی ہین۔ (۱) **ظہیر** دہلوی (۲) **رسا** نے محفل مین سیدھی جانب جگہ پائی ہے۔ ایک **ذوق** مرحوم کی یادگار اور اُستاد **داغ** کے ہمعصر۔ دوسرے اُستادِ داغ کے خوشہ چینون سے۔

یہ دونون باغ سخن کے گُل لالہ ہین جو اپنی خوشبو سے حاضرین کے
دماغ کو معطر کرین گے۔

راوی۔ اُستاد داغ کے نام کو ساتھہی ہماری پیمانہ چشم اشک
غم سے لبریز ہو گئے۔ کلیجے پر اُن کی جُدائی کا جو داغ تھا وہ آتش
غم سے سپند ہو کر چٹخنے لگا۔ اللہ اللہ داغ نے دوست دشمن
سب کے دلون کو فرقتِ دائمی کا داغ دیا۔ وہ کونسا دل ہوگا جسپر
داغ کی عام مقبولیت کا سکہ نہ بیٹھا ہو۔ یہ فردلاجواب تھی۔ صدیون
اسکا جواب نہ ملیگا۔ اس مین شک نہین کہ اپنے فن کا خدا تھا
حُسنِ کلام کی نقاشی سے نوکِ قلم عاجز۔ سلاست طرزبیان پر
قربان۔ محاورون کے مقابل ناطقہ گنگ۔ تلاش مضامین کا
وہ حال کہ جب بحرِ تفکر مین غوطہ لگایا وہ گوہر نایاب ڈھونڈ کر نکالا۔
جو دوسرونکو نصیب نہ ہوسکتا تھا۔

نازک خیالی اپنے ہاتھ سے اپنے حُسن کی بلائین لیتی تھی۔
رنگینی عروسِ سخن کے ہاتھ کی حنا تھی۔ ہر حال مین بے مثل اور
لاثانی فرد تھی۔ جسکا مرثیہ اہلِ سخن کی محفل مین صدیون تک پڑھا جائیگا

آمدم بر سر مطلب۔

ظہیر۔ ذوق مرحوم کے گویا مثنیٰ ہین۔ کلام مین پختگی۔ کہنہ مشقی نومشقون کی مشق کو زیر مشق سمجھتی ہے۔ بلاغت مین اپنے اُستاد سے حصّہ پایا ہے۔ معنی آفرینی مین کمال رکھتے ہین۔

رسا۔ ان کا رنگ جُدا دیکھیے گا۔ کلام مین سلاست مگر نئی ایجاد کے ساتھ محاورے مین اپنے اُستاد کی ملک سے حصّہ پایا ہے نوجوان طبیعت تیز ہوتی ہے لطف کلام سے سامعین کا ذوق دُونا ہوتا ہے۔

راوی۔ ان صاحبون کی خدمت مین ہمارا بھی سلام کوئی پہونچا دے ان کے بعد نواب کے دوست رفیق یہ نوجوان ہین۔ کلام مین بھی شباب کا رنگ ہے محفل کی بائین جانب اختر مینائی اور جلیل لکھنوی نے جگہ پائی ہے۔

اختر۔ امیر مینائی کے خاندان کے روشن ستارے جن کو الولد سرٌ لابیہٖ کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔

دوسرے جلیل ہین۔ امیر مرحوم کے شاگرد رشید۔ انہون نے

اپنے اُستاد زادے کی توقیر اور عزت کے لحاظ سے ادباً اپنا نمبر اُنکے بعد رکھا ہے۔

یہ دونون ایک ہی حُسن کی بہار ہین۔ اور ایک نخل کی دو شاخین۔ ایک ہی گُل کی دو پنکھڑیان۔ ایک ہی روح کے دو قالب۔ یہ دونون نئے نئے رنگ کے پھول باغِ سخن سے چُنکر نئے ڈھنگ کے گلدستے اس محفل مین سجا ئین گے۔ شاہدِ سخن کو بلاغت کا زیور پہنانا انھین کا کام ہے نئی تراشون کے موجد لطفِ خیالات سے مست کردینا انکے بائین ہاتھ کا کھیل ہے۔ تیزیِ فکر سادگی کا رنگ لیے ہوئے جُدا ساقی بن بن کر دورِ جام مین سرشت ہوگی۔ بلند پروازی آسمانون کے تارے توڑیگی۔ یہ اپنی آبائی میراث پائے ہوئے ہین۔

راوی۔ ہم پھر السلام علیکم کہتے ہین۔

انکے بعد **قلندر شاہ**۔ پہلو دبائے بیٹھے ہین جیسی ان کی عمر پختہ اور تجربہ پختہ۔ کلام بھی ویسا ہی پختہ۔ اس میدان کے پہلوان ہین۔ جس بزم مین جگہ پائی گویا لبلی گھونسا بنکر رہے۔ **قاآنی**

کے خاندان سے انکو دولتِ سخن میں حصّہ ملا ہے - کلام بلیغ ہے
اور بلند پروازی کہتی ہے -

عنقاے نظر بلند پرواز

بندش چُست - کلام میں رعایت لفظی ایسی گویا چولی دامن کا ساتھ
شاعری میں صاحبِ فن -

انکے بعد **عبد الصمد** عرف (جگت نانا) تخلص **جُرأت**
ان کا کلام موزون ضرور ہے مگر ظرافت آگین -

بشیر - لڑکا نوجوان ہے - مگر طبیعت کی تیزی سے چل نکلا ہے -

ضیا - انھون نے نواب کے پہلو مین جگہ پائی ہے انکی روشنی
اپنے ہمعصرون مین بہت بڑھی ہوئی ہے - فارسی کلام مین یدِ طولی حاصل
ہے - اپنے پلے کا دوسرا نہین رکھتے - البتہ کوئی اہلِ زبان اگر
مقابلہ کرے تو ممکن ہے کلام مین زور بہار سے رنگ لیتے ہین
سادگی مین رنگ آمیزی طرفہ بہار دیتی ہے لطفِ خیالات قلوب
کو مسخر کرتا ہے - نئی تراشون مین بیدل کا پرا اُتارا جاتا ہے -
فصاحت مین سعدی کی گلستان کے گلچین کلام مین درد ہے - گداز ہے

نواب ذی شان نے ابتدا کے لیے فارسی کلام کی فرمائش کی ضیا نے اپنا کلام سنا کر محفل کو ہنچو کر دیا۔

قلندر کے کلام پر واہ واہ کی وہ صدائیں بلند ہوئیں کہ محفل گونج اٹھی۔

اسکے بعد اردو کا کلام شروع ہوا۔ اس میں دو مردِ میدان مقابل کے ٹھہرے۔

ظہیر اور **جلیل**۔ اور دونوں اپنے اپنے رنگ میں ہم پلہ اور جو کہا خوب کہا۔ موتی پرو دیے۔ بہار افشانی کی۔ ساری محفل کو محوِ حیرت بنا دیا۔

جو فارسی اردو کلام اس مشاعرے میں پڑھا گیا وہ ضیافتِ طبعِ ناظرین کے لیے درجِ ذیل ہے۔

ضیا

آتش جہد از سر لب مدیم چہ تب است این   با این ہمہ سوزم کہ نپرسی غضب است این

آزار طپیدن چہ دہی بسمل خود را   منت کش ناکامی ذوقِ طرب است این

فریاد کہ تا لب نرسد آہ من اید دست   انجام سراسیمگی روز و شب است این

ای شمع ز بیباکی پروانه چه پرسی   کز تیغ جفای تو شهادت طلبست این
اندیشهٔ غمازی اغیار بجا بود   زنهار که آزردگی بی سببست این
آن کیست که یکدسته کنم نذر کمالش   گلهای مضامین ریاض ادبست این
ای آنکه ظهور تو بود آنچه نهانست   در پردهٔ اظهار نگنجی عجبست این
یک جلوه بصد شوخی نظاره نگنجد   ای دیده نگه دار که جای ادبست این
دانسته چه پرسی دل شوریده همین است   عمریست که در هجر تو بی تاب و تبست این
ای باده برانداز نگهی سوی ضیا هم
قربان جفای تو شوم جان بلبست این

قلندر

گردم نه ز تنهایی فراقش عجبست این   مهلت ندهم مرگ چه یارب سببست این
از سوختن و کشتنم ای شعلهٔ طبیعت   خاموش نشد آتش قهرت غضبست این
ترسم که برد هوش تو از بادهٔ نظمم   در نشئه که افزون ز شراب عنبست این
در منزلم آن ماه فرود آمده از مهر   ای چرخ شب عیش که روز طربست این
برگ گل تر هست که لعل لب جانان   یاقوت شکر بار که شیرین رطبست این
در دست تو تنگر ندهم دست که گویند   یاران هوس پیشه که دست طلبست این

هر چند کنم ناله براهش مگر افسوس — پرسد نه سوارم که چه شور و تعب است این

جز خبر بت وصل تو دلم سرد نگردد — کین شورش هجر است بجانم نه تب است این

گویم چو برد نام تو کس پیش من آید و ست — اے یار بگو باز کران ملقب است این

نشناخت زر شعر مرا بے بصر افسوس — آگاه نشد کور که مس یا ذهب است این

پیچم نه با حباب قلندر به فن شعر
در انجمن شاد که جای ادب است این

ظہیر دہلوی

ایک ہوتی نہیں گر ساری خدائی ہوتی — تیرے غمزے کی کہیں عہدہ برائی ہوتی

بزم شادی میں اگر اپنی رسائی ہوتی — نغمہ سنجی کے عوض نوحہ سرائی ہوتی

لاجرم بند تعلق میں پھنسانا پڑتا — دلکو زندان جنوں سے جو رہائی ہوتی

دوست تقدیر کی بگڑی کو سنوارے کیا کیا — بات بنتی نظر آتی تو بنائی ہوتی

عمر بھر آتش فرقت میں جلایا تمنے — تین دن شمع لحد پر تو جلائی ہوتی

وہ نہ آتے تو نہ آتے تجھے آنا تھا ضرور — اے اجل آج تو منہہ بھی نہ لگائی ہوتی

نیست سے ہست نہ ہوتے تو برائی کیا تھی — قطرہ بحر میں ہرگز نہ جدائی ہوتی

میں وہ غم دوست ہوں ہوتی نہ قناعت ہرگز — غم عالم کی اگر دل میں سمائی ہوتی

پوچھتا کون زمانے میں اگر آج ظہیر
حضرت شاد کے در پر نہ رسائی ہوتی

رسا

حشر ہوتا بھی تو تیری ہی بن آئی ہوتی — تو جدھر ہوتا اُدھر ساری خدائی ہوتی
گر غم عشق کی ہر دل میں سمائی ہوتی — تو یہ دولت مری حصہ میں نہ آئی ہوتی
غیر کرتے جو بُرا بھی تو سمجھتے وہ بھلا — میں بھلائی بھی جو کرتا تو بُرائی ہوتی
یہی اچھا ہے کہ سفاک دغاباز ہو وہ — ورنہ کتنوں نے وہاں اپنی جمائی ہوتی
چشم تر تو نے جو طوفان اُٹھائی تو کیا — بات جب تھی کہ لگی دل کی بجھائی ہوتی
تم تو چپ رہنے پہ بھی میری برس پڑتے ہو — قہر ہوتا جو زباں میں نے ہلائی ہوتی
چُپ نہ رہ سکتے تھے یوں سنکے مرا افسانہ — عشق کی چوٹ اگر تم نے بھی کھائی ہوتی
کچھ تمہارا ہی اشارہ نہ ہو اس میں ورنہ — مجھ میں اور غیر میں کس طرح صفائی ہوتی

کوئے جاناں میں رسا پھرتے ہیں کیا پاس ہی ہم
بزم تک اسکی نہیں ہے جو رسائی ہوتی

رفیق

یار کے دل میں جگہ میں نے جو پائی ہوتی — آج قبضے میں مری ساری خدائی ہوتی

دیکھتا آنکھ اُٹھا کر مین کسی اور کو بھی — آنکھ مین گر تری صورت نہ سمائی ہوتی
آکے دو روز مرے دل مین اُنھین رہنا تھا — کاش اُجڑی ہوئی بستی یہ بسائی ہوتی
آپ باتین تو بنانے مین بہت ہین مشتاق — کبھی بگڑی ہوئی تقدیر بنائی ہوتی
مین بھی ای یار ترے وصل کی خواہش کرتا — کبھی اُمید کسی کی جو برآئی ہوتی
کاش آئینہ صفت ہوتی صفائی باطن — پھر تو صورت تری دل مین اُتر آئی ہوتی
ہم بھی اے نالۂ سوزان تری قائل ہوتے — گھر مین دشمن کی اگر آگ لگائی ہوتی
دل کا آنا جو نہ تھا آپکو ایجان پسند — ہمین بن ٹھنکے یہ صورت نہ دکھائی ہوتی

کیا رفیق آپکے منہ مین نہ زبان تھی گویا
وہ جو بگڑے تھے کوئی بات بنائی ہوتی

اختر مینائی

دل صد چاک کی وان تک جو رسائی ہوتی — شانہ بن بن کے تری زلف بنائی ہوتی
تیری تصویر جو ملتی تو نکلتی سو کام — دل سے آنکھون سے کلیجے سے لگائی ہوتی
اُڑکے پہونچے ہم اگر تا سر افلاک تو کیا — بات جب تھی کہ ترے دل مین رسائی ہوتی
دل سی شے اور وہ تلوون سے ملی جاتی ہے — قدر ہوتی تو کلیجے سے لگائی ہوتی
اُنکے آنیکی خوشی کیون مجھے جینے دیتی — جان جاتی جو یہ اُمید بر آئی ہوتی

جھوٹ سمجھے ہو فسانہ مری بیخوابی کا — کاش تمنے بھی کہین آنکھ لگائی ہوتی

شوخی تربت پہ مری کون تھا آنے والا — شمع ہوتی تو نسیم سحر آئی ہوتی

شکوۂ جور پہ وہ طنز سے کہنا اُنکا — کسی اچھے پہ طبیعت تری آئی ہوتی

تمکو منظور اگر حسن کا چمکانا تھا
رسم کچھ حضرتِ اخترؔ سے بڑھائی ہوتی

جلیل

مین وہ بلبل ہون قفس سے جو رہائی ہوتی — بوئے گل دور سے لینے مجھے آئی ہوتی

طور کی آگ مرے دل مین لگائی ہوتی — ایسی بجلی کوئی اے چرخ گرائی ہوتی

چاہتا ہون کوئی امید نہ رکھون اُن سے — کاش میری یہی امید بر آئی ہوتی

حسن پردے مین ہے اُس پر یہ چہل اپنی — فیصلہ تھا جو نقاب اُسنے اٹھائی ہوتی

وعدۂ دید ٹھہرتا نہ اگر محشر مین — مرنے والون کو کبھی نیند نہ آئی ہوتی

تھا جو تقدیر مین جلنا تو ہوئے کیون انسان — شمع ہوتے تری محفل مین رسائی ہوتی

کوئی جلوے کا اگر دیکھنے والا ہوتا — یار کو خود ہوسِ جلوہ نمائی ہوتی

روح و قالب کی جدائی کا نہین کچھ شکوہ — کاش دو دل مین نہ اے چرخ جدائی ہوتی

محفلِ شعر و سخن سرد پڑی ہے کب سے

تمنے کچھ پڑھ کے جلیل آگ لگائی ہوتی

جرأت

تیغ کی اُس نے صفائی جو دکھائی ہوتی
ایک دو ہاتھ مین عالم کی صفائی ہوتی

تمنے دشمن کو اگر سر نہ چڑھایا ہوتا
ہمنے بھی اُسپہ سر و ہی نہ اٹھائی ہوتی

تارے گن گن کے مری رات بسر کیون ہوتی
چاند سی شکل اگر تم نے دکھائی ہوتی

دیکھیے خون نہ ہو جای مری حسرت کا
آج کی رات تو مہندی نہ لگائی ہوتی

غیر سے آپکو ہنسنا تھا تو ہنستی کہین اور
مہربان مجھپہ تو بجلی نہ گرائی ہوتی

اپنے سینے سے لگاتا مین دکھا کر تجکو
تیری تصویر مرے ہاتھ جو آئی ہوتی

کر رہے تھے سر محفل وہ عدو کی تعریف
بولتے ہم تو ابھی مفت لڑائی ہوتی

قیس و فرہاد کا پھر آپ نہ سنتے قصہ
اپنی بیتی جو کبھی ہمنے سنائی ہوتی

اُٹھ گئے پہلوی دشمن سے جو تم خیر ہوئی
ورنہ جرأت نے قیامت ہی اٹھائی ہوتی

بشیر

ہمنے ای دل جو کہین آنکھ لگائی ہوتی
حسرت دید کی خوب آج بن آئی ہوتی

جان لینے پہ جو آمادہ ہے ای درد فراق
تو نے میری کوئی تقصیر بتائی ہوتی

نگہ شوق تڑپتی نہ مری آنکھون مین
پیاری صورت نہ اگر تمنے چھپائی ہوتی

جانتے ہم کہ دفا ہوگا تمہارا وعدہ
سہر دشمن کی قسم تمنے جو کھائی ہوتی

اسطرح مجھ سے کدورت کا نہ کرتا اظہار
آئنہ رُو جو ترے دل مین صفائی ہوتی

آج مجنون کی طرح نام مرا بھی ہوتا
اُسکے کوچے مین اگر خاک اُڑائی ہوتی

صورت ماہی بے آب تڑپتے رہے ہم
تمنے خنجر سے لگی دلکی بجھائی ہوتی

چشم گریان مری طوفان اٹھاتی کیا کیا
تمنے دشمن سے اگر آنکھ لڑائی ہوتی

بلبلین نغمہ سرا پھر کبھی ہوتین نہ بشیر
یہ غزل تمنے چمن مین جو سنائی ہوتی

بارہ بجے شب کے جلسہ برخاست ہوا

شب بخیر

عالم تصور

یہ عالم بھی عجیب ہو کا عالم ہی کہ سوا محویت اور فراموشی دنیا و مافیہا کے اور کچھ نظر نہین آتا۔ یہی محویت انسان کو آئینۂ حیرت بنادیتی ہے۔ یہ درجہ اُسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ انسان کسی کے حسن جہان سوز

کے نظارے مین سرتاپا محو ہوجائے - ورنہ حضرت دل وہ بڑی بلا ہین کہ کبھی نچلے نہین رہتے - اور نہ کسی حال چین سے بیٹھنے دیتے ہین - جو لوگ دنیا کے مہملات مین پھنسے ہوئے ہین وہ اس عالم کون و فساد کی نیرنگیون سے متاثر ہوکر ہر ایک شئے مین جو خاص حسن کی ادا ہے اُسکو فردوس نظیر پاتے ہین - مگر حضرت دل کو کسی طرح سیری ہی نہین ہوتی ابھی ایک چیز کی بہار خوشگوار سے پورا لطف حاصل کرنے نہین پائے اور چشم اشتیاق کو ایک صورت زیبا کی دید سے ابھی سیرابی نہین ہوئی کہ دوسری دلفریب تصویر سامنے آکر موجود ہوگئی اور وہ اپنے کمال حسن کے جوش مین کہتی ہوئی نظر آتی ہے -

جلوہ دیکھے مری رعنائی کا

کیا کلیجہ ہے تماشائی کا

دل ہے کہ تیتری ابھی اس پھول سے اڑکر اس پھول پر گئی - ابھی یہان تھی ابھی وہان پہونچی اور چشم زدن مین وہان سے پھر یہان آکر منڈلانے لگی -

الغرض ہر آن ایک نیا عالم ہے اور ہر لمحہ ایک نئی بزم ہے اور ہر پل ایک نئی دنیا ہے۔ یکسوئی کسی طرح نہین ہوتی پر نہین ہوتی فطرتًا انسان بمصداقِ کل جدید لذیذ طالب اور آرزومند ہے نئی نئی تجلیات کا۔ یہی وجہ ہے کہ جو اس بحرِ ناپیدا کنار سے آشنا ہوا اُسکی پیاس بجھ ہی نہین سکتی۔ وہ جزر و مد کے خوشنما منظر کو جنت نظیر بناکر سراپا حیرت بن جاتا ہے۔ اول تو اُسے اپنی خوش گوار پیاس بجھانے کا خیال ہی کیون آنے لگا۔ اور آگے بھی تو اُس کی پیاس ایسی نہین ہے کہ ایک سمندر سے بجھ سکے۔ اور اُسکے تن بدن مین جس آگ کے شعلے مشتعل ہین کیا اُسکو کوئی بجھا سکتا ہے۔ البتہ اگر بجھا سکتا ہے تو وہی بجھا سکتا ہے جو اپنے بیچین دل کو جذبِ مقناطیس کے ذریعے سے ہر طرف سے ہٹا کر صرف اپنی طرف متوجہ کرلے۔ یہی یکسوئی منزلِ مقصود کا سیدھا راستہ ہے۔

بہر صورت جب تک اس عالم مین یکسوئی نصیب نہ ہو اور ایک ہی سے روبکاری کی عزت حاصل نہ کیجائے کبھی ممکن نہین کہ ہر ایک کے مُنہ تکنے مین انسان لطفِ اطمینان سے دوش بدوش ہوسکے

اس مستِ شرابِ بیخودی سے ذرا بازو ہلا کر پوچھیے کہ تم کس حیرانی
مین پڑے ہو۔ اور کس صورت آفرین نے تمہین ہر رنگ مین اپنا
جلوہ دکھا کر اس طرح دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا ہے کہ ہر وقت
اپنے آپے سے باہر رہتے ہو۔ اور کس آئینہ خانی کا منظر تمہاری نظر
کے روبرو ہے جس مین ایکصورت ہزارون آئینون مین یکسان
شانِ دلربائی کے ساتھ اپنی چمک دمک دکھلا کر خانۂ دل کو منور کرتی
ہے یہ راز اسوقت آپ پر کُھلے گا جب وہ محوِ حیرت کوئی جواب دے گا
مگر ہم آپ سے کہے دیتے ہین کہ وہ اپنے لب ہاے خاموش کو
کسی جواب سے آشنا نہ کرے گا۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ تھوڑی دیر
کے لیے سر اُٹھا کر آپکا مُنہ تکنے لگے۔ اور عجیب حیرت و استعجاب
سے آہِ سرد بھر کر مسکرائے۔ اور یہ کہہ کر ع

آمد و از دل ما صبر و سکون می طلبد
شاہ بینگر کہ بآئینِ گدا مے آید

پھر اپنا سر جھکائے اور محوِ نظارہ بنجائے۔
اللہ اللہ لوٹنے کی جگہ ہے کہ اُس جواب دینے والے

نے کس اطمینان کے ساتھ آپ کو ساکت وصامت کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے بھی اُسکے جواب سے متاثر ہو کر ایک ایسا نعرہ لگایا جس نے کرو بیانِ فلک کے دل ہلا دیے۔ اور آپکے اس نعرۂ زہرہ شگاف کی بجلی اُس خرمن میں گری اور تڑپ کر نکل گئی جس میں اس کا کبھی گزر بھی نہ ہوا تھا۔

ایک چشم زدن میں یہ سین نظر کے سامنے سے گزر گیا لیکن دیدۂ دیدار طلب پھر بھی کہتا رہا ۔

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے

یہ تو عام حالت ہے مگر اب وہ لوگ جنھوں نے خدا پرستی کو اپنا ایمان اور توحید کو اپنا مذہب جانکر۔ کفر و اسلام کی کمند سے آزادی حاصل کرلی ہے اور قیدی بے زنجیر بنے رہنے سے ہمیشہ کے لیے حریت کا پروانہ حاصل کیا ہے وہ اس تصور کے اسقدر دلدادہ اور فریفتہ ہیں۔ اور اس میدان کے مرد بنکر اوروں سے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ انکے دامنِ نگاہ کی گرد کو بھی معمولی نظریں مس نہیں کر سکتیں

اُنھون نے نہ صرف اپنے دربار سے تعصب اور حسد۔ اور رشک کو خارج کردیا ہے بلکہ وہ اس اصول کے پیرو ہین کہ تصور خواہ کسی شے کا ہو۔ خواہ کوئی صورت زیبا جاذب نگاہ ہو۔ خواہ کوئی گل کسی باغ کا گلدستہ بنے اور خار چاہے کسی دامن سے اُلجھ جاے۔ اور خیال چاہے کہین بہک جاے۔ مگر وہ اپنی اصل ہی کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اور کُلّ شَیٍٔ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ کی دلیل پیش کرکے اسی کو مقام صدق وصفا قرار دیکر تکیہ لگاے ہوے بیٹھے ہین کہ انھین کوئی غیر نظر ہی نہین آتا۔ جو ہے اُسی آفتاب جہانتاب کا جلوہ ہے کعبہ اُسی کا گھر بتکدہ اُسی کی جلوہ گاہ کفر اُسی کے اسم مُضل کی صفت اور اسلام اُسی کے اسم ہادی کا مظہر اور دوزخ اُسی کی برق غضب کا ایک شرارہ اور جنت اُسی کے مہر کرم کا ایک ذرہ۔ ع

کفر و اسلام در رہش پویان

اُنکے نزدیک نہ تو ہے نہ مین۔ نہ خیر نہ شر جو کچھ ہے بس ایک ہی ہے۔ اور وہ ایک بھی اپنے ہی مین ہے۔ اور اپنے سے ہی اور غور سے دیکھو تو وہ آپ ہی آپ ہے۔ جو شخص اس شراب

معرفت کی مستی مین آجاتا ہے وہ تصور ہی کے آئینے کا تماشائی ہوکر اس درجۂ کمال کو پہونچتا ہے کہ اُسے بجز اپنی صورت کے کچھ اور نظر نہین آتا - پھر کیا تھا اپنے حسن کی آپ بلائین لیکر اور اپنے گرد آپ طواف کرکے اپنے قدم آپ لیکر - اپنے ہاتھ آپ چوم کر - اور اپنی تیغ ادا کا آپ گھائل ہوکر - اور اپنی طرف آپ مخاطب ہوکر یون ترانہ سنج ہوتا ہے ؎

یارِ من باکمالِ رعنائی

خود تماشا و خود تماشائی

ایسے نظر بازون مین ہمارے نواب ذیشان کے فرزند ابتدائی درجے کے لوگون مین میان نصیر کا نام بھی شریک ہے اور اس وقت اسی عالم کی سیر مین مصروف ہین - یعنی اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین سپاس نامہ لکھنے کو بھی بیٹھ گئے اور چمنستان خیال کی سیر مین محو ہوگئے - اُنکی معشوقہ دلنواز پہر آرا - جس کی صورت سے ابھی اُنکی آنکھین آشنا بھی نہین ہوئین مگر جو عالم تصور مین ہر وقت نظر کے سامنے رہتی ہے - اُسوقت گویا اُنکے روبرو بکمال رعنائی

شرمائی ہوئی ادب کے ساتھ بیٹھی ہے۔ اور نازِ معشوقانہ سے گویائی کے مُنہ پر خموشی کی مہر لگائے ہوئے ہے ؎

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی مری سب کے جواب میں

لیکن جذباتِ عشق کا ضبط کرنا کوئی دل لگی نہیں ۔ دفعتًا لبِ خاموش سے چیخ نکل گئی اور ساتھ ہی میاں نصیر نے چونک کر جو دیکھا کہا۔ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

لیکن دیکھتے کیا ہیں کہ سامنے خانساماں ادب سے کھڑا ہے۔ اور کچھ کہنے کو ہے۔

نصیر۔ کیوں خیریت ۔ یہ چیخ کیسی تھی۔

خانساماں ۔ اداشناس تھا پہچان گیا۔ کہ یہ چیخ کی آواز خیالی ہے لیکن بات کو بنایا۔ اور عرض کیا کہ سرکار کو خدا سلامت رکھے منصبدار صاحب کے پاس سے اُگلالی آئی ہے۔ اسکی اطلاع کے لیے خدمت گار نے خانہ زاد کو پکارا تھا۔ اور یہ اُسی کی چلانے کی آواز تھی

نصیر۔ غور کے بعد سمجھا کہ خانساماں نے بات بنائی ورنہ چیخ تو

میری ہی تھی۔ اور تصور کی مضراب نے جو رباب عشق کی تار کو چھیڑا تو آواز نکلی سنبھلکر کہا کہ اچھا بلاؤ کو۔

اب چہرے پر ملال اور فکر کا ابر جو چھایا ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ دُور ہوتا جاتا ہے۔ اور مسرت روے زیبا کا گلابی رنگ بن رہی ہے خانساماں مغلانی کو حاضر کر کے آپ نیچے چلا گیا۔

نصیر۔ بہت مسرّت ہے۔

س؎ مژدہ اے دل کہ دگر بادِ صبا باز آمد

ہُد ہُد خوش خبر از ملک سبا باز آمد

مغلانی نے آداب بجا لا کر دعائیں دیں اور نذر پیش کی۔

نصیر۔ یہ نذر کاہیکی۔

مغلانی۔ قربان جاؤں یہ اُس شادمانی کی نذر ہے جسکا ظہور انشاءاللہ قریب میں ہونے والا ہے۔

نصیر۔ صاف کہو تو پھر تمہاری نذر لیں۔

مغلانی۔ اوّل قبول فرمائیے۔ پھر باندی عرض کریگی خدا مبارک کرے۔ بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ۔

نصیر نے بسم اللہ کہہ کر نذر قبول کی۔

راوی۔ واہ بی مغلانی تم نے پہلا شگون خالی جانے نہ دیا۔ کیا کہنا مبارکباد کے ادا کرنے کا سہرا پہلے تمہارے ہی سر بندھا۔ ہم بھی تمہارے ساتھ مبارکباد کا گلدستہ پیش کرتے ہیں۔ خدا مبارک و سازوار کند۔ آمین۔

مغلانی۔ پھر سلام کر کے بیٹھ گئی۔ اور عرض کیا کہ قربان جاؤں۔ جب سے یہ مبارک خبر باندی کو ملی ہے کہ سرکار کے والد ماجد نے ہماری صاحبزادی سے سرکار کا پیوند ہونا منظور فرمایا ہے (ہلاتین) لیکہ خدا کی قسم میں پھولی نہیں سماتی ہماری بیگم صاحبہ تو بس فرطِ مسرت سے رونے لگیں اور صاحبزادی تو (شرما کر) آئینے کی طرح حیران ہو گئیں۔

نصیر۔ یہ کیونکر معلوم ہوا۔

مغلانی۔ عبدالصمد صاحب وہ جو بڈھے ہیں اور جن کو لوگ جگت نانا کہتے ہیں وہ سرکار کے والد ماجد کی طرف سے ایک خط ہمارے صاحب کے نام کا لائے تھے تنہائی میں ملے۔ خدا جانے کیا

بات چیت ہوئی۔ ہمارے میاں گھر مین آکر بیگم صاحبہ سے بہت دیر تک خندہ پیشانی سے باتین کرتے رہے اس کے بعد پھر باہر چلے گئے۔

بیگم صاحبہ نے فوراً مجھے بُلاکر میٹھیہ ٹھوکی اور کہا کہ لو مغلانی مبارک۔ بات ٹھہر گئی یہ کہہ کر رو دین اور آنسو موتی کی طرح ڈھلک کر گود مین آرہے۔

یہان تک مغلانی کی گفتگو نہ پہونچی تھی کہ میان نصیر کے دل مین بھی جوش پیدا ہوا۔ اور فرط مسرت سے رونے لگے مگر مرد تھے پھر ضبط کیا۔ مغلانی نے بھی کچھ آنسو نکال کر گفتگو کا سلسلہ شروع کیا کہ مین واری جاؤن۔ بیگم صاحبہ کی یہ حالت دیکھہ کر باندی کا بھی دل بھر آیا۔ جب مجھے اُسی وقت بیگم صاحبہ نے کہا کہ سرکار مین حاضر ہو کر کیفیت دریافت کرون کہ کیا گزری۔ اور کس طرح سرکار کے والد راضی ہوے۔ دو روز سے آنا چاہتی تھی مگر صاحبزادی کا ذرا پنڈا چھیکا ہو گیا تھا۔ آج خدا کے فضل سے مزاج اچھا ہے۔ اِسلیے حاضر ہوئی کہ سرکار سے

خبر لے کر بیگم صاحبہ کی خدمت مین عرض کرون۔

نصیر۔(گھبرا کر) کیون خیریت۔کیا بخار آگیا تھا۔

مغلانی۔ دشمن دُور بار۔کچھہ یون ہی سا پنڈا پھیکا پڑ گیا تھا۔

اب خیریت ہے۔

نصیر۔ الحمدللہ۔لاکھہ لاکھہ شکر ہے خدا کا۔

مغلانی۔(پیاری اداسے) ادی صاحب۔آپ تو اس وقت

ایسے گھبرا گئے جیسے کوئی ...... (شرما کر سر نیچا کر لیا)

نصیر۔ واللہ میرے ہوش اُڑ گئے۔

مغلانی۔ آپ تو غضب کرتے ہین۔سرکار بات ہی کیا تھی

گھبرانے کی۔(مسکرا کر) مگر ہان اقتضائے محبت ہے۔

نصیر۔تمہاری صاحبزادی کو بھی کیا اتنی ہی محبت ہے جسقدر

مجھے ہے۔

مغلانی۔ اللہ رکھے۔ہماری صاحبزادی کو خطا معاف ہو آپ

سے زیادہ ہے۔

نصیر۔یہ دعویٰ تمہارا غلط۔

مغلانی ۔ کیا عرض کرون ۔ اب خدا وہ دن قریب لاتا ہے کہ
یہی باندی سامنے حاضر رہ کر گواہی دلائیگی ۔
نصیر ۔ (تبسم کرکے) انشاءاللہ تعالےٰ ۔
مغلانی ۔ صاحب یہ معاملہ طے کیونکر ہوا ۔
نصیر ۔ بہت آسانی سے ۔ فضل خدا شامل حال تھا ۔ مین نے
ایک خط لکھکر جگت نانا کو دیا وہ بھی عجب شطرنج کا مہرہ ہے
اُس کی چال بھلا کون سمجھے ۔ زمانہ دیدہ ۔ طلسم کا پُتلا ۔ پیادے
سے گویا فرزین ہوا ہے ۔ اُسنے بال اپنے دھوپ مین تھوڑی
ہی سفید کیے ہین ۔ خدا جانے والد کو کس طرح سے شہ دیکر
قابو مین لایا ۔ کہ خدا کے فضل سے بازی اپنے ہاتھ رہی اور
کشت امید سرسبز ہوئی ۔ اور میری درخواست منظور فرمائی گئی ۔
مغلانی ۔ اللہ مبارک کرے ۔ خدا کرے یہ جوڑی برقرار رہے
بڑی بات ہوئی ۔
نصیر ۔ بیشک بڑی بات ہوئی ۔
مغلانی ۔ ہماری بیگم صاحب نے ہزارون منّتین مانین ۔ اور رات

دن صاحبزادی کو کُڑھتا ہوا دیکھ کر پریشان رہتی تھین نہ دن کو چین۔ نہ رات کو نیند۔ کیا عرض کرون سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہین

نصیر۔ یہ اُن کی محبت کی دلیل ہے۔

مغلانی۔ کیا عرض کرون بے دیکھے خدا جانے کیونکر محبت ہو گئی۔ جب دیکھو آپ ہی کا ذکر۔ اور ہر وقت یہی کہتی تھین کہ میرے چاند کو یہ چاند کا ٹکڑا ملجائے تو بس ہین۔ مُنہ مانگی مراد پاؤن۔

نصیر۔ مجھے تو کبھی دیکھا ہی نہین۔ پھر اُنھین کیا معلوم کہ مین کالا حبشی ہون یا گورا چِٹّا۔

مغلانی۔ دُردانہ بیگم کے ہان آپ کی تصویر اُنھون نے دیکھی تھی اُسی دن سے بس اس کا خیال تھا کہ صاحبزادی کے ساتھ آپ کی نسبت ہو جائے۔ سچ ہے کہ خدا سے جو مانگو دیتا ہے (بلائین لیکر) قربان اُس کی خدائی کے آخر جو دل نے چاہا وہی ہوا

نصیر۔ بیشک خدا کے فضل کا معاملہ ہی ایسا ہے۔

مغلانی۔ اب باندی آداب عرض کرتی ہے وہان سب منتظر ہونگے راہ دیکھتے ہونگے۔ کہ مغلانی کب آتی ہے۔

نصیر۔ بیشک راہ دیکھتے ہونگے۔ اُن کو زیادہ ترسانا اچھا نہین
میری طرف سے امان جان کو بہت بہت آداب عرض کرنا۔
مغلانی۔ (بلائین لیکر) قربان جاؤن کیا پیارا معلوم ہوا اس
وقت اگر جاکر کہون گی کہ بیگم صاحبہ آپ کے داماد نے آپکو اسطرح
کہا ہے کہ اماں جان کو آداب عرض کرنا۔ بس خدا کی قسم اپنے
مین نہ سمائین گی۔ ایسے ہی جاکر باندی عرض کرے گی۔
میان نصیر نے پھر پانچ اشرفیان مغلانی کو دین۔ مغلانی نے
بہت اصرار کے بعد قبول کر کے فرشی سلام کیا۔ اور روانہ ہوئی۔
راوی۔ میان نصیر کو ہم مبارکباد دیتے ہین۔ انشا اللہ اب
شادی کی مبارکباد شب گشت کے روز دین گے۔

بولنا مت کہ بھرے بیٹھے ہین

جگت نانا نے اپنے دولت خانے مین صبح کے وقت چاے
نوش جان کر کے گلوری کا خون کیا اور حقّے کے دم اُڑاتے ہوے

باہر مردا نے مین برآمد ہوکر اپنے خدمتگار گھسّو ۔ کو حکم دیا کہ جلد
جاؤ اور میان نصیر کو ہماری جانب سے سلام اور دعاے عمر و
دولت پہونچا کر کہو کہ اس وقت ہمارا جی چاہتا ہے کہ بطون کا شکار
کھیلنے کے لیے آسمان ساگر جائین ۔ فوراً دونالی بندوق چھرّون
کی ایک اور ایک اکپرس (اکسپرس) روانہ کرین ۔
گھسّو میان ۔ حکم کی تعمیل مین عذر نہین مگر اکپرس لیکر کیا
کرینگے ۔ وہان تو نہ کوئی شیر ہے نہ شیر کا بچہ بلکہ گیدڑ بھی نظر نہ
آئے گا ۔
پیر مرد ۔ نامعقول گیدی جب دیکھو ہمیشہ بات کاٹتا ہے کمبخت
مقراض ہے زبان کیا ہے گیدڑ نہ سہی کتّا سہی ۔ تجھے اس سے کیا
گھسّو ۔ میان آج تو آپ ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے بھرے
بیٹھے ہین خدا خیر کرے یہ فیر کس پر ہو گا معلوم نہین ۔
پیر مرد ۔ کیون بے مسخرے ۔ مسخرے پن کی عادت نہین جاتی
بار بار کہنے سے نتیجہ کیا ایسی باتین بنانا مجھے بھی آتی ہین ۔ یاد رکھ
اب اگر کچھ منہ سے کہا اور زبان ہلائی تو بس تو ہی نشانہ ہے ۔

جا فوراً جا۔

گھسُو۔ جو حکم میاں (کہہ کر چار قدم گیا۔ اور پھر واپس آکر) میاں بیگم صاحبہ نے مجھے حکم دیا تھا کہ جب کبھی میاں بندوق منگائیں پہلے بیگم صاحبہ کی اجازت لے لوں پھر لاؤں۔ اب کیا ارشاد ہوتا ہے۔

پیر مرد۔ (جھنجھلا کر) او مردود۔ کندۂ ناتراش۔ گیدی۔ خر بے دم۔ کچھ کمبختی آئی ہے۔ کہتا ہوں کہ بکواس نہ کر۔ سنتا نہیں۔ (خنجر پر ہاتھ رکھ کر) تو ندہی میں نہ اتار دوں تو بات نہیں۔

گھسُو گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ اور داد فریاد کرنے لگا۔

پیر مرد۔ اے سنو شیطان کا حال ارے کمبخت کیا تجھے کوئی مار رہا ہے یا کسی نے تیرا خون کر دیا۔ یا کسی نے تجھ پر بندوق داغ دی۔ یا کسی نے وار کیا۔ یہ داد فریاد کیسی۔

گھسو۔ میاں خنجر پر آپ نے ہاتھ ڈالا۔ میں سمجھا کہ بس اب شہید ہوا۔

پیر مرد۔ (جھلا کر) مردود۔ قسم ہے خدا کی۔ اب نہ رکھوں گا تجھے سویرے

سویرے ماما مرزا دی چاء روٹی دیر میں لائی۔ افیون پانچ بجے کے عوض سات بجے کھائی۔ آج بسم اللہ ہی اچھی نہیں ہوئی اور اب تو ہمیں ستارہا ہے۔ نہ تو بندوق لاتا ہے۔ نہ جواب دیتا ہے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ خدا کی قسم آج ہمکو کچھ نفع نہوگا ٹوٹے ہی میں رہیں گے

گھسیٹو۔ میاں میں عرض نہ کرتا تھا کہ آج آپ بھرے بیٹھے ہیں۔ آپ نے انکار کیا۔ مگر بات تو میری ہی سچ نکلی

اتنے میں ماما شریفہ نے آکر پیر مرد سے کہا کہ بیگم صاحبہ بلاتی ہیں۔

پیر مرد۔ کیا ہوا بیگم صاحبہ کو۔ اس وقت یاد کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔

شریفہ۔ معلوم نہیں۔ بلا رہی ہیں۔

پیر مرد۔ (مسکرا کر) چل مردار۔ ابھی آتا ہوں۔

شریفہ۔ کیا میاں۔ میں مردار ہو گئی۔

پیر مرد نے جھپٹ کر تڑاق سے ایک چپت جڑ دی۔

شریفہ۔ (روتی ہوئی سر کھجلاتی ہوئی) باز آئی ہین ایسی نوکری سے ہم غریب بیچارے پیٹ کے مارے نوکری کر کے عزت کمانی آئے ہین کہ عزت گنوانے۔ یہہ کہتی ہوئی اندر چلی گئی۔

میان پیرمرد بھی اسکے پیچھے چلے۔

بیگم۔ ای میان خیر تو ہے کیا ہوا۔ آج شریفہ کو تم نے کیون مارا۔

پیرمرد۔ مردار سے کہہ رہا ہون کہ چل مین آتا ہون سنتی نہین۔ خدا جانے کیا کیا بکواس لگائی۔ جی جل گیا۔ (مونچھون پر تاؤ دیکر) آخر سپاہی بچہ ہون۔ غصہ آنا ہی چاہیے۔ لگا دی ایک چپت۔ مگر کمبخت کا سر کیا ہے خاصہ پتھر ہے۔ واللہ میرا ہاتھ جھنجھنا گیا۔

بیگم۔ اوئی خدا خیر کرے۔ یہ سب بلے پھوسلے اسلیئے پھوڑے جاتے ہین کہ آج وقت پر افیون نہین ملی۔ ایسا اگر کروگے تو کوئی ملازم ٹھیگا کیونکر۔

پیرمرد۔ نہین ٹھیتی تو چلی جائے

بیگم۔ خیر یہ تو کہو کہ یہ داد فریاد کی صدا کیسی تھی۔

پیرمرد۔ مردود۔ گھسو۔ بے ایمان کی فریاد تھی۔

بیگم - کیوں کیا اُس پر بھی کچھ ہوئی -

پیر مرد - واللہ میں نے ہاتھ تک نہیں لگایا - لیکن نمک حرام نے ناحق نیل بچائے -

بیگم - آخر کوئی سبب تھا -

پیر مرد - میں نے اس سے کہا کہ میاں نصیر کے پاس جا کر بندوق مانگ لا -

بندوق کے نام کے ساتھ ہی بیگم میرے اللہ میں مر گئی - کہہ کر چیختی ہوئی حجری میں جا گریں اور دروازہ کھٹ سے بند کر لیا -

پیر مرد - آہیں یہ کیا - کمبخت بندوق کے نام سے اس قدر ڈر گیا کسی نے گھوڑا چڑھایا - یا نشانہ تاکا - یا رنجک اڑائی - آخر اس قدر ڈر کیوں -

بیگم - حجرے کے اندر سے - خدا کے واسطے بندوق ہٹاؤ -

پیر مرد - آہیں یہ بندوق ہٹاؤ کیا معنی - اری نیکبخت بندوق ہے کس کے پاس - واللہ بندوق کی ایک ہی کہی - اب میاں پیر مرد کو مذاق جو سوجھا - اپنی سر رہی رومال سے چھپا کر بندوق بنا لی

بیگم - بخدا ضرور تمہارے پاس بندوق ہوگی قسم ہے تمہیں میرے
لہو کی - بندوق باہر پھینک دو -

پیرمرد (چھڑی کی طرف سر وہی بندوق کی طرح چھپاتیا کر) اب تو ضرور
نشانہ لگاؤنگا -

بیگم (زور سے چیخ مار کر) اے ہے لوگو - میں مرگئی یہ بڈھا
آج میرے سو برس پورے کرنا چاہتا ہے -

شریفہ - (نزدیک جاکر) اوی ہوا کیا ہے - کہاں کی بندوق کدھر کی
توپ - میاں تو ایسی ہی دل لگیاں کرتے ہیں - ان کی عادت
بچوں کی سی کھیل کی جاتی کہاں ہے -

بیگم - شریفہ سچ کہنا میرے سر کی قسم -

شریفہ - تہ بیگم صاحب خدا کی قسم - امام حسینؑ کی قسم بندوق نہیں ہے
ابھی وہ موا گھستو لینے گیا کہاں کیا بندوق آپ چلی آئے گی - پرندہ
تو ہے نہیں کہ اڑ کر آئے -

بیگم - دیکھ تیرے بھروسے پر میں دروازہ کھولتی ہوں -

پیرمرد - دیکھو وہ مارا -

بیگم - جھٹ سے پھر دروازہ بند کرکے - اے ہے اس موئے کو ہوا کیا ہے - آج تو میرے خون کا پیاسا نظر آتا ہے -

پیر مرد - خون کا پیاسا خدانخواستہ کیا میں شیر ہوں یا ریچھ یا چیتا - جو تمکو کھا جاؤنگا -

بیگم - خیر جو کچھ بھی مگر اس وقت تو میری جان میں جان نہیں -

پیر مرد - اچھا تو باہر تو آؤ - بندوق پھینک دیں گے -

بیگم - کہاں ہے - مجھے دکھا کر پھینکو -

پیر مرد - پھر سے وہی جو پوشیدہ تھی اسکو چھپاتا کر کہا یہ بندوق ہے

بیگم - دیکھو خدا کی قسم میں چلاؤں گی

پیر مرد - واللہ بوڑھے نخرے خوب آتے ہیں -

بیگم - واہ واہ اب تو نخرے بخرے بھی بگھارنے لگے کیوں نہ کہو گے -

پیر مرد - پھر باہر کیوں نہیں آتیں - جلد آؤ -

شگوفہ - آؤ بی آؤ - بندوق وندوق کچھ نہیں ہے - تلوار پر رومال لپیٹ کر بندوق بنالی ہے - کیا تم نے باہر سے آتے وقت

دیکھا نہیں۔ بندوق کہاں تھی۔

بیگم۔ (دروازہ کھولکر) دیکھہ شریفہ تیرے کہنے پہ آتی ہون۔

پیر مرد۔ اب آجاؤ آجاؤ۔ بندوق نہین ہے۔

بیگم جو باہر نکلین تو واقعی پسینے مین سچ مچ بھیگی ہوئی۔

پیر مرد۔ ارے نیکبخت یہ ہوا کیا۔ کیون اس قدر ڈرتی ہو بندوق سے

بیگم۔ واہ واہ نہ ڈرنا کیا معنی۔ یہ اپنے آپ بھی چل جاتی ہے۔

پیر مرد۔ ہان مین نے بھی سنا ہے بلکہ دیکھا ہے۔

راوی۔ آداب عرض ہے کیا کہنا ماشاء اللہ آپکی ذات بھی عالم مین ایک ہی ہے۔ کیا خوب اپنے آپ چل بھی جاتی ہے۔ اور امتحان بھی ہوا ہے۔ سبحان اللہ۔

بیگم۔ (پیر مرد سے) دیکھو یہ کھیل کام کا نہین ہے جب تمکو خود اقرار ہے کہ چل جاتی ہے تو پھر اسکے پاس بھی نہ جانا چاہیے۔ موئے گستو نے لا کیونکر دی۔

پیر مرد۔ لایا کہان سے مردود۔ باتین ہی بگھارتا رہا۔ ناک مین دم کردیا۔ اور پھر کہتا ہے کہ بیگم صاحبہ کی اجازت ضرور ہے۔

بیگم ۔ خدا اُسکو اچھا رکھے ۔ آخر میری بات اُسنے یاد رکھی ۔

پیر مرد ۔ کیا تم نے اُسکو تاکید کی تھی ۔

بیگم ۔ ہان خدا کی قسم مین نے اُسکے سر پر قرآن رکھا تھا اور تاکید کی تھی کہ اگر میان بندوق منگوائین تو بغیر میرے پوچھے نہ لانا ۔

پیر مرد ۔ جبھی ظالم نے گپ شپ لگا کر میری بات اُڑا دی اور نہ گیا ظالم نہ گیا ۔

بیگم ۔ آج ضرورت ہی کیا تھی

پیر مرد ۔ گھر مین بیٹھے بیٹھے واللہ پھپوندی لگ گئی اسلیے جی چاہا کہ بطون کا شکار کرین ۔

بیگم ۔ ایسے شکار سے پھپوندی لگنا ہی اچھا ۔ روز نواب کے گھر جاتے ہو ۔ یار آشناؤن کے پاس دو دو روز رنڈیون کے بھڑوے بنکر رہتے ہو ۔ منھ پھیر کر گھر کی خبر بھی نہین لیتے ۔ پھر تمھین پھپوندی کیا کیون لگنے لگی ۔

پیر مرد ۔ ارے سپاہی ہین ۔ جب تک شکار نہ کرین جی نہین بھرتا ۔ ہزار کہین جائین ۔ مگر ہم اور رنڈیون کے بھڑوے ۔ یہ کیسی بات

لانا بندوق -

بیگم - آنکھیں بند کر کے) دُہائی دُہائی اب نہ بولونگی -

پیرمرد - ہان یہ کل اچھی ہاتھ آئی - جہان دبایا اور وُن سے بندوق چلی

بیگم - (چونک سا کر) دیکھو پھر تم بندوق کا نام لیتے ہو - خدا کی قسم میری جان نکل جائیگی -

پیرمرد - اچھا تو ایک بوسہ دو - آج صبح کا شگون اچھا نہیں ہوا -

بیگم - (لبون پہ تبسم مگر ضبط کر کے) واہ واہ پھر وہی تمھین ٹر ٹر بس سوجھی ہے

پیرمرد - اے ظالم یہ ٹر ٹر بس کیسی مین اپنی عمر اسّی کی بتلاتا ہون - مگر ہون پچپن کا -

راوی - پچپن کا نام نہ لیجیے - فینانس سے پچپن سالہ گشتی اجرا ہو چکی ہے - کہین ایسا نہ ہو کہ بیوی بھی اُس گشتی پہ عمل کرے

بیگم - (ہنسکر) مین تو ہون نا اسّی کی -

پیرمرد - (بوسہ لیکر) اسّی کہان کے - ابھی تو حال مین چالیس ہوے پورے - کیا لوگون کے بڑی بی کہنے سے تم سچ مچ بڑھیا ہو گئین -

بیگم - واہ واہ تمکو ذرا بھی لحاظ نہین آتا -

(تنک کر) نوکرون چاکرون کے سامنے ایسی بات۔ خدا کی قسم یہ باتین مجھے اچھی نہین معلوم ہوتین۔

پیرمرد۔ مجھے تو اچھی معلوم ہوتی ہین۔

بیگم۔ بس رہنے دو۔ یہ تمہارے بوڑھے نخرے ہین اتنے مین بلّیون کی آواز آئی۔ میان بیوی دونون کیا دیکھتے ہین کہ ایک بلاؤ۔ ایک بلی کے پیچھے جوشِ مستی مین دوڑا چلا آتا ہے۔

پیرمرد۔ (بیوی کے طرف مخاطب ہوکر) اس مردود کو دیکھو کس قدر دہنگا ہے۔ اور وہ کیسی نازک۔ بازو شیطان کو۔

بیگم۔ خدا کی قسم روز یہ مُوا اسی طرح اسکے پیچھے پڑا پھرتا ہے اور وہ گھبرا کر بھاگتی ہے۔

پیرمرد (بیوی کی طرف دیکھ) جیسے کہ تم

بیگم۔ واہ وا۔ اب تو اور بڑھنے لگے۔ (ابرو مین گرہ ڈالکر) ایسی باتین کروگے تو مین بھی تم سے بات نہ کرون گی۔

پیرمرد۔ یہہ دیکھو۔ بات بات پر بگڑنا پسند نہین۔ مگر معشوقون کا کام ہی یہ ہے۔

اتنے مین بلاؤ اپنی مادہ کی طرف جھپٹا

پیر مرد۔ لینا۔ لینا۔ لینا۔ ذاریل کی شہنائی جو ہاتھہ مین تھی اسکو دے مارا۔ بلاؤ اور بلی تو بھاگ گئے۔ مگر میان کی شہنائی جو ستون سے ٹکرائی چکنا چور ہو گئی۔ جل جلالہٗ)

بیگم۔ ہائے چلو شہنائی کو بھی خاک مین ملا دیا (تنک کر اٹھنا چاہا)

پیر مرد نے دوپٹا پکڑ کر گھسیٹا۔ اتفاق سے دوپٹا سینے پر سے علٰحدہ ہو گیا۔

بیگم۔ (شرما گئین جھٹ سے آنچل سینے پر لے لیا۔ اور ہاتھہ جھٹک کر کہا) اوی آج ہوا کیا ہے۔ افیون تو معمول ہی کی کھائی تھی۔ پھر یہ مستی کیسی۔ کہین بھنگ تو نہین پی لی۔

پیر مرد۔ ارے بھنگ ونگ کا ہے کی لگائی ہے۔ اس وقت جوش ہے طبیعت مین۔

بیگم (انگلی دانتون مین دبا کر آہستہ سے)۔ اجی آج تمھین ہوا کیا ہے ایسی بے حیائی کیون لادی ہے۔ خدا کے لیے ذرا تو لحاظ

کرو۔ شہزادی۔ یہہ دیکھو چھوکریان ماما ئین سنکر کہتی کیا ہونگی۔

پیر مرد۔ چھوکری زعفران تو چھوٹی ہے۔ اور شریفہ راز دار خوف کس کا۔ شرم چہ کتی است کہ پیش مردان آید۔

بیگم۔ (حیرت سے) بس انتہا ہوگئی بے شرمی کی۔ مگر یہ کیا سوجھا کہ تنہائی کا ستیاناس کیا۔

پیر مرد۔ آئین ستیاناس ہوا بلا سے مگر اُس بلاؤ حرام زادے کو کیسا تاک کر مارا کہ مستی و دستی سب غائب ہوگئی۔ کیا معنی شریفون کے گھر مین جانور بے ادبی سے اس طرح پھرین۔

بیگم۔ کیا جانورون پر بھی تمہاری حکومت چلتی ہے۔ یہ تو واللہ انوکھی بات ہے۔

پیر مرد۔ بیشک ہم سب کو ادب سے رکھنا چاہتے ہین۔

بیگم۔ اور آپ بے ادب رہین گے۔

پیر مرد۔ نہین بیگم۔ میری پیاری بیگم تجھپر قربان ہوئے کو جی چاہتا ہے۔ اب چاہا کہ پھر لپٹ کر بوسہ لین۔ مگر بیگم بھانپ گئین جھٹ سے دوپٹا چھڑا کر جو ذقند بھری تو آہوئے صحرا کو بھی شرما دیا۔

اتنے مین کسی نے آواز دی۔ شریفہ۔ او ماما شریفہ۔

ماما۔ ہان آئی ہون۔ کہہ کر گئی۔ اور واپس آئی۔

پیر مرد ۔ کیون شریفہ کون ہے۔

ماما ستارا۔ میان نصیر کے پاس کا چھوکرا ہے۔ کہتا ہے کہ میان نصیر نے سلام کہا ہے۔ اور جلد آپ کو بلا لانے کا حکم دیا ہے۔

پیر مرد ۔ آج پھر کچھ کہنا ضرور ہے۔ مگر کیون یاد کیا (کچھ سوچکر) ہان آج مجلس ہے **خواجہ**ؒ کی۔

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

شریفہ سے کہا کہ کہدو۔ ابھی ابھی آتا ہون۔ ذرا دو پہر کی افیون کھالون۔ باتون باتون مین بارہ بجگئے۔

ہمارے پیر مرد۔ میان خوجی کے مرید پوپلے منہ سے۔ اپنی بڈھی بیگم کے ساتھ چہچہا رہے تھے۔ اس وقت میان نصیر نے جو یاد کی۔ فوراً دستار بر سر۔ جامدانی کا انگرکھا در بر۔ خنجر کمر مین۔ سروہی ہاتھ مین لیے ہوئے میان نصیر کے باغ مین ایسی پہونچے

جیسے تیر از کمان جستہ۔ انکے آنے تک محفل شروع ہو گئی تھی ہو حق کی صدا بلند تھی۔ قوال یہ غزل گا رہا تھا۔

صد شعلہ جنون ریخت بہ آشفتہ سر ما

ز دیبچۂ مژگان کہ بخون جگر ما

بیٹھتے ہی بیٹھتے۔ ہمارے ظریف پیر مرد نے سبحان اللہ بارک اللہ کی صدا لگائی۔ اور ایک بڈھے مشایخ کا پہلو دبا کر بیٹھ گئے۔

مشایخ کو برا معلوم ہوا کہ ایک نئی قطع کا آدمی دیکھا نہ بھالا دوش بدوش ڈٹ گیا۔ اور طرفہ یہ کہ سلام علیک بھی ندارد۔ جھلا کر مگر کسی قدر متانت کے ساتھ کہا۔ "ذرا دیکھ کر بیٹھیئے"۔

پیر مرد (ترچھی نظر سے دیکھکر) قبلہ دیکھ ہی کر بیٹھتا ہوں۔

مشایخ۔ بیٹھتے ہی بیٹھتے آپنے سبحان اللہ کہہ دیا۔ کچھ سمجھے بھی کہ اس شعر کے کیا معنی ہیں۔

ایک ظریف طبیعت مگر سن رسیدہ صاحب دوسرے پہلو پر بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے عرض کیا کہ یہ تعریف بیٹھنگی تھی۔

اس فقرے پر مشایخ صاحب نے تبسم کیا۔ لیکن ہمارے

بڈھے سپاہی نے جھلاکر کہا کہ یہ خواجہؒ کی محفل ہے۔ یا مسخرون کی بزم۔ بس خاموش۔ یہ ڈانٹ ان بزرگوار کی ذرا اونچی آواز مین تھی۔ دوسرون کے کان مین بھی اسکی بھنک پڑی۔ اور لوگون نے بھی آواز دی کہ خاموش۔

بس چارطرف سناٹا ہوگیا۔ اور سب کے سب ہمہ تن سماع کی طرف متوجہ ہوے ایک شخص پر جو کیفیت طاری ہوئی الّا اللہ کہہ کر لوٹ گیا۔ ابھی یہ کیفیت ہی مین تھا کہ ہمارے ظریف الدولہ میان پیرمرد بھی ادھر سے الّا اللہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور پھر دھم سے گرے اور گرے بھی تو اُس بیچارے پر لوگون نے کہا سنبھالنا سنبھالنا۔ مگر یہان ایسے زیر زبر ہو گئے کہ کسیکی پیش نہ گئی۔ ہمارے پیرمرد زبر رہے۔ اور اس بیچارے ضعیف نے بہت سی کروٹین بدلین کہ زیر سے زبر ہو جائے مگر تھا وہ ان سے بھی زیادہ بڈھا صرف ہڈیون کی مالا۔ اُسکا ڈھانچہ بلا مبالغہ طنبورہ تھا پھر کیا پوچھنا ہے۔ اس چھیڑ چھاڑ سے جو پردے پردے مین ہی اُس بیچارے کی بُری گت بن گئی الغرض اوردن نے ہمارے

ظریف صاحب کو علیحدہ کر لیا۔ دونون سنبھل کر پھر اپنی اپنی جگہ آ بیٹھے

اب اسکے بعد جو مجلس گرم ہوئی۔ بڑے بڑے صاحب نسبت

اور صاحبِ مذاق جو شریک محفل تھے اور بادہ خوارانِ خمخانۂ توحید

ہونے کا دم بھرتے تھے اُن کو بھی حال آیا۔ یہ کیفیت درحقیقت

پُراثر تھی۔ جسطرف ان کی نظر پڑ جاتی تھی۔ محفل کا رنگ ہی اور

ہو جاتا تھا۔ جس کسی نے ایسی حالت مین اُن سے معانقہ کیا اُسنے

مان لیا کہ ان کے قلوب کی تاثیر مقناطیسی برقی ہے۔ اکثر نے نظرِ توجہ

ہوتے ہی لباس تار تار کر دیا۔ اور ایسا روئے کہ ساری محفل کو

رُلا کر اُٹھے۔ دو گھنٹے کامل محفل گرم رہی۔ انوارِ الٰہی کے مقدس

تجلیات سے ہر طرف روشنی تھی۔ گنہگارون کے دل بھی اس

نور کے پرتو سے منور ہو گئے اتنے مین چار بجے اور میر محفل یعنی

ہمارے نوجوان میان نصیر نے ختم کے لیے حکم دیا۔ ختم کے بعد

شیرینی تقسیم ہوئی اور محفل برخاست

شطرنج

بعد محفل برخاست ہونے کے ہمارے ظریف الدولہ نے

میاں نصیر سے کہا کہ میاں آج کچھ مر نکل گیا۔

نصیر۔ نانا تم بھی تو غضب کرتے ہو آو دیکھا نہ تاو دھم سے

بیچارے بوڑھے پر گر گئے۔

پیر مرد۔ ارے میاں ہوش کسے تھا۔ ارے رے رے کمر دکھ

رہی ہے۔ واللہ بڑی چوٹ آئی۔

نصیر۔ بیشک آئی ہوگی۔ مگر اس کا کیا حال ہوا ہوگا جو آپ کا زیر مشق

تھا۔

پیر مرد۔ خدا جانے اور کیا ہوا ہوگا۔ ایک آدھ ہڈی اُسکی بھی ٹوٹی

ہوگی۔

نصیر۔ تو پھر کیا یہ اچھا ہوا۔ آپ سے اُسکو نفع ہونا چاہیے تھا نہ کہ

نقصان۔

پیر مرد۔ اگر ہوش ہین ہوتا تو (کراہ کر) اُسکی پگڑی تک لے لیتا۔

اور بیک بینی و دو گوش نکال باہر کرتا۔

میاں نصیر اس فقرے پر ہنسے۔ کہا کہ نانا آج شطرنج کی ایک

بازی ہو۔ عظمت اللہ جو شطرنج مین اپنا جواب نہین رکھتے
وہ آئے ہین۔

پیرمرد۔ ہان نام تو مین نے بھی سُنا ہے مگر اس وقت تو کمر مین اس قدر درد ہے کہ بیٹھا نہین جاتا۔ علاوہ اسکے سنتا ہون کہ وہ بغیر شرط بدے کھیلتے نہین۔ اور یہان خرمُہرہ پاس نہین۔ اگرچہ تمہاری سلامتی مین گھوڑا۔ جوڑا سبھی کچھ ہے مگر مبلغ علیہ السلام ادھر آئے اور اُدھر تو چکر ہوئے۔ گویا کشت مات۔

نصیر۔ ہم آپ کی جانب سے دینگے۔ ایک بازی ہو تو جائے

الغرض پیرمرد اب راضی ہوئے اور عظمت اللہ شطرنج باز بلائے گئے بساط بچھی۔

پیرمرد۔ کیون میان عظمت اللہ ہمین پہچانتے ہو۔

عظمت اللہ۔ جی ہان کچھ پہچانتا ہون۔

پیرمرد۔ تمہارے باپ کے اور ہمارے بہت یارانہ تھا۔ لکھنؤ مین دو سال تک جب رہنے کا اتفاق ہوا تھا تمہارے ہی مکان مین رہا تھا۔ اُس وقت تمہاری عمر کوئی نو دس برس کی ہوگی۔ اور اب

ماشاء اللہ سے تم تیس پینتیس برس کے ہو گے۔

عظمت۔ جی نہیں یہ چھبیسواں سال ہے۔

پیرمرد۔ ہاں بس اتنی ہی عمر ہو گی۔ مگر تم نے اس سن میں کس سے کمال حاصل کیا۔

عظمت۔ شوق سے۔

شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست

میاں نصیر نے عظمت اللہ سے کہہ دیا تھا کہ یہ بوڑھے میاں زود رنج ہیں۔ ان کی باتوں پر خفا نہ ہونا۔ لیکن مذاقاً نوک جھونک ہوتی رہے اور پھر ایسے رہیں کہ بس اب گتھم گتھا ہوا چاہتی ہے۔ عظمت اللہ اس منتر سے واقف ہو ہی چکے تھے۔ پیرمرد سے کہنے لگے کہ بغیر شرط کے ہم یہ کھیلیں گے۔

پیرمرد۔ ابھی تم بچے ہو۔ شرط کیا بدو گے۔ خواہ مخواہ ہار جاؤ گے۔ اتنا سا منہ لیکر جانا ہوگا۔

عظمت۔ جو کچھ ہو مگر میں کبھی بغیر شرط بدے کھیلتا ہی نہیں۔

پیرمرد۔ اچھا تو پھر کیا شرط بدو گے۔

عظمت۔ دو سو روپے فی بازی مقرر ہیں۔

پیر مرد نے نصیر کی طرف دیکھا۔

نصیر نے اشارہ کیا کہ قبول کر لو۔

پیر مرد۔ (عظمت کی طرف دیکھ کر) اچھا قبول مگر دست مہرے کی شرط ہے۔

عظمت۔ بہت خوب۔

اب شطرنج شروع ہوئی۔

پیر مرد۔ چلو بسم اللہ۔

عظمت۔ آپ چلیے نا۔

پیر مرد۔ نہیں تمہیں چلو۔

عظمت۔ بسم اللہ کہہ کر مہرہ چلے۔ چوتھی چال میں ہی پیر مرد کا رخ مار لیا۔

پیر مرد۔ (جھلا کر) کمبخت رخ مارا گیا۔ میں جب ہی کہتا تھا کہ کمر میں درد ہے۔ آج مجھ سے نہ کھیلا جائیگا۔ خیر

عظمت اللہ نے فرزین کے سامنے کے پیادے کو بغیر زور سے لیے

بڑھانے کا ارادہ کیا۔ مگر مہرے پر ہاتھ رکھ کر دو تین دفعہ پیچ دینے کے بعد چھوڑ دیا۔ پیر مرد نے وہ مارا کہہ کر اس پیادے کو خود ہی بڑھا کر مار لیا۔ کہا کیون میان دست مہرے کی شرط تھی۔ پھر یہ پلٹا کیسا۔ بازی ہارنی بارِیش بابا ہم بازی

عظمت اللہ۔ (سروہی پر ہاتھ ڈالکر) سر اڑا دونگا۔ کچھ اور نہ سمجھنا۔ (سنبھلکر) کیون ہم بڑھاپے کی عزت کرنے لگے تو بابا بھی بننے۔

پیر مرد۔ (اپنی سروہی کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر) یاد رکھنا ہاشمی النسل ہون۔ ابھی تم بچے ہو۔ کمر کمر پانی ہے۔ ایک ہاتھ لگاؤن تو سروہی بجلی کی طرح چمک کر سر سے ایسی الگ نکل جائے کہ جسم کو بھی خبر نہو (نصیر کی طرف دیکھ کر) کیون میان کیسا باتون باتون مین تماچہ لگایا ہے کہ میرے وار کی روک بھی نہ ہوسکی۔ آخر بچہ ہے یہ کہکر ہنسنے اور کہا کہ عظمت اب تو تم بغیر فرزین کو دیے نہیں رکتی۔

عظمت اللہ۔ غور کرکے لاحول ولا قوۃ۔ ہنسی ہنسی مین مین نے فرزین کھو دیا۔

نصیر۔ کیا فرزین دینا پڑا۔

عظمت۔ جی ہاں کہہ کر بازی اُٹھادی اور بغلیں جھانکنے لگے۔

نصیر۔ کیا دانستہ آپنے ایسا کیا۔

عظمت۔ نہیں خدا جانے آج کیا شامت اعمال تھی کہ اس بڈھے سے پانچوین چال مین ہار گیا۔

پیر مرد۔ (موچھوں پر تاؤ دیکر) کمر مین درد نہ ہوتا تو پیادہ مات دیتا۔

راوی سبحان اللہ کمر کا درد ہی تو حائل تھا۔

نصیر نے آہستہ سے انگریزی مین عظمت سے پوچھا کہ دراصل یہ بازی کیونکر ہری۔

عظمت نے کہا کہ آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ ورنہ یہ بیچارہ ابھی اور اتنی عمر بھی لائے گا تو نہ جیت سکے گا۔

پیر مرد۔ (نصیر سے) میاں وہ دو سو روپے اور سو روپے انعام کے دھر دو بائین ہاتھ سے۔

میاں نصیر نے بڈھے کی خاطر سے تین سو روپے منگا دیے۔ اور کیون نہ منگا دیتے کہ شادی کے معاملے مین انھین سے تو کام کیا تھا۔ کسی حیلے سے ہو سلوک کرنا تھا۔

تارٹن کا میلا

ہمارے حیدرآباد فرخندہ بنیاد کو خدا نظر بد سے بچائے۔ یہاں کی میلوں کی جیسی رونق ہر سال ترقی پر ہے۔ شاید کہیں ایسی۔

میاں نصیر۔ جگت نانا۔ قلندر شاہ۔ یہ تینوں چوکڑے میں سوار میلہ دیکھنے کے لیے جا رہے ہیں راستے میں گاڑیوں کا سلسلہ لگاتار۔ شکرم میں جدا۔ رتھوں کی نہ پوچھیے۔ ان میں مہوشان پری جمال کا جلوہ ایسا نظر آ رہا ہے۔ جیسے برج حمل میں آفتاب جھٹکوں کی قطاریں الگ لگی ہوئی ہیں۔ چلتے چلتے چوکڑا ایک جگہ رک گیا۔

پیرمرد۔ (کوچوان سے) کیوں میاں دھیمے کیوں پڑے۔

نصیر۔ شاید کوئی گاڑی یا رتھ سامنے آ گیا ہوگا۔

پیرمرد۔ سائیس سے کہدو کہ ہٹا دے۔

نصیر۔ نانا راستے میں بھی آپ ٹوک کی لیتے ہیں۔ کہیں بے موقع کسی سے بگڑ نہ جائیے گا۔

قلندر۔ واللہ اس بوڑھے کی اکثر باتیں فسانۂ آزاد کے خوجی کی سی

ہین۔

پیر مرد۔ لاحول ولا قوۃ۔ وہ تو کوئی مسخرا تھا۔ ڈھول وچپٹے کھاتا تھا۔ ہم شریف۔ بہادر۔ جیالے۔ سپاہی۔ ہاشمی النسل۔ بھلا

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

قلندر۔ جی سب کچھ سہی۔ مگر آپ بھی وہین کی خاک سے ہین۔ جہان کی خاک جو جی کی تھی۔

پیر مرد۔ خبردار پھر نہ نسبت دینا خوجے سے۔

نصیر۔ راستے مین جھگڑا کیسا۔ ذرا خیمون مین چلو۔ وہان چاہے آپس مین لڑ لینا۔

غرض بگوشنو بدقت راستہ طے کرکے میان نصیر اپنے خیمے مین داخل ہوے دیکھتے کیا ہین کہ سالِ گزشتہ جو رونق میلے کی تھی اسکے اُس کی آدھی بھی نہین لیکن تب بھی سواریان ہین کہ چلی آتی ہین۔ غٹ کے غٹ ٹھٹ کے ٹھٹ۔ بانکے شہدے۔ گرہ کٹ۔ اٹھائی گیرے۔ چرسیے۔ مدکیے۔ گنجیڑیے بھنگیڑیے۔ شریف و نجیب۔ اُدھر سے چلے آرہے ہین۔ [illegible]

ہوادار - فنس - بوچہ - پالکی - رہوار بادرفتار - ہاتھی - ٹٹو گھوڑے سب خراماں خراماں پوقدمے رنگیلوں چھیل چھبیلوں کی بن آئی ہے - ٹنکیلے - بانکے جلوہ نمائی مین مصروف ہین - کوئی تو گلوریون کا خون کر رہا ہے - اور کوئی گانے مین مست - کسیکو نظارہ بازی کی سوجھی ہے - ایک متوالا جسکے شملے کے پیچ گلے مین آ گئے ہین لڑکھڑاتا ہوا - میان نصیر کے خیمے کے قریب پہونچکر " میان نصیر او میان نصیر - او میان خدا تجھے سلامت رکھے "

پیر مرد - چل دور ہو نشئے مین چور بکواس لگائی ہے -

مست - کیون میان بڈھے - آئی ہے کچھ کمبختی یار دن ہی

پیر مرد - جاتا ہے کہ نہین - لگاؤن دو بید

مست - تو کیا لگائے گا - یہ لے کمر کرا تھ مین جو چھڑی تھی وہ حضرت کے رسید کی ..

پیر مرد - کیون رے پاجی - آخر وار چلا ہی دیا کھہ کر جو جھپٹے بس جھپٹ گرے اگرچہ وہ مست ان سے چوگنا تھا مگر نشے کے باعث تمام اعضا اُسکے ڈھیلے پڑ گئے تھے - مقابلہ نہ کر سکا - دھم سے زمین پر گرا -

پیرمرد - (مونچھوں پر تاؤ دیکر) بات تیرے سب بے ایمان کی (وہ مارا) اس زور سے کہا کہ میان نصیر نے پیرمرد کی جو آواز سنی خیمے سے باہر آئے۔ دیکھا کہ جگت نانا موچھون پر تاؤ دیکر وہ مارا۔ وہ مارا کی صدا کو دُہرا رہے ہین۔

نصیر - کیا ہے نانا۔

پیرمرد - دیکھو نا میان۔ اس بے ایمان نے ہم پر چھڑی کا وار کیا۔ بھلا ہاشمی بچے کہین رُکین گے۔ واللہ وہ پٹخنی دی کہ چارون شانے چت۔

نصیر - واللہ نانا ایسے دینگے کو آپ نے دے مارا۔

اتنے مین قلندر شاہ خیمے کے باہر آئے اور اُنھون نے یہ واقعہ سُنکر قہقہہ لگایا۔

پیرمرد - کیون ہنسی کا کیا موقع تھا۔

قلندر - تف ہے ایسی زندگی پر۔ اُس بازاری کے ہاتھ سے چھڑی کھائی۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ مستِ شراب پھر جھومتا ہوا بڑھا۔ چاہا

کہ چیل کی طرح پیرمرد پر جھپٹا مارے لیکن میان نصیر کے خدمتگارون نے گردنیان دیکر نکال دیا

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک رتھ سامنے سے گزرا۔ اس مین رنڈیون کا طائفہ تھا۔ اُن مین سے ایک شاہد نسترن بناگوش طاؤس طنازہ باصد ہزار عشوۂ و نازِ عاشق کُش ستمگر نے میان نصیر کو جو دیکھا جھک کر سلام کیا۔

پیرمرد۔ (ہنستے ہوے) کیا مجھے سلام کرتی ہو۔

رنڈی۔ اوئی خدا نہ کرے (انگوٹھا دکھا کر) سلام کرے میری پاپوش

میان نصیر نے پیرمرد سے کہا کہ راستے والے دیکھ رہے ہین۔ خاموش ہو جایئے۔ مگر پیرمرد نے ہزارون قسمین دین کہ یہ طائفہ یہان بلایا جائے۔ گانا وانا نہ سہی خالی گپ شپ اور رنڈ ق کی دکان سجائین گے۔

قلندر۔ نے بھی اتفاق کیا۔

میان نصیر کو ان دونون کی خاطر منظور تھی۔ خانسامان کو حکم دیا کہ یہ طائفہ ٹھہرا لیا جائے۔ لیکن بندوبست اسکا ہے کہ خیمے

مین کوئی آنے نہ پائے۔ بلکہ اطراف مین بھی لوگ جمع نہ ہون۔
قلندر شاہ نے بھی اُس قتالۂ عالم کے حسن کو جو دیکھا۔ صانع قدرت کی صناعی پر عش عش کر کے یہ کہا۔

اشعار

مشک بازلف او جگر خوارے
گل وریحان ز باغ اوخارے
قد برافراختہ چو سرو بباغ
روے افروختہ چو شمع وچراغ
خواب نرگس خمار دیدۂ او
ناز نسرین درم خریدۂ او

رتھ کھڑا ہو گیا۔ اور خانساماں سب کو خیمے مین لایا۔ سب نے مجرا عرض کیا۔ اور ادب سے بیٹھ گئین۔

پیر مرد۔ بھئی واللہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سراپا بقعۂ نور ہے۔ نور بھی اسکے آگے چکنا چور ہے۔

راوی۔ سبحان اللہ۔ نور۔ اور چکنا چور کا قافیہ تو ملگیا۔ مگر بس

محل پر سبحان اللہ قربان اس سمجھ کے۔

پیر مرد۔ (قلندر سے) بھائی۔ اگر مہوشان خلخ و نوشاد۔ اس پریزاد کو کنکھیون سے بھی دیکھ لین تو واللہ بندہ بے دام بنجائین آہستہ سے دونون نے اُس البیلی نکیلی سے کہا کہ اس رفتار تمہاری رفتار کبک دری سے کم نہ تھی خیمے مین تمہارا آنا ہمکو مبارک۔ اور ہم تمکو مبارک۔

مہوش۔ خدا آپکو بھی مبارک کرے۔ مگر آپکی وضع مجھے نرالی معلوم ہوتی ہے۔ مین نے کہین آپکو دیکھا ہی مگر آپ جب کے اور اُس روز کے لباس مین کچھ فرق ہے۔

پیر مرد۔ وہ کس روز تم نے دیکھا تھا۔ مین نے تو تمہین آج ہی دیکھا

مہوش۔ (اپنی ہجولی سے کچھ بات کرکے) آپ بابا شرف الدین صاحب کے عرس مین چاے کی دُکان لگا کر بیٹھے تھے۔ ہم نے چار پیالیان چاے کی بھی آپ سے لیکر پی تھین۔ آج یہ مصاحب کیون کر بنگئے

(میان نصیر مُسکرا کر خموش)

قلندر۔ (پیر مرد سے) کیون میان یہ کیا ہے

پیر مرد- بخدا اس وقت خون آنکھوں مین اُتر آیا- کیا کرون معشوقہ ہے- ورنہ دو کر دیتا-

مہوش- اوئی خدا خیر کرے- کسکی معشوقہ اللہ اللہ- آپ سپاہی بھی ہین-

پیر مرد- دیکھو ہم سے سنبھلکے گفتگو کرنا- ہم فقط تمہارے عورت ہونے کی وجہ سے صبر کرکے رہ گئے-

نصیر- (رنڈی سے) عضب کیا جو چاے والے سے تم نے نسبت دی مین اُسکو خوب جانتا ہون وہ اور ہے خدانخواستہ یہ کیون ہونے لگے تھے البتہ اتفاق سے وہ ان کا ہم شبیہ ہے- اکثر دھوکا ہوجاتا ہے-

قلندر- ہان ہان (ہنسکر) واللہ مرزا مہدی چاے فروش بخدا واقعی ہمارے بھائی صاحب کا ہمشکل ہے- اور ایسا معلوم ہوتا ہے- کہ دونون ماجاے ہین-

پیر مرد- لاحول ولا قوۃ لعنت ہے اُس چاے فروش پر

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مہوش ۔ نانا غلطی ہوئی معاف فرمانا۔ بخدا مجھے دھوکا ہوا۔

پیر مرد ۔ آئین نانا نہ کہنا۔ بس ہمنے تو تمہیں معشوقہ کہدیا۔ اب آج سے ہم تمہارے عاشق اور تم ہماری معشوقہ۔

مہوش ۔ (قہقہہ مار کر) واللہ تمہیں سے اب عقد کرونگی بےفکر رہو۔

پیر مرد ۔ خدا کی قسم میں جبھی سمجھ گیا تھا کہ تم مجھ پر لٹو ہو گئیں۔

ابھی یہ باتیں ناتمام تھیں کہ اتنے میں ایک سوار آیا اور خانساماں کو خط دیا جسپر ضروری لکھا ہوا تھا۔ خانساماں نے میاں نصیر کو خط لاکر دیا۔

نصیر نے ضروری خط کو لیکر چاک کیا پڑھتے ہی چونک پڑے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا خدا خیر کرے۔

قلندر ۔ کیوں خیر باشد۔

پیر مرد ۔ کچھ تو فرمائیے۔

نصیر ۔ منشی مبارک علی نے لکھا ہے کہ دفعتہً والد کو غش آگیا۔ گر گئے سر میں سخت چوٹ آئی۔ ڈاکٹر بھی بلائے

گئے ہین۔

مصاحبین۔ خدا فضل کرے۔

قلندر۔ خیریت ہے۔ صفرے کے باعث ہوگا۔

الغرض سارا مزہ کرکرا ہوگیا جھٹ پٹ سب کے سب گاڑی مین سوار ہوکر روانہ ہوے۔ اور جاتے جاتے دو اشرفیاں اُس مہوش کو اپنی جیب سے میان نصیر نے نکال کر دین۔

رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت

ہمارے نوجوان نصیر فرزندِ دلبندِ نوابِ ذیشان تاڑبن کے میلے سے مصاحبین کے ساتھ واپس آئے۔ اور کھٹ سے اپنے والد کے مکان مین داخل ہوے۔ یہان کا رنگ ہی کچھ اور ہے۔ سب کے مُنہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین۔ میان نصیر کا منجھلا بھائی جسکی عمر گیارہ سال کی ہے اور جسکا نواب ذیشان نے منصور نام رکھا ہے۔ خانسامان کے پاس کھڑا رو رہا ہے۔ ڈاکٹر حکیم وید سب جمع ہین۔

نصیر (خانسامان سے) کیون خیریت۔ والد کہان ہین۔ مزاج

کیا ہے۔

خانساماں جی اندر محل میں ہیں۔ اب تک ہوش نہیں آیا۔

نصیر۔ اندر محل میں سدھارے۔ نواب کی بیوی نے اپنے فرزند دلبند کو جو دیکھا تو آنسوؤں کا تار باندھ دیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

نصیر۔ کیوں امّاں جان خیر ہے روتی کیوں ہو۔ سب طرح فضل الٰہی ہے

بیگم۔ بیٹا۔ دیکھو نا تمہارے والد کو اب تک ہوش نہیں آیا۔

نصیر نے والد کی نبض دیکھی بفضلہ نبض کی رفتار میں اعتدال تھا۔ اپنی والدہ سے کہا کہ جائے خوف نہیں۔ مگر علاج کیا کیا گیا۔

بیگم۔ ڈاکٹر کہتے ہیں برف باندھی جائے۔

نصیر۔ تو کیا اب تک برف باندھی نہیں گئی۔

بیگم۔ جان بوجھ کر اس قدر سرد چیز سر پر کیوں کر باندھوں۔

نصیر توبہ توبہ اماں جان۔ گویا آپ نے دو گھنٹے سے کوئی علاج ہی نہیں کیا۔ خدا کی قسم بعض وقت آپ کے خیالات سے طبیعت

اُلجھ جاتی ہے۔ طبیبون کی راے بین آپ کو کیا دخل۔ لہٰذا اب آپ ہٹ جائیے۔ مین ڈاکٹرون کو بلا کر علاج کراتا ہون۔ دیر اچھی نہین۔

بیگم ۔ اے بیٹا۔ بیشک حکیمون کی راے مین ہمکو دخل نہین مگر سر دھیر جان بوجھ کر کس طرح مین باندھتی۔ یا باندھنے دیتی۔ تو ولایت کیا جا کر آیا۔ کوئی بات تیری سمجھ مین ہی نہین آتی۔

نصیر۔ میری سمجھ بُری سہی لیکن اسوقت آپ خدارا مہربانی فرماکر ذرا گوشہ مین ہو جائین۔

بیگم ۔ دیکھ بیٹا تیرا باپ ہے سنبھلکر علاج کرانا۔ میرے تو ہوش و حواس گُم ہین۔

نصیر۔ ہان بیشک آپ کی رای اسوقت علیل ہے آپ بے فکر رہیے۔ بسم اللہ گوشہ مین جائیے۔

بیگم ۔ پردے مین چلی گیئن ۔ میان نصیر نے ڈاکٹر صاحب کو اندر محل مین لاکر مریض کے نزدیک بٹھلایا۔

ڈاکٹر نے نبض دیکھی کہاکہ خیریت ہے فوراً برف سر پر باندھوا دو

امونیا سنگھاؤ۔ ڈریسر امونیا کی شیشی لایا۔ اور برف سر پہ باندھی گئی۔ دس منٹ کے عرصے مین نواب کو ہوش آیا۔ مگر ناتوانی بہت ہے۔

نصیر۔ (ڈاکٹر سے) کیا سبب ہے کہ ہوش مین آکر پھر آنکھین بند کرلین۔

ڈاکٹر۔ سر پر جو چوٹ آئی ہے یہی باعث ہے۔ ونیم نٹی موئی کی دو تین خوراکون سے فائدہ ہو جائے گا (نسخہ لکھدیا)

ڈریسر۔ دوا تیار کر کے لایا۔ اس عرصے مین ایک بار نواب کو پھر ہوش آیا اس کے بعد حواس قائم رہے۔

ڈاکٹر۔ کیون نواب صاحب مزاج کیسا ہے

نواب۔ (دھیمی آواز سے) الحمد للہ

نصیر۔ ابا جان، اب دوران سر تو نہین ہے۔

نواب (اشارے سے) ابھی باقی ہے۔

نصیر۔ انشاء اللہ اب کم ہو جائے گا۔

ڈاکٹر علاج کرنے مین مصروف ہوا۔ اتنے مین ماما کھلاڑ و نے

میاں نصیر سے آکر کہا کہ بیگم صاحبہ نے یاد فرمایا ہے۔

یہ ماما کھلاڑو خوش وضع بانکی بڑی ہوشیار ہے۔ تمام ڈیوڑھی گویا اسی کے ہاتھ میں ہے اندر سے باہر تک سب اس سے کانپتے ہیں۔ جوان ہے زبان کی تڑتی۔ مگر باعصمت۔ اجنبی کوئی دیکھے تو سمجھے کہ اس کا رویہ اچھا نہیں۔ مگر اس کا شوہر میاں جان اسکی پاکدامنی کا شاہد ہے۔

میاں نصیر نے کہا کہ والدہ سے عرض کرو کہ ابھی آتا ہوں۔

نصیر۔ اپنی والد کو دوا کی ایک خوراک پلا کر اندر روانہ ہوئے

بیگم۔ کیوں بیٹا کیسا ہے مزاج تمہارے والد کا۔

نصیر۔ الحمد للہ خیریت ہے۔ دیکھیے برف باندھنے سے کس قدر جلد نفع ہوا۔

بیگم۔ اے میرے اللہ آخر برف باندھی گئی۔ اسے سنتے مجھے تو سنسنی آگئی۔ دل نکل گیا خدا کی قسم میرے ہاتھ دیکھو کس قدر ٹھنڈے ہو گئے ہیں۔

نصیر۔ آپ اس قدر گھبرائی کیوں ہیں۔ کیا ہرج۔ خدانخواستہ زہر تو نہیں

یا ڈاکٹر اور وہ بھی بچپن کا رفیق دشمن ہے۔

بیگم۔ نہین بیٹا۔ اس زمانہ مین کسی کی دوستی کا اعتبار نہین۔

نصیر۔ اعتبار پر دنیا کے کام چلتے ہین۔ ورنہ زندگی محال ہوجائے

بیگم۔ سچ ہے مگر آج کل کے زمانہ مین ایسے لوگ کم ہین۔ ان حکیم اور ڈاکٹر اور ویدون کا کیا بھروسہ جسنے روپیہ دے دیا بس اسی کے ہو رہے خواہ مخواہ زہر پلا کر مار ڈالتے ہین۔

نصیر۔ استغفر اللہ یہ آپ سے کس نے کہا سراسر لغو اور بہتان ہے۔

بیگم۔ ہم جو سنتے ہین وہ تم سے کہہ دیتے ہین پردے کی بیٹھنے والیون کو کیا معلوم۔ تم جانو تمہارا کام جانے۔ مگر دیکھو اعتبار کرو تو ایک حد تک اعتبار کے بھروسے پر جان جوکھون مین نہ ڈالدینا۔

نصیر۔ ایسا بھی کوئی کرے گا۔ بعض بے ایمانون نے بے ایمانی کی ہوگی اور کسی دشمن سے ملکر زہر دے دیا ہوگا۔ مگر اس پیشے کے لوگ ہرگز ایسا نہین کرتے۔ اور سب سے پہلے ان کو ہدایت اسی بات کی ہوتی ہے کہ سب عورتون کو نیک نظر سے دیکھنا دوست

دشمن سب کو ایک سمجھنا۔ دولت کی غرض سے کسی کے ساتھ بے ایمانی نہ کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ چونکہ اس پیشے کے لوگ شائستہ ہو گئے ہین اسلیے ان مین جس قدر نیکیان اور عمدگیان پائی جاتی ہین اُن کی تقلید اگر دوسرے پیشے والے کرین تو زیبا ہے۔

بیگم ۔ ہان بیٹا سچ کہتے ہو ہم بیچاریان پڑھی نہ لکھی گاؤن کے گنوارون کی طرح زندگی بسر کرتی ہین تمہارے باپ نے خدا اُن کو سلامت رکھے ہر طرح سے نباہ لیا اب تمہاری جوانی ہے تم کو جو تجربہ ہو گا وہ ہمکو ہو نہین سکتا۔ البتہ اب تمہاری بیوی تعلیم یافتہ آئے گی وہ ہر طرح سے تمہارے ہم خیال ہو گی۔

نصیر۔ نہین امان جان میرے عرض کرنے سے یہ مطلب نہین تھا جو آپ سمجھی ہین۔ آپ جانتی ہین کہ ہم ہزار خواندہ ہون تو کیا جسکا کام وہی کرے گا۔ ہر کارے و ہر مردے۔ دنیا کا دستور بھی یہی ہے کہ جس فن کا آدمی ہو اُس سے وہی کام لیا جائے۔ اور حتی المقدور تاوقتیکہ کوئی نقص نہ پایا جائے اُس کام مین دخل

نہ دیا جائے۔ اب آپ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ برف باندھے پانچ منٹ نہین ہوئے تھے کہ ابا جان ہوش مین آ گئے۔ اگر اسی وقت یہ علاج کیا جاتا تو اب تک بہت کچھ افاقہ ہو چکا ہوتا۔

بیگم - خیر بیٹا جو کچھ ہوا اچھا ہوا ہمکو اُن کی صحت سے غرض ہے

بفضلہ رفتہ رفتہ ہمارے نواب ذیشان کو صحت ہوتی چلی تمام شب یون ہی کچھ خفیف سی حرارت اور ناتوانی رہی۔ صبح کو خدا کے فضل سے بھلے چنگے ہو گئے۔ بیگم صاحبہ نے صدقے سیلے اُتارے فقرا کو اناج تقسیم کیا۔ خیرات دی۔ میان نصیر یہان کے رواج کے موافق امام ضامن کی پانچ اشرفیان اپنے والد کے بازو پر باندھ کر باغ جانے کی اجازت حاصل کر کے روانہ ہوئے۔

نواب ذیشان محلسرا سے باہر برآمد ہوئے حوالی موالی جمع تھے سب آداب بجا لائے میان پیرمرد جگت نانا نے نزدیک پہونچکر دعاے عمر و دولت کے بعد تین بار قل ہو اللہ تین بار معوذتین اور آیۃ الکرسی اور نادعلی پڑھ کر دم کی۔

نواب نے فرطِ اخلاق سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اتنے مین میان

قلندر پہونچے اُنھون نے بھی دعاے درازی عمر دیکر مزاج پرسی کی۔ نواب نے جواب دیا کہ الحمدللہ خیریت سے ہون۔ قلندر نے وجہ دریافت کی۔ نواب نے کہا کل اتفاق سے نو بجے سکندرآباد گیا تھا۔ وہان سے واپسی مین دیر ہوئی۔ بارہ بجے کے قریب جب افضل گنج کے پل کے قریب پہونچا۔ میرے ایک دوست نے کہا کہ افضل گنج کے پل کی کمان جسکا پایہ ٹوٹ گیا ہے تعمیر ہو رہی ہے اُسے مین بھی چلکر دیکھون مین اُن کی خاطر سے وہان گیا اور کوئی دو بجے تک دھوپ مین کھڑے رہنے کا اتفاق ہوا۔ روسی ٹوپی تھی تمازت آفتاب کے باعث دماغ مین خدا جانے کیا ہوا دہین دَوران سر شروع ہوگیا۔ اتفاقاً کسی نے کہا کہ مدارالمہام صاحب کی سواری آنیوالی ہے۔ فوراً مین نے وہان سے مکان واپس آکر لباس بدلا مُنھ دھویا اب چاہتا تھا کہ کچھ کھانا کھاؤن دفعتہً چکر معلوم ہوا۔ اسکے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔

قلندر - بس بس مین سمجھ گیا لو لگی۔ ضرور لو لگی۔ اور کچھ نہین بہر حال خدا نے فضل کیا۔

مولانا مولوی شیخ امام علی صاحب ہمارے وطن کے رہنے والے ہین عالم متبحر۔ فاضل اکمل۔ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہین۔ جس روز کہیے لے آؤن۔ واعظ بہت اچھے ہین۔ معرفت کے خزانے کی کنجی تو اُنکے ہاتھ مین ہے۔ خریطے کے خریطے انمول لآلیِ آبدارِ حقایق سے بھرے ہوے ہین اور پھر نری مولوی اور واعظ ہی نہین۔ انگریزی مین خدا جانے بی۔ اے۔ کی ڈگری ہے یا کیا۔ سیاست اور تمدن مین گفتگو کیجیے تو معلوم ہوگا کہ اپنے زمانے کے نعمت خانِ عالی ہین یا بیربر۔ اور تاریخ مین تو زندہ تاریخ ہین۔

نواب ۔ واللہ جامع الصفات ہین۔ کل ضرور لیتے آئیے انشاءاللہ تعالےٰ ملون گا۔

ایک سیاح سے ملاقات

نواب ذیشان اپنے دولت کدے مین برآمد ہین اور ظریف الدولہ (جگت نانا) سے جو سائے کی طرح ہمیشہ ساتھ رہتے ہین۔ باتین ہو رہی

ہین۔

پیر مرد۔ کیون میان آج ابھی تک کوئی صاحب نہین آئے حالانکہ کل آپ نے رفیق اور قلندر سے کہدیا تھا کہ آج جمعہ ہے شکار کے لیے جائین گے آخر دونون دغا دیگئے۔

نواب۔ ابھی تو صبح کے سات بجے ہین غالباً آتے ہی ہونگے

پیر مرد۔ اے واہ۔ ایسی حاضری پر تین حرف۔ مابدولت کو دیکھیے کہ پانچ بجے سے ڈیوڑھی مین حاضر ہین۔ حالانکہ شب مین ہماری بڑھیا کو خفیف سا بخار بھی آگیا تھا۔

نواب۔ کیون خیریت۔ بخار کا باعث

ظریف۔ امتزاج فصلین ہوگا۔

اتنے مین خانسامان نے حاضر ہوکر کہا کہ قلندر شاہ آئی ہین۔

نواب۔ یادش بخیر۔ بلالو۔

قلندر شاہ پہونچے۔ اور علیک سلیک کے بعد ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

نواب۔ کیون حضرت آج آپ نے اتنی دیر لگائی۔

قلندر۔ مولوی صاحب کو آپ نے لانے کے لیے کہا تھا۔ اسلیے آج اُن کو ساتھ لیتا آیا۔

نواب۔ کون مولوی صاحب مولوی شیخ امام علی

قلندر۔ جی ہان

ظریف۔ واہ آج تو شکار کے لیے دل مائل ہو رہا ہے۔ اور آپ مولوی صاحب کو لائے ہین۔ وہان ان کا کیا کام۔

قلندر۔ (پیر مرد سے) ارے میان تم کو جب سوجھتی ہے ایسی ہی سوجھتی ہے۔ اگر یہ بھی شکار مین رہین تو کیا مضائقہ ہے۔

نواب۔ نہین نہین۔ ان سے ابھی مل لین گے۔ پھر کسی روز شکار کے لیے جائین گے۔

ظریف۔ (قلندر کو گھور کر) لاحول ولا قوۃ عجب وحشی آدمی ہو صبح سے شکار کے شوق مین شاہین بنے بیٹھے تھے دو لفظون مین مزہ ہرن کر دیا۔

نواب۔ کیا مضائقہ ہی نا۔ مولوی صاحب ایک مرد سیاح جہان دیدہ

ہین۔ اُن کی صحبت سے فیض اُٹھانا چاہیے۔

ظریف۔ واللہ اس قلندر نے ہماری افیون کا نشہ خاک مین ملا دیا۔ اب وہ فرحت نہ رہی۔

نواب نے قلندر سے کہا کہ مولوی صاحب کو بلاؤ۔ مولوی صاحب آئے اور نواب زینے تک استقبال کر کے بلائے۔ اور کرسی پر بٹھلایا۔

نواب۔ الحمد للہ آج تمنا پوری ہوئی۔

سیاح۔ جی ہان کُلُّ امرٍ مرھونٌ باوقاتہا۔

نواب۔ مزاج شریف۔

سیاح۔ بفضلہ خیریت سے ہون۔

نواب۔ اسکے قبل بھی کبھی آپ حیدرآباد آئے تھے۔

سیاح۔ سنہ ۱۳۱۱ھ مین آنا ہوا تھا۔ لیکن دو چار روز ہی قیام رہا۔

نواب۔ کیون۔ اسقدر عجلت کے ساتھ واپسی کیون ہوئی۔

سیاح۔ کچھ ضروری خانگی کام تھا۔

نواب۔ آپکے علم و فضل کا حال قلندر شاہ نے بیان کیا۔ ماشاءاللہ

آپ منتخبِ روزگار ہین۔

سیّاح ۔ یہ صرف آپکی قدردانی سے ہے ورنہ مین تو ایک سیاح ہون۔

نواب ۔ اب آپ کا سن کیا ہوگا۔

سیّاح ۔ پچہتر یا ایک دو سال زیادہ۔

نواب ۔ ماشاءاللہ آپ کا سن تو اتنا نہین معلوم ہوتا۔

قلندر ۔ جی ہان۔ قوی ان کے تگڑے ہین۔

ظریف ۔ یہ تگڑے کیا لفظ ہے

نواب ۔ پنجابی زبان مین تگڑے کے معنی مضبوط کے ہین۔

ظریف ۔ دکن مین پنجابی زبان کے لانے کی ضرورت کیا تھی

قلندر ۔ جسطرح اُردو کی رنگ آمیزی۔

ظریف ۔ اُردو ہماری مادری زبان ہے۔

قلندر ۔ یہ اُردو آپ کی مادری زبان نہین ہے جو اُردو اکثر فصیح اہلِ دکن بولتے ہین یہ تو دلی اور لکھنو کی زبان ہے۔ خاص دکھنی زبان اور ہے اُسی زبان مین پہلا شاعر ولی گزرا ہے۔

سیاح ۔ نے **نواب** سے پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہین۔

نواب نے کہا کہ آپ جگت نانا کہلاتے ہین۔ اور بڑی چلبلی طبیعت کے بزرگ ہین۔

سیّاح۔ ہمارے وطن مین ایک متمول سیٹھ ہین اُن سے آپکی صورت بہت ملتی ہے۔

ظریف۔ کیا آپ کو سیٹھ ہی کے ساتھ نسبت دینا فرض تھا ہم تو ہاشمی النسل سپاہی ہین۔ بنیے بقال ہونگے کوئی اور۔

سیاح بھی بڑے زندہ دل آدمی تھے۔ اور اُسپر جہان گرد سمجھ گئے کہ یہ امیرون کے دربار کا کھلونا ہین۔

نواب نے ظریف الدولہ سے کہا کہ نانا ذرا ہمین بات چیت کر لینے دیجیے۔ پھر آپکا جی چاہے تو تمام رات پڑی ہے مولوی صاحب کے ساتھ چلے جائیے اور جی کھول کر گلچھرے اُڑائیے

ظریف۔ بابدولت کیا کسی کے گھر جاتے ہین۔ بس یک در گیر محکم گیر۔

سیاح۔ بات تو ٹھیک کہی نہایت تحسین کے لائق ہے۔

نواب۔ ہان مولانا۔ فرمائیے کہ آپکو زیادہ کون سے علم کے

حاصل کرنے کا شوق رہا۔

سیاح - حدیث اور فقہ - اور ادب - یہ تو آبائی میراث ہین - باقی اور علوم و فنون کو بھی مین نے شوق سے حاصل کیا ہے -

نواب - کون کون سے علوم آپ نے شوق سے حاصل کیے اور کن فنون مین آپ کو خاص طور پر دستگاہ ہے -

سیاح - دستگاہ تو کسی مین بھی نہین - سب مین ادھورا ہون - مگر علم نجوم - رمل - جفر سے واقف ہون - علم حقائق سے بھی کسی قدر واقفیت ہے - تاریخ کی کتابین بھی صدہا نظر سے گذری ہین -

نواب - ماشاء اللہ - آپ مطلع العلوم مجمع الفنون ہین -

سیاح - یہ سب آپکی نوازش ہے -

نواب - آپ اور کون کون سے ممالک مین پھرے ہین -

سیاح - ہندوستان کے اکثر مقام مین نے دیکھے - اور اُس طرف بخارا - کابل - بلخ - چین - جاپان - ایران - ترکستان - اور جسقدر اہل اسلام کے مقامات مقدس ہین اُن سے مشرف ہوا -

نواب - زیادہ کہان رہنے کا اتفاق ہوا -

سیاح - کابل اور ایران مین زیادہ رہا۔

نواب - کابل کی اب کیا کیفیت ہے -

سیاح - الولد سر لابیہ - امیر حال اپنے باپ کے اُن کامونکو جو ناتمام سمجھے بمصداق - ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

پورا کرنے کے لیے ہمہ تن مستعد ہین - اور نہایت لائق اور مدبر ہین اور کیون نہو - کہ عبدالرحمن خان کاسا پولیٹکل دماغ کا شخص شاذ ہی ہوا ہوگا - آخر اُنھین کے فرزند اور اُنھین کے تربیت یافتہ ہین

نواب - سُنا جاتا ہے کہ اُس قوم مین جہالت زیادہ ہے - اور امیر کی سخت گیری خفیف قصور پر بھی زیادہ ہوا کرتی ہے -

سیاح - جی ہان ایسا ہی ہے - اگر وہان سخت سزا جسکو سزاے موت کہنا چاہیے نہوتی تو شاید انتظام بھی نہ ہوتا - یہ تو خدا کی شان ہے جس ملک کے لیے جس قسم کا حاکم ضروری خیال کیا جاتا ہے ویسا ہی حکمران پیدا کردیتا ہے - اور جس اُمت کے لیے جس قسم کے نبی کی ضرورت ہوتی ہے ویسا ہی نبی اُس ملک کے

لیے مبعوث فرماتا ہے۔ اِنَّ اللہَ علیٰ کلِ شئیٍ قدیر۔ اگر کابل کے لیے امیر عبدالرحمن خان کی طبیعت کا حکمران نہوتا تو میری دانست مین ایکدن بھی اجزاے حکومت کی شیرازہ بندی محال ہو جاتی حقیقت تو یہ ہے کہ حکمرانی کے لیے ان صفات کی ضرورت ہے۔ اوّل تو رعب وداب ہو کہ بغیر اسکے کوئی حکمرانی نہین کرسکتا۔ یہ مثل مشہور ہے جسکے دیکھے نہ مرے۔ اُسکے مارے کون مرتا ہے (۲) دانشمندی (۳) عدالت (۴) جرات (۵) استقلال (۶) جفاکشی (۷) اخلاق۔

یہ سب صفات تو نہایت ضروری ہین۔ یہ سب چیزین امیر عبدالرحمن خان مین موجود تھین۔ البتہ اخلاق کا مادہ ایسا نہ تھا جسکی نسبت مین زیادہ رطب اللسان ہون اخلاق کا مادہ تو یورپ مین ہی جسکی تقلید کل قومون کو کرنا چاہیے۔ اور یہی ایک چیز ہے۔ ؏

کہ پیسلے توانی نہ ہوسے کشتی...

کی مصداق ہو سکتی ہے۔

نواب۔ اُنکا ملک کیا زرخیز ہے۔

سیاح - ملک تو کوئی ایسا زرخیز نہین - اکثر پہاڑی ملک ہے - پہاڑون کا سلسلہ قدرتی کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ وہان زرخیزی کی امید کیا ہوسکتی ہے لیکن امیر مرحوم نے کابل کو زرخیز بنا دیا - اُنکی عقلمندی نے ملک کو دولتمند کردیا - اور کیا عجب ہے اگر وہی مرتبہ پالیٹکس کا قانون مرعی رہے - اور ہنر حال نے بھی ترقی دی ہے اور توقع کیجا سکتی ہے کہ ضرور ترقی دیگا تو اُس مین شبہہ ہو نہین سکتا کہ ملک کی آمدنی دہ چند ہوگی - اور یہ دولت بھی اسی عصر مین معراجِ ترقی پر پہونچ جائیگی -

نواب - سُنا گیا ہے کہ وہان بندوقین اور توپین وغیرہ بھی ڈھالی جاتی ہین -

سیاح - جی ہان - بڑے بڑے کارخانے قائم ہین امیر عبدالرحمن خان نے بڑا کام تو یہی کیا کہ سب سے پہلے صنعت و حرفت کی بُنیاد ڈالی - اور درحقیقت جس ملک مین صنعت و حرفت نہو وہ ملک کبھی ترقی نہین کرسکتا - تمدن مین ہر شخص ایک دوسرے کا محتاج ہے - جب تک وہ اپنے مایحتاج کے پورا کرنے کی

لیاقت نہ رکھتا ہو وہ کسی طرح فارغ البال نہین سمجھا جا سکتا پس
جب تک کہ سلطنت مین لوگ لائق تجربہ کار۔ ہوشیار نہ جمع ہون ملک
ترقی نہین کر سکتا۔ جس طرح ایک مشن کے لیے مضبوط اور باقاعدہ
کل پرزون کی ضرورت ہے ویسے ہی ملک اچھے اچھے تجربہ کار
عہدہ دارون کا سخت محتاج ہے چنانچہ امیر مرحوم نے بلا امتیاز
قوم وملت بہت سے لائق عہدہ دارون کو رکھا۔ اسی طرح سُنا جاتا
ہے کہ حیدرآباد مین بھی حضور اقدس و اعلے جو بہت بڑے مدبر
اور اعلے قابلیت خداداد رکھتے ہین اس اصول کے پابند ہین۔
نواب۔ آپ نے تو ابھی حضور کے حالات سُنے ہی نہین
بلا مبالغہ مین کہتا ہون کہ ہمارے والی دکن نے جو دماغ خداداد پایا ہے
ایسا تو بہت کم ہوگا۔ اس سلطنت کے لیے حضرت ہی کی مدبری
اور دُور اندیشی لازمی ہے۔ اور یہ بات ثابت بھی ہو چکی ہے امیر
صاحب اگر دکن جیسے ملک کی حکومت کرکے اپنے کل ارادون
مین کامیاب ہوتے تو البتہ ہم بھی قائل ہوتے۔
سیاح۔ واقعی حضور کی عالی حوصلگی اور دانشمندی اور تجربہ کاری

کا ہر سُو چرچا ہے اور ہین سُنے بھی بڑے بڑے مدبر اور دانشمند یوربیون کو حضور کا مداح پایا ہے۔

نواب۔ خیر مولانا۔ یہ تو فرمایئے کہ ایران ترکون کی تقلید کیون نہین کرتا۔

سیّاح ۔ایک نہ ایک روز اُسکو بھی ترکون کا پیرو ہونا پڑیگا۔ مگر بعد از خرابی بسیار وہان کے لوگ زیادہ مدبر اور تعلیم یافتہ نہین ہین

ظریف الدولہ — (نواب کی طرف مخاطب ہوکر کہا) آج ہی ساری سلطنتون کے نظم ونسق کا امتحان ہے۔ جی اُکتا گیا۔ خالی خولی باتین پھیکی نہ رنگینی نہ دلچسپی بس کیجیے۔

سیّاح ۔اے مولانا۔ آپ کس قسم کی رنگینی چاہتے ہین۔

ظریف۔ ہم تو بس سماع کے دلدادہ ہین۔ رات دن اسی کا تصور اسی کی دُھن مین گزرتی ہے۔ اگر وہ ہو تو جی بہلے۔

سیّاح ۔ جب آپ ہر وقت اسی دُھن مین رہتے ہین تو پھر راگ سُننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

ظریف۔ بس منطق ہی چھانٹا کرو۔ ہمین منطق و نطق نہین آتی

ہان ضلع جگت کے فن سے واقف ہین۔ اس مین اپنا جوہر دکھا سکتے ہین۔

سیاح ۔ ماشاءاللہ آپ بھی چھپے رستم ہین۔ جوہر کا لفظ بھی کیا خوب استعمال ہوا ہے۔ نہایت معقول بات کہی۔

ظریف۔ (اینٹھ کر) اجی جناب ہم اس فن کے استاد ہین۔ یہ امر بدیہی عیان ہے۔ کہ ما بدولت کے مقابلہ مین اچھے اچھے استادون نے جھتین کین مگر ہم نے سب کے قاعدے کو توڑ دیا اور یہ بات کچھ چھپی ہوئی نہین ہے خاص و عام مین مشہور ہے

سیاح ۔ بیشک آپ کی شکل و صورت بھی کہتی ہے۔

قلندر۔ (ظریف سے) ارے میان یہ دیکھو کہ تمہارے سوال کا جواب بھی مولوی صاحب استعارات اور ضلع جگت مین دے رہے ہین۔

ظریف۔ ہان اس قدر گفتگو مین ایک جگہ **معقول**۔ کا لفظ برتا۔ اور دوسری جگہ **شکل و صورت** مگر نتیجہ کیا اس سے ما بدولت نے تو سلسلہ باندھ دیا۔

سیّاح ۔ (مزاح سے) بندہ آپ کے سامنے مٹھائی رکھنا چاہتا ہے

ظریف (موچھوں پر تاؤ دیکر اور نواب کی طرف دیکھہ کر) کیوں اب بھی مانو گے یا نہیں ۔ کہ مال دولت کا لوہا سب مانتے ہین ۔ زمانہ جانتا ہے کہ ہم کیسے ہین ۔

نواب ۔ (تبسم کرتے ہوئے) کیا کہنا آپکے قول و فعل کا کسے انکار نہین ۔ واللہ جو نہ مانے وہ برعکس ہے آپ صاحب حکمت ہین ۔

ظریف ۔ ہان ہے تو ایسا ہی ۔

نواب ۔ نانا تھوڑی دیر کے لیے اور ذرا مہربانی فرمائیے ۔ کچھہ بات چیت کر لون ۔

ظریف ۔ بھئی ہم کو جانے دو ۔ پھر چاہے شام تک باتین کرتے رہو

سیّاح ۔ آپ سے تو محفل کی رونق ہے ۔ نواب چاہین رخصت دین مگر بندہ تو آپ کا شیدائی ہے ۔ ممکن کیا ہے کہ آپ اپنی مجلس سے چھوٹ کر جائین ورنہ پھر قضیہ بالعکس ہو جائے گا ۔

ظریف ۔ ہان اس سلسلے مین بھی تم نے کہین کہین ضلع جگت

کو بنا ہاں ہے مگر بے موقع۔ ابھی کچھ دن سیکھنا چاہیے۔ شیرینی
اور نذر رکھو گے تو اُسکے بعد شاگرد بنائینگے۔ اور پھر وہ گُر
بتائینگے جو کسی نے نہ سُنے ہون۔

سیاح نے نواب سے انگریزی مین کہا کہ اس بڑھے کو
اور خوش کرتا ہون۔ ایک روپیہ کی شیرینی منگوا دیجیے

نواب ۔ آج تو نہین پھر کسی روز آپ ان کو دام مین لائینگا۔

نواب ۔ (سیاح سے) مولانا جفر کیا نجوم سے بھی زیادہ ہے

سیاح ۔ نجوم ایک جزو ہے جفر کا۔ مناسبات منازل جو حروف
کے لیے قرار دیے گئے ہین البتہ نجوم مین زیادہ تر معتبر ہین
اس لیے کہ تناسب حروف منازلِ فلک کے ساتھ وضع
قدیم سے ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے [لہ] وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ
لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ۔

نواب ۔ کیا واقعی یہ علم انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

سیاح ۔ کیا شک ہے [ٹہ] وَعَلَّمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى
الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

[لہ] ترجمہ اور مقرر کیے گئے مقامات اسکے تاکہ جانو تم تعداد سالون کی اور حساب ۱۲

[ٹہ] اور سکھائے آدم کو نام سب کے پھر وہ سب چیزین فرشتون کو دکھائے کہا بتاؤ مجھکو نام انکے اگر ہو تم سچے ۱۲

جناب حضرت احدیت جل شانہ نے جب آدم سے سر کو خلافت کے تاج سے زینت بخشی تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ آدم کے فرزند بہت ہین اور ہر گروہ کی زبان علیحدہ ہے۔ اور آدم علیہ السّلام اس سے واقف نہین اسلیے تم جاؤ اور اس علم کے وایقے سے اُن کو واقف کرو۔ اسوقت جبرئیل آئے اور اُنھون نے یہ علم اُنکو سکھایا جس سے لغاتِ مختلفہ اور غوامضِ علومِ عجیبہ مستخرج ہوتے تھے اور اسی بات کی یہ آیت خبر دیتی ہی چنانچہ یہی قول ہے کہ آدم علیہ السلام سے شیث اور اُن سے ادریسؑ کو تعلیم ہوئی اُنھون نے اپنے فرزندون کو تعلیم دی۔

نواب۔ آپ کے اس علم مین کتنے شاگرد ہین۔

سیّاح۔ دو چار ہی ہونگے۔ اِسلیے کہ یہ علم شریف اسرار الٰہی سے ایک سر ہے البتہ اس حیدر آباد مین ایک شخص کو مین نے اس علم کا اُستاد پایا مولوی سید خلیل ہراتی جو مدار المہام حال اور ظفر جنگ مرحوم کے اُستاد تھے۔ مولوی مرحوم سے یہ سنا تھا کہ مدار المہام حال نے چند سبق اس علم مین مولانا سے حاصل کیے ہین اور جفر جامع جو کتاب ہے۔ وہ ظفر جنگ مرحوم

کے یہاں اب تک ہے ۔

نواب ۔ ماشاءاللہ آپ بھی منتخب روزگار ہین مگر یہ تو فرمایئے
کہ رمل کونسا علم ہے ۔

سیاح ۔ رمل بہت سہل ہے اس مین کل سولہ خانے ہین اور
ان کے سولہ اشکال ہین مگر ان اشکال کی ترکیب سبع سیارہ کے
لحاظ سے ہے اور تقسیم بھی سبع سیارہ کے لحاظ سے ہے یعنی
ہر ستارے کی دو شکلین ہین ۔ اور وہ دو شکلین ہر ایک خانے سے
منسوب ہین ۔ اب رہے راس اور ذنب یہ دونون ملکر ایک ستارہ
سمجھا جاتا ہے ۔ اس کی دو شکلین ہین اور وہ دو شکلین زائد سمجھی جاتی
ہین ۔ مگر سولہ خانون کی تقسیم کے لیے یہ دو بھی احکام کی غرض سے
شریک کیے گئے ہین ۔ اس طرح سے سولہ شکلین پوری ہو جاتی ہین
اب ان سولہ خانون کے اوتاد ۔ مائل اوتاد ۔ زائل اوتاد
وتد الوتد قرار دیے گئے ہین ۔

مثلاً ۔ ۱ ۔ ۵ ۔ ۹ ۔ ۱۳ ۔

یہ خانے وتد ہین ۔

۲ - ۶ - ۱۰ - ۱۴ - یہ خانے مائل و تد سمجھے جاتے ہین -

۳ - ۷ - ۱۱ - ۱۵ - یہ زایل وتد مانے گئے ہین -

اور - ۴ - ۸ - ۱۲ - ۱۶ - یہ وتد الوتد ہین -

ایسے ہی عناصر کے خیال سے - اوّل کے چار خانے آتشی ہین دوسرے چار خانے بادی - تیسرے چار خانے آبی - اور چوتھے چار خانے خاکی -

ان خانون مین اشکال جو بلحاظ عناصر کے تقسیم کیے گئے ہین - یعنی سولہ ۱۶ اشکال چار عناصر پر تقسیم ہوئے ہین - اس حساب سے چار چار شکلین ایک ایک عنصر سے منسوب ہین اگر اشکال بلحاظ عناصر کے اپنے خانون مین آئین - اور سعد ہون - اور نظر سیح ہو - اور کسی نحس شکل سے اتصال نہو تو وہ حکم قوی ہوتا ہے اور اگر اسکے خلاف ہو تو حکم بھی کمزور ہوگا - یون تو اس فن مین بہت سی کتابین لکھی گئی ہین - لیکن ایک کتاب مختصر جس کا نام رسم خاب ہے نہایت جامع اور مفید ہے - ہر چند بقامت کہتر بقیمت بہتر کا ثبوت بھی دیتی ہے -

مدار المہام۔ سے ایک وقت ملاقات ہوئی تھی اس فن سے بھی وہ واقف
ہین نجوم کے نکات سے آگاہ ہین اور علم حقایق سے نہایت دلچسپی
ہی نہین رکھتے بلکہ عملاً اُس کے مدارج پورا کرنا چاہتے ہین۔
لیکن یہ کہتے تھے کہ اُن کے پیر و مرشد حضرت چندا شاہ
کی وفات کے بعد کوئی شیخ ایسا نہ ملا کہ اُن کو سبقون کی تعلیم
اچھی طرح سے دے سکتا۔ بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ جو سبق
اذکار و اشغال کے انکو اُن کے مرشد سے حاصل ہوئے
وہ بھی بہت کم دوسرے جانتے ہین۔

قلندر۔ ترک علی شاہ ترکی کی زبانی معلوم ہوا کہ ان دونون انگریزی
کی تحصیل کا زیادہ شوق ہے اکثر انگریزی تاریخ اور فلاسفہ کی
کتابون کا مطالعہ رہا کرتا ہے۔

اتنے مین بارہ کی توپ دغی دَ نَ نَ نَ نَ۔

نواب۔ باتون باتون مین بارہ بج گئے۔ آپکو بہت تکلیف ہوئی
اگر مضائقہ نہ ہو تو نانِ جوین حاضر ہے۔

ظریف۔ جی نہین۔ ابھی کا ہیکو زحمت کرتے ہین۔ گھر کے قبالے

مولوی صاحب کے حوالے کردیجیے

نواب - کیوں نانا خفا ہوگئے ۔

ظریف - خفا نہیں تو کیا خوش ہوں - کہ یہاں افیون کا وقت ہوگیا نشۂ عنت ربود - (جماہی لیکر) یہہ دیکھو - علاوہ اسکے پیٹ مین چوہے دوڑ رہے ہین - الجوع الجوع کی صدا آرہی ہے ۔

سیاح - واقعی آپکو تکلیف ضرور ہوئی ہوگی جب آپ کے پیٹ مین چوہے دوڑ رہے ہین تو بلی کے کباب کھایئے چوہون کا شکار ہوجائیگا -

ظریف - لاحول ولا قوۃ - یہ کہان کے مولوی ہین خدا جانے کس نے انکو مولوی بنایا - حرام چیز کھانے کے لیے کہتے ہین ایسی بات تو زبان پر بھی نہ لایئے -

اتنے مین خانساماں نے حاضر ہوکر کہا کہ خاصہ تیار ہے سب کے سب کھانے کے لیے روانہ ہوئے - کھانے سے فارغ ہوکر جب باہر برآمد ہوئے تو نواب ذیشان نے کہا کہ مولانا آپکی بڑی مہربانی ہوگی کہ کسی روز آپ قوم کے متعلق ایک پراثر

لکچر دین۔

سیاح - مجھ مین اسقدر مواد سواد نہین - البتہ صرف آپکی فرمائش کی تعمیل سے مجبوری ہے۔

نواب نے منشی کو بُلا کر حکم دیا کہ پنجشنبہ کے روز کے لیے اشتہار طبع کرا کے شایع کراؤ۔ اور احباب کی خدمت مین رقعے تقسیم کر دیے جائین -

سیاح نواب سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو سدھارے -

ظریف الدولہ کی سرگشت

ایک روز ہمارے نواب ذیشان سہ پہر کے وقت اپنے دیوانخانہ مین برآمد تھے دیکھتے کیا ہین کہ ظریف الدولہ بہادر بڑبڑاتے ہوئے تشریف لا رہے ہین -

ظریف - کمبختون نے ناک مین دم کر دیا - خدا ایسے پاجیون سے بچائے -

نواب۔ کیون نانا خیریت سے ہے یہ کیسی خفگی ہے۔ معاملہ کیا ہے

جو اتنے درہم وبرہم ہو۔

ظریف۔ ٹھہرو میان ذرا دم لون تو پھر اپنا دکھڑا سناؤن۔

نواب۔ سستا لیجیے۔ واقعی آپ ہانپ رہے ہین۔

ظریف۔ ہا ہنسنے کی ایک ہی کہی۔ اجی بس کیا کہون میرے ہاتھ

سے بچ گیا ظالم نہین تو اسکی کشتی کنارے لگا دیتا۔ سیدھا واصل جہنم ہوتا

نواب۔ آخر فرمائیے بھی تو کہ ہوا کیا۔

ظریف۔ اجی میان کیا پوچھتے ہو ٹھیک دو بجے۔ بڑھیا نے

مجھ سے کہا کہ نواب کے گھر تو اللہ رکھے میان نصیر کی شادی کی

تیاری شروع ہو گئی۔ مجھے بانجھ لیجانا ہے جاؤ اور کچھ کپڑا دکان سے

لے آؤ۔ مین بھی فوراً در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ کمر کس کے

تیار ہو گیا۔ ناشتہ کیا نہ تھا اسلیے گھسیٹو کے ہاتھ کچھ کلچے اور نہاری

تنبول سیٹھ کی دکان پر بھیجنے کے لیے تاکید کر کے روانہ ہوا۔ جب

راستے مین پہونچا تو جماہی آئی۔ معلوم ہوا کہ افیون نہین کھائی۔ بس

اس خیال کے ساتھ ہی۔ ہاتھ پاؤن ٹوٹنے لگے ایک قدم چلنا

دوپہر ہوگیا۔ اب راستہ چلون تو کس کے پاؤن سے۔

نواب ۔ گھر کو کیون نہین واپس آگئے ۔

ظریف ۔ اجی میان ابھی تک بہورے کی سرا مین پڑا ہون قریب چوک کے یعنی بشیر الدولہ کے مکان تک پہونچا تھا اب وہان سے واپس ہونا گویا رجعت قہقری تھی۔ راستے مین گرجانے کی نوبت آگئی اتنے مین دیکھتا کیا ہون کہ **شیخ ننھے** علی غول کا جوان ہمارا پرانا اشنا جارہا ہے۔ مین نے ٹوک کر پوچھا کہ میان کدہر

شیخ ننھے نے کہا کہ میان دم اڑانے جاتا ہون یہی وقت ہے نا مین نے کہا ظالم اگر تھوڑی افیون ہے تو نکال دے اسنے ٹکا سا جواب دیا۔ بس جب تو مین نے مناسب خیال کیا کہ مین بھی اُسکے ساتھ جاکر دم اڑا کر آؤن۔ قصہ مختصر اسکے کاندھے کا سہارا لیے ہوئے مدک خانے مین پہونچا دیکھا تو وہان ایک کالا مسٹنڈا نمبا گوکا پنڈا چار زانو بیٹھا دم اڑا رہا ہے ۔ اسے صل وجل مین تو دیکھتے ہی دہشت سے رہگیا۔

اُس نے کچھ ایسی بھونڈی ڈراؤنی آواز سے کہا کہ آؤ میان

صاحب ایک قش آپ بھی لیجیے ہم مفت دیتے ہین۔
مین بھلا ایسے مداری کے دم مین کیون آنے لگا۔ اور اُسکی حقہ بازیون سے چکما کس طرح کھاتا۔ مین فوراً سوال کر بیٹھا کہ حضرت یہ قش کیا معنی اُس بے ایمان گاودی نے کہا کہ تشدید سے قش لیا گیا ہے۔ آپ تو بڑے گرماگرم آدمی ہین مین نے کہا کہ تمہارا گھر بار کہان ہے کہا کہ مہنال دروازے کے قریب۔
جب تو مین جھنجھلا گیا۔ آج تک حیدرآباد مین مُہنال دروازہ کبھی عمر بھر نہین سُنا تھا۔
سمجھ گیا کہ یہ تمسخر کرتا ہے میان اب تاب کہان کہ ایک پاجی مجھ جیسے شریف سے اس قدر گستاخی سے پیش آئے۔ فوراً ایک چپت رسید کردی۔ کیا کہون میان سر کیا تھا کمبخت کا ایک چھلا چھلا یا ناریل یا یہ کہو کہ مشہور کا سرپوش میری اُنگلیون مین درد ہونے لگا مگر اُس بے حیا کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اہا ہا ہا کہہ کر خاموش ہوگیا۔ جناب کے ایک اور دھپ رسید کی تب بھی اہاہاہا کیا مزہ آیا کہکر خموش۔
شیخ ننھے نے کہا میان سو جوتیان بھی اسکو لگاؤگے تو بھلا

کی۔بلا دور وہ کٹن سے مَس بھی نہ ہوگا۔ روز سیکڑون دھولین کھاتا ہے اور اسی سے اسکا سر مضبوط ہو گیا ہے۔ بس جب تو مین نے خیال کیا کہ ایسے رزیل کے ساتھ کسی شریف کا بھڑ جانا اچھا نہین

راوی۔ سبحان اللہ۔ کیا کہنا اُستاد آپکی شرافت کے قربان بہت ہی اچھے موقع پر آپکو اپنی شرافت یاد آئی۔ شریف ایسی ہی جگہ تو جایا کرتے ہین

نواب۔ نانا یہ تو بے موقع بات ہوئی۔ آپ کا وہان جانا ہی اچھا نہ تھا فرض کرو کہ اگر وہ جمیٹ جاتا تو پھر کیا ہوتا۔

ظریف۔ اجی میان۔ خنجر اُسکی توند مین گھسیڑ دیتا۔

نواب۔ خیر مگر آپ سے ایسی جگہ آپکا جانا ہی ٹھیک نہین۔

ظریف۔ بخدا مین کیون جانے لگا۔ حرامزادہ پاجی شیخ ننھے لے گیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ افیون کی خاطر گیا۔ ورنہ کیون جاتا۔ بھر حال دو چار دم اُڑائے۔ جب جان مین جان آئی وہان سے واپس ہو کر جب دکان پر پہونچا تو گھسنو نے میرا انتظار کیا اور جب دیکھا کہ پانچ بج گئے ظالم جو کچھ لایا تھا سب کھا گیا اور دُکان پر کہہ گیا کہ میان سے

کہدیناکہ آپ کا انتظار کیا چونکہ پانچ بج چکے تھے اور آپکے کھانے کا وقت ٹل گیا تھا۔ اِسلیے مین مناسب سمجھا کہ کھانا کھاکر گھر جاؤن۔ آپ نے ضرور کہین نہ کہین اپنا شکم پُر کرلیا ہوگا۔ اتنی دیر بھوکے رہنے کی آپکو عادت بھی نہین ہے۔

بس جب دُکان پر مین نے یہ کیفیت سُنی دم نکلنے ہی کو تھا۔ سیٹھہ بھی مکان پر نہ تھا گماشتے سارے گاؤدی اُن کی زبان سے مین واقف نہین اور نہ اُن سے کھانا مانگنا آدمیت تھی۔ بس وہان سے جھٹکا کرکے پو یان پو یان یہان چلا آیا۔ اب اگر کچھ کھلاؤ تو جان مین جان آئے۔

نواب۔ نانا۔ پھر وہ سودا آپ نے خرید ا کہ نہین۔ بیوی پوچھینگی تو کیا جواب دوگے۔

ظریف۔ ارے میان کل خرید لینگے اور جب تک گھر جانے کا بھی نہین ورنہ واقعی وہ چمیٹ ہی جائیگی۔ بلاسے بے دہان آنے دے

نواب نے خانساماں کو بُلاکر کہا کہ جلد کھانا اندر محل سے منگاکر دسترخوان پر چن دو۔ اور ظریف الدولہ کو لیجاکر کھانا کھلاؤ۔

خانساماں نے ماما خیرو کو بُلا کر کہا۔

ماما خیرو نواب کے محل مین باورچی خانے پر ملازم ہے اُس نے نہایت سلیقے سے کھانا لاکر دسترخوان پر چُن دیا۔ خانساماں نے ظریف الدولہ بہادر کو اطلاع دی کہ خاصہ تیار ہے۔

ظریف الدولہ نواب کو صدہا دعائین دیکر کھانے کے لیے جواب کے دالان مین جاکر ڈٹ گئے۔

خیرو ۔ (ظریف الدولہ سے) اجی بڑے میاں خیریت ہے۔ اس وقت یہ بیوقت تمھارے پیٹ مین کیون چوہے چھوٹے کیا بیگم نے کچھ خبر لی۔

ظریف ۔ ہون۔ خبر لینے کی ایک ہی کہی۔ وہ اور میری خبر لے۔ مین نہ اُسکی خبر لون۔

خیرو ۔ سبحان اللہ یہی تو صورت ہے نا کہ آپ بیگم کی خبر لین۔

ظریف ۔ اری واہ ری خیرو۔ اب تو آگئی رنگ مین۔ ہم سے ہی دو دن کی لنڈیا لگی اور ہم پر ہی منہ آنے لگی۔

خیرو ۔ اجی تم ہو کون سے کھیت کی مولی یہ تو کہو۔

ظریف - پھر وہی باتین کرتی ہے۔ اے کاش تو میری بیگم ہوتی پھر تجکو مزہ بتاتا۔

خیرو - (ایک قہقہہ لگاکر) تمہاری بیگم ہوتے چلی تھی میری جوتی بس خبردار جو بچ سنبھال کر گفتگو کرو۔

ظریف - ذرا دم تو لے بشکم پر ہوتے دستے۔ پھر دال کیسی گلاتا ہون۔

خیرو - تو اب تو میان جی اور بڑھ گئے۔ چپاتی سا تو پیٹ ہے گھر مین دال روٹی بھی میسر نہ ہوتی ہوگی۔ یہان آکر چرب زبانی کی سوجھی۔

ظریف - واللہ اسوقت چرب زبانی کا لفظ تیرے منہ سے کیا نکلا دل پھول سے کے پھلکا ہوگیا۔ کیون کیا ضلع جگت کہا ہے

راوی - سبحان اللہ۔ داد بھی آپ نے کس سے چاہی۔ ماما خیرو باورچن سے۔ بیشک وہ آپکے ضلع جگت کو ضرور سمجھی ہوگی

خیرو - یہ جلا جگت (ضلع جگت) کیا بات ہے۔

ظریف - اُفوہ اتنا بھی نہ سمجھی۔ خیر اب ہمکو کھانے دے پھر سمجھے

سمجھائینگے - یہ کہکر دسترخوان پر ڈٹ گئے - اتنے مین نواب بھی وہان تشریف لے آئے -

نواب - کیون میان ظریف الدولہ بہادر خاصہ تناول فرمانا شروع کردیا -

ظریف - الحمد للہ - آپ کا خوانِ کرم ہمیشہ یون ہی فیض بخش رہے اور بندگانِ خدا اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے رہین - میان کھچڑی کیا خوب پکی ہے -

نواب - جب سے باتین کیا ہو رہی تھین -

ظریف - یہ ماما خیرو جو ہماری دوسری بیوی ہے - اس سے باتین ہو رہی تھین -

خیرو - (ادب سے نواب کی طرف دیکھ کر) دیکھو سرکار یہ بوڑھا ہر وقت مذاق کرتا ہے - آپ جتلا دیجیے ورنہ باندی ایک روز بڑی طور سے پیش آئے گی -

نواب - (تبسم فرماکر) اری - نانا مذاق کرتے ہین - اس مین کیا قباحت ہے -

ظریف - کیسی بھیگی بلی بن گئی - جیسے کچھ جانتی نہین - یہہ نہین کہتی کہ نواب کو دیکھہ کر پلیتھن نکل گیا - جب سے گلا بکلا لڑ رہی تھی -

نواب - نانا آپ تو ضلع جگت اور استعارے کے سوا کوئی بات ہی نہین کرتے -

پیر مرد - میان یہ ہماری شجاعت پر دال ہے -

راوی - واہ شجاعت پر دال ہونیکی ایک ہی کہی کیا خوب - شجاعت کا موقع بھی یہی تھا - ذرا بازو دیکھیے تو ہم بھی ل دین -

نواب - کل مکان مین جائیے گا تو بیوی سے کیا کہیے گا -

ظریف - میان وہی سوچ رہا ہون کہ بات بناؤن تو آخر کیا بناؤن تلا دو پیازہ تو ہون نہین کہ لطیفے بازی شروع کر دون - دال چپاتی ضرور ہو جائے گی - مگر یاد رکھنا کہ بندہ بھی زمانے کے پاپڑ بیلے ہوئے ہے رواروی مین وہ دم جھٹ باتین کرون گا کہ بہر حال بڑھیا میرے دم مین آجائے گی - معاملے کی چھنٹ وپز کرنے ہی نہ دونگا مگر گھبراہٹ سے اس وقت دل کو فتہ ہو رہا ہے

وہ عورت بھی بڑی حیالی ہے اور بہادر بھی ہے - ما بدولت ہی کا
دل گردہ ہے کہ اُسکے ساتھ نبھے اور نباہا۔

نواب - کیا نانی کچھ پڑھی لکھی بھی ہین -

ظریف - ہان میان - خدا رکھے - کریا - ما مقیما - پڑھی ہے - مگر
طبیعت اُسکی بڑی ٹاڑیڑھی ٹکھیر ہے - لیکن (خیرو کی طرف اشارہ کرکی) اس
نہ گوشتہ بریانی سے کم -

خیرو - بس اب زیادہ میرے منھ نہ لگیے - سرکار کے خوف سے چپ
ہون - ورنہ مزہ چکھا دیتی -

ظریف - خیر - کہان جاتی ہے - جو جی چاہے کہہ لے - تیری تمنا
پوری کرنے والا مین ہون - اگرچہ اس وقت تیری گستاخی سے دل
کباب ہو رہا ہے مگر اللہ مالک ہے تیرے پسندے ہی بنا کر
نہ چبا جاؤن تو میان ظریف الدولہ بہادر نہ کہنا -

خیرو - اے سبحان اللہ - بہادر بھی ہو گئے - صورت دیکھو حلوی کی
پیٹ خاصہ چپاتی ہے -

نواب - خیرو سے ذرا زبان سنبھال کر -

خیرو - دیکھو سرکار - جو منھہ مین آتا ہے بلا تکلف کہہ دیتے ہین بڑے آدمی ہین تو اپنے گھر کے باندی تو آپکی نمک پروردہ ہم آن سے کیا دبکر رہے گی -

اتنے مین ظریف الدولہ بہادر کھانے سے فارغ ہوئے - خانسامان نے ہاتھہ دُھلائے - خیرو نے گلوریان لادین - ظریف نے گلوریان لیکر کہا کہ خیرو اگر میرا جھوٹا نہ کھائے تو میرا لہو پیے -

خیرو - واہ واہ - سمجھے کیا ہین آپ -

ظریف - جو کچھہ بھی سمجھا ہون - ع

دلِ من داند و من دانم و داند دلِ من

خیرو - اچھا یاد رکھو نانا - یہ کہتی ہوئی محل مین چلی گئی -

نواب نے خانساماں سے کہہ دیا کہ نانا آج یہین رہین گے - ان کے لیے بستر وغیرہ کا انتظام کر دینا اور ظریف الدولہ بہادر کو خدا حافظ کہہ کر محل مین سدہارے - شب بخیر

حصۂ اوّل تمام ہوا